فہم محرم الحرام کورس

جس میں آپ سیکھیں گے

- چار عظمت فضیلت والے مہینے کون سے ہیں؟
- نئے اسلامی سال کی مبارک باد دینا کیسا ہے؟
- واقعہ کربلا کا صحیح پس منظر ہمارے لیے اس میں کیا سبق ہیں؟
- ماہ محرم کے مسنون اعمال کون سے ہیں؟
- ماہ محرم کا وہ کون سا عمل ہے جس کے کرنے سے پورے سال روزی میں برکت ہوتی ہے؟
- ماہ محرم کا وہ کون سا عمل ہے جس کے کرنے سے پورے سال ہر طرح کی آفات و مصائب سے حفاظت ہوتی ہے؟
- محرم میں کالے کپڑے پہننے، سبیل لگانے، حلیم پکانے، کسی کی طرف سے بھیجے گئے کھانوں کے استعمال کا کیا حکم ہے؟
- ماتم دیکھنے جلوس میں شرکت کا کیا حکم ہے؟
- محرم میں شادی بیاہ کا حکم؟
- صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے حقوق کیا کیا ہیں؟
- صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے بارے میں ہم مسلمانوں کو کیا عقائد رکھنے چاہئیں؟
- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اتباع کیوں ضروری ہے؟

مرتب: مفتی منیر احمد صاحب

استاذ: جامعہ معہد العلوم الاسلامیۃ (رجسٹرڈ)

فاضل: جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن، کراچی

فہم محرم الحرام کورس

جس میں آپ سیکھیں گے

1. تعارف
2. اعمال
3. کوتاہیاں
4. سوالات

مرتب: مفتی منیر احمد

استاذ: جامعہ معہد العلوم الاسلامیۃ (رجسٹرڈ)

فاضل: جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن، کراچی

{جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں}

- کتاب کا نام : فہم محرم الحرام کورس
- مرتب : مفتی منیر احمد صاحب
- تاریخ طباعت دوم: ذوالحجہ 1442ھ جولائی 2021ء
- ناشر : ادارہ المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن
- ای میل : admin@almuneer.pk
- ویب سائٹ : almuneer.pk
- فیس بک : AlMuneerOfficia

ملنے کا پتہ

جامعہ معہد العلوم الاسلامیہ

متصل جامع مسجد الفلاح بلاک "H" شمالی ناظم آباد، کراچی

فون نمبر: 0331-2607207 - 0331-2607204

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	کچھ سوالات کورس کے بارے میں	6
2	کورس کا خلاصہ	14
3	**باب 1. تعارف**	15
4	فصل: 1 قمری نظام کا تعارف	16
5	فصل: 2 تعارف ماہ محرم الحرام	18
6	فصل: 3 واقعہ کربلا	20
7	1) یزید کا بیعت پر مجبور کرنا	20
8	2) کوفیوں کا حضرت حسینؓ کو بیعت کے لیے بلانا	20
9	3) حضرت مسلم بن عقیل کو کوفہ بھیجنا	21
10	4) حضرت حسینؓ کا کوفہ جانا	24
11	5) حضرت حسین کی شہادت	25
12	فصل: 4 تعارف عاشوراء	26
13	**باب 2. اعمال**	27
14	پہلا عمل: محرم کا چاند دیکھ کر مسنون دعا پڑھنا	28
15	دوسرا عمل: نوافل کی کثرت، فرائض کی ادائیگی، گناہوں سے بچنے کا اہتمام	29
16	تیسرا عمل: روزے رکھنا	30
17	ماہ محرم کے روزے	30
18	عاشوراء کا روزہ	32
19	چوتھا عمل: اہل وعیال پر وسعت کرنا	36
20	**باب 3. کوتاھیاں**	38
21	1) محرم کو غم اور نحوست کا مہینہ سمجھنا	39
22	2) اظہار غم کے لیے ماتم کرنا، سوگ منانا	41
23	3) کالا لباس پہننا	48
24	4) نحوست کے عقیدہ کی وجہ سے شادی نہ کرنا، کاروبار بند رکھنا	49
25	5) 10 محرم کو شہداء کربلا کے نام سبیل لگانا، مخصوص کھانے بنانا	80
26	6) 10 محرم کو واقعہ کربلا کی وجہ سے گرمی کا تصور کرنا	55
27	**باب 4. سوالات**	57
28	حضرت حسینؓ کو امام کہنا	58
29	حضرت حسین کیلیے علیہ السلام کہنا	59
30	علی بخش، امام بخش وغیرہ نام رکھنا	61
31	یا علی اور مشکل کشا کہنا	62
32	حلیم کو دلیم کہنا	63

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
33	**باب:5 صحابہ کرام**	64
34	فصل:1 صحابی کا مطلب ومصداق	65
35	فصل:2 صحابہ کے فضائل ومناقب	66
36	(1) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پختہ ایمان و یقین والے سچے پکے مؤمن ہیں	66
37	(2) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ثقہ (قابل اعتماد) متقی ہدایت یافتہ ہیں	71
38	(3) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیلئے مغفرت، جہنم سے حفاظت کا وعدہ	73
39	● شرکاء بدر واحد کیلئے اعلان مغفرت ومعافی	74
40	● شرکاء بدر وحدیبیہ کیلئے جہنم سے حفاظت اور رضا کا اعلان	75
41	● شرکاء حنین کیلئے معافی کا اعلان:	76
42	● شرکاء تبوک کیلئے اعلان معافی:	76
43	● صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیلئے اللہ کی رضا، جہنم سے حفاظت کا اعلان	77
44	(4) صحابہ رضی اللہ عنہم امت کے محسن ہیں	79
45	1) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دین کیلئے بڑی بڑی قربانیاں دیں	79
46	2) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وجود امت کی حفاظت کا ضامن ہے	89

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
47	(5) قرآن کریم میں اہل ایمان کی صفات کا اولین مصداق صحابہ رضی اللہ عنہم	90
48	● صفات کا اجمالی خلاصہ:	90
49	● صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اوصاف	92
50	(6) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چنے ہوئے منتخب بندے ہیں	93
51	فصل:3 صحابہ کرام کے حقوق	100
52	پہلا حق: صحابہ کی فضیلت حیثیت اور مرتبہ کو تسلیم کرنا	100
53	دوسرا حق: صحابہ کرام سے محبت کرنا بغض نہ کرنا	101
54	(1) اللہ تعالیٰ صحابہ سے محبت کرتے ہیں	101
55	(2) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی صحابہ سے محبت کرتے تھے۔	102
56	(3) نبی کی کوشش تھی کہ دل میں صحابی سے متعلق کدورت نہ آئے۔	102
57	(4) ہمیں بھی صحابہ سے محبت کا حکم ہے	103
58	1) اہل بیت سے محبت کا حکم	103
59	2) انصار سے محبت کا حکم	104

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

نمبرشمار	مضامین	صفحہ
60	3)عام مؤمنین سے محبت کا حکم ہے تو صحابہ کے لیے یہ حکم بطریق اولیٰ ہوگا۔	105
61	(5)صحابہ کے ہم پر بے شمار احسانات ہیں۔	106
62	(6)صحابہ کرام بے شمار کمالات اورخوبیوں کے حامل تھے	107
63	(7)صحابہ سے بغض درحقیقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض ہے	108
64	(8)عام مؤمنین سے بغض منع ہے توصحابہ سے بغض رکھنا بھی منع ہے	108
65	(9)صحابہ سے بغض نفاق کی علامت ہے۔	108
66	(10)جوصحابہ سے بغض رکھے اس سے بغض رکھا جائے۔	109
67	❑ صحابہ سے محبت کے تقاضے	111
68	(1)صحابہ کا جب بھی تذکرہ کریں ذکرخیرہی کریں!	111
69	● رضی اللہ تعالیٰ کہنا لکھنا	112
70	● دعا کرنا	112
71	(2)صحابہ کرام کا کبھی بھی برائی سے تذکرہ نہ کریں نہ سنیں	113
72	وضاحت:صحابہ کرام کا برائی سے تذکرہ نہ کریں	118

نمبرشمار	مضامین	صفحہ
73	ہمیں اسی کا حکم ہے۔	118
74	(2)ان تذکروں میں کوئی فائدہ بھی نہیں	121
75	(3)ان تذکروں میں امت کا نقصان بھی ہے۔	124
76	1)ان تذکروں سے صحابہ سے بدگمانی بغض پیدا ہوتا ہے	124
77	2)ان تذکروں کی وجہ سے انسان کی عاقبت خراب ہوتی ہے۔	125
78	تیسراحق:صحابہ کی پیروی اوراتباع کرنا	127
79	❑ ہمیں صحابہ کی اتباع کا حکم ہے	127
80	(1)خلفاءراشدین کی اتباع کا حکم	127
81	(2)عام صحابہ کرام کی اتباع کا حکم	127
82	❑ صحابہ کرام کی اتباع کیوں ضروری ہے؟	130
83	(1)صحابہ کرام شریعت کی امانت امت کومنتقل کرنے میں امین ہیں	130
84	(2)صحابہ شریعت کے مزاج کو سب سے زیادہ سمجھنے والے ہیں	132
85	(3)نزول شریعت کے عینی شاہد ہیں	137
86	(4)سیرت صاحب شریعت کے عینی شاہد ہیں	139
87	حوالہ جات	140

کچھ سوالات فہم محرم الحرام کورس کے بارے میں

سوال 1: فہم محرم الحرام کورس سیکھنا کیوں ضروری ہے اس کے سیکھنے کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: قرآن مجید میں ہے:

لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا۔ (سورۃھود:7)

تا کہ تمہیں آزمائے کہ عمل کے اعتبار سے تم میں کون زیادہ اچھا ہے۔

نیز ایک اور جگہ ارشادِ خداوندی ہے:

فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ۔

(سورۃالقارعہ:6,7)

اب جس شخص کے پلڑے وزنی ہوں گے تو وہ من پسند زندگی میں ہوگا۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اعمال گنے نہیں جاتے بلکہ تولے جاتے ہیں لہٰذا ہمارے نوافل کی کثرت، فرائض اور گناہوں سے بچنے کا خصوصی اہتمام، روزوں کی کثرت، عاشورے کا روزہ، گھر والوں پر وسعت وغیرہ جو بھی ہم کرتے ہیں وہ کل قیامت میں تولے جائیں گے اور اس وقت ہر ایک کی یہی خواہش ہوگی کہ کسی طرح ہمارے اعمال وزنی ثابت ہو جائیں، اور عمل وزنی ہوتے ہیں اتباع سنت سے یعنی ہمارے اعمال جتنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق ہوں گے اتنے ہی کل قیامت میں وزنی ہوں گے اور جتنے سنت طریقہ سے ہٹ کر ہوں گے اتنے بے وزنی ہوں گے اسی سنت طریقہ کو سیکھنے کے لیے اور خلاف سنت طریقہ سے بچنے کے لیے یہ فہم محرم الحرام کورس ہے گویا فہم محرم الحرام کورس سیکھ کر ہم اعمالِ محرم الحرام کو کل قیامت میں وزنی بنا سکتے ہیں الغرض فہم محرم الحرام

کورس سیکھنا ہم سب کی ضرورت ہے جس نے پہلے سے نہیں سیکھا وہ اس کے ذریعہ سے سیکھ لے گا اور جو پہلے سیکھ چکے ہیں ان کے لیے یہ کورس یاد دیہانی کا ذریعہ بن جائے گا۔

سوال 2: فہم محرم الحرام کورس سیکھنے کے کیا فوائد ہیں؟

جواب: علم دین سیکھنے کے جتنے فضائل قرآن وحدیث میں آئے ہیں وہ سب حاصل ہوجائیں گے۔

(1) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص علم حاصل کرنے کے لیے صبح کو چلتا ہے تو فرشتے اس پر سایہ کرتے ہیں اور اس کے روزگار میں برکت ہوتی ہے اور اس کے رزق میں کمی نہیں ہوتی اور رزق اس کے لیے مبارک ہوتا ہے۔

(2) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو بھائی تھے ایک کماتا دوسرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتا علم سیکھتا کمائی والے نے اپنے بھائی کی شکایت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید اسی کی وجہ سے تمہیں روزی ملتی ہو۔

(3) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرنا چاہتے ہیں اس کو دین کی سمجھ بوجھ عطا فرماتے ہیں۔

(4) جو شخص علم حاصل کرنے کے لیے چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتے ہیں اور فرشتے خوش ہوکر پروں سے اس کے لیے سایہ کرتے ہیں۔

(5) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو اس حال میں موت آئی کہ وہ علم حاصل کر رہا ہو تاکہ وہ علم حاصل کر کے دین اسلام کو زندہ کرے تو اس کے اور نبیوں کے درمیان ایک درجہ کا فرق ہوگا۔

● **سیکھ لیا لیکن عمل نہ کر سکے یہ بھی فائدہ سے خالی نہیں۔**

(1) محرم الحرام کی فضیلت اور اس سے متعلق مسائل کا صحیح علم سامنے آجانے کے بعد گمراہی

اور جہالت سے حفاظت ہو جائے گی۔

(2) کبھی نہ کبھی عمل کی توفیق بھی نصیب ہو جائے گی۔

(3) خود عمل نہ بھی کیا دوسروں کو سکھلا دیا تو بھی ثواب ملے گا۔

● **سیکھنے کے بعد عمل بھی کر لیا۔**

(1) تو اس عمل پر جو خیر و برکت کے وعدے ہیں وہ یقینا پورے ہوں گے۔

(2) جب ان خیروں اور برکتوں کا مشاہدہ خود عمل کرنے والے اور دوسروں کو ہوگا تو اپنے یقین میں بھی اضافہ ہوگا اور دوسروں کو بھی عمل کی ترغیب ملے گی۔

(3) محرم الحرام کے متعلق اسلام کی ہدایات عام ہوں گی، جہالت ختم ہوگی اور کتابوں سے پڑھے اور سیکھے بغیر بھی صرف دیکھنے اور سننے سے محرم الحرام کے بہت سارے احکام لوگوں کو معلوم ہو جائیں گے۔

(4) محرم الحرام کے بہت سارے احکام جن پر عمل کرنے میں کوئی مجاہدہ اور مشقت نہیں اٹھانی پڑتی صرف نہ جاننے یا غلط جاننے کی وجہ سے عمل نہیں کر پا رہے تھے ان پر بسہولت عمل کی توفیق نصیب ہو جائے گی۔

● **محرم الحرام کے فضائل و مسائل اور عمل کرنے کے بعد اگر دوسروں کو سکھا بھی دیا تو سکھانے کے جتنے فضائل ہیں وہ سب نصیب ہو جائیں گے۔**

(1) حضرت ابواُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا جن میں ایک عابد تھا اور دوسرا عالم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ایک معمولی شخص پر۔

اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

لوگوں کو بھلائی سکھلانے والے پر اللہ تعالیٰ، ان کے فرشتے، آسمان اور زمین کی تمام مخلوقات یہاں تک کہ چیونٹی اپنے بِل میں سے مچھلی (پانی میں اپنے اپنے انداز میں) رحمت بھیجتی اور دعائیں کرتی ہیں۔

(2) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مومن کے مرنے کے بعد جن اعمال کا ثواب اس کو ملتا رہتا ہے ان میں ایک تو علم ہے جو کسی کو سکھایا اور پھیلایا ہو، دوسرا صالح اولاد ہے جس کو چھوڑا ہو، تیسرا قرآن شریف ہے جو میراث میں چھوڑ گیا ہو، چوتھا مسجد ہے جو بنا گیا ہو، پانچواں مسافر خانہ ہے جس کو اس نے تعمیر کیا ہو، چھٹا نہر ہے جس کو اس نے جاری کیا ہو، ساتواں وہ صدقہ ہے جس کو اپنی زندگی اور صحت میں اس طرح دے گیا ہو کہ مرنے کے بعد اس کا ثواب ملتا رہے (مثلاً وقف کی شکل میں صدقہ کر گیا ہو)۔

(3) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ سرسبز وشاداب کرے اس آدمی کو جو ہم سے کچھ بات سنے پھر اسے آگے پہنچادے جیسا اس کو سنا تھا بہت سے ایسے آدمی جن کو بات پہنچائی جائے زیادہ محفوظ کرنے والے ہوتے ہیں بنسبت سننے والے سے

سوال 3: فھم محرم الحرام کورس میں کون کون سے مضامین ہیں؟

جواب: اس میں درج ذیل عنوانات بیان کیے جائیں گے:

(1) تعارف (2) اعمال (3) کوتاہیاں (4) سوالات

سوال 4: یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ فھم محرم الحرام کورس کے ذریعے باقاعدہ مسائل محرم الحرام سیکھنے کے بجائے جب کسی مسئلہ میں ضرورت پیش آجائے ہم مفتی حضرات سے وہ مسئلہ ضرور پوچھ لیں اور جب تک اس مسئلہ کا علم نہ ہوجائے اس وقت تک اس معاملہ کو موقوف رکھیں۔

جواب: محرم الحرام کے بنیادی مسائل کا علم حاصل کرنا پھر بھی ضروری ہے کیونکہ جب انسان نے بنیادی مسائل سیکھے ہوتے ہیں پھر عمل کرتے وقت جب کوئی صورت درپیش ہوتی ہے تو فوراً متوجہ ہو جاتا ہے کہ مذکورہ عمل درست اور شریعت کے مطابق ہے یا نہیں اور علم نہ ہونے کی صورت میں مسئلہ معلوم کرنے کی فکر پیدا ہو جاتی ہے۔

بہت سارے ایسے کام جس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں مگر لوگوں میں مشہور اور معمول بہا ہیں صحیح علم حاصل ہونے کی وجہ سے آدمی ایسی خرافات اور بدعات سے بچ جاتا ہے۔ مثلاً محرم کو غم کا مہینہ سمجھنا، سوگ اور ماتم کرنا، سیاہ لباس پہننا، محرم کے مہینے میں شادی بیاہ نہ کرنا وغیرہ۔

امام غزالیؒ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ''تجارت کے بنیادی مسائل کا علم بہرحال پھر بھی سیکھنا ضروری ہے کیونکہ جب تک ان کا علم نہ ہوگا یہ بھی معلوم نہیں ہوگا کہ کہاں معاملہ موقوف کرنا چاہیے اور کہاں علماء سے دریافت کرنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں تو اسی وقت کسی خاص مسئلے کا علم حاصل کروں گا جب مجھے اس کی ضرورت پیش آئے گی، اس سے پوچھا جائے گا کہ آپ کو یہ بات کس طرح معلوم ہوگی کہ فلاں واقعے کے سلسلے میں شریعت کا حکم دریافت کرنا چاہیے۔ آپ تو اپنے معاملات میں مشغول رہیں گے اور یہ سمجھتے رہیں گے کہ جو کچھ میں کر رہا ہوں وہ جائز ہے، حالانکہ یہ ممکن ہے کہ وہ جائز نہ ہو، اس لیے تجارت کے سلسلے میں مباح اور غیر مباح کا جاننا بے حد ضروری ہے۔''

سوال 5: یہ ذہن میں آتا ہے کہ اب تو عمر کافی ہوگئی بات یاد نہیں رہتی، اب حافظہ پہلے جیسا نہیں رہا پھر کلاس میں پڑھ بھی لیا تو واپس جا کر مشغولیت کی وجہ سے پڑھنے اور یاد کرنے کا موقع نہیں ملے گا۔

جواب: علم دین کا تعلق دماغ سے زیادہ، دل اور عمل سے ہے، عمل کی نیت سے درس سنیں

مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

اور کرنے کی چیزوں پر عمل شروع کریں، بچنے کی چیزوں سے بچنا شروع کردیں۔ پس علم بھی محفوظ ہوجائے گا، وہ چیزیں انسان بھولتا ہے جو عمل میں نہیں ہوتیں۔

سوال6: یہ ذہن میں آتا ہے کہ زیادہ دیر زمین پر بیٹھنا مشکل ہوتا ہے۔

جواب: عذر ہے تو ٹیک لگا کر، کرسی پر جیسے سہولت ہو بیٹھ سکتے ہیں۔

سوال7: اپنی مشغولیتوں کے اعتبار سے آئندہ اگر پابندی مشکل ہوجائے؟

جواب: کامل فائدہ تو پابندی سے ہی ہوگا، باقی کچھ نہ ہونے سے ہونا بہتر ہے، عزم، ہمت اور دعا کر کے کورس میں آنا تو شروع کردیں۔

سوال8: کورس کی فیس کیا ہے؟

جواب: قرآن مجید میں ہے:

وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔(سورۃالشعراء:109)

اور میں تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا میرا صلہ تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔

اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ۔(سورۃالھود:88)

میں تو اصلاح چاہتا ہوں جہاں تک میرے امکان میں ہے۔

سوال9: اس کورس کا دورانیہ کتنا ہے؟

جواب: اگر مجمع سے یومیہ ایک گھنٹہ لیا جائے تو تین، چار کلاسوں میں بہت اچھے انداز سے اس کو پڑھایا جاسکتا ہے۔

سوال10: کیا دوسروں کو بھی کورس میں لا سکتے ہیں؟

جواب: جی ضرور! قرآن مجید میں ہے:

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

مَنۡ يَّشۡفَعۡ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنۡ لَّهٗ نَصِيۡبٌ مِّنۡهَا۔

(سورۃالنساء:85)

جو شخص اچھی سفارش کرے اس کو اس کی وجہ سے حصہ ملے گا۔

سوال 11: اس کے علاوہ اور مزید کون کونسے کورس یہاں ہوتے ہیں؟

جواب: فہمِ قربانی کورس، فہم رمضان کورس، فہم تجارت کورس، فہم حج وعمرہ کورس، فہم زکوٰۃ کورس، فہم صفر کورس، سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بذریعہ پروجیکٹر (برائے حضرات و خواتین) 3 ماہی سمر کیمپ، چالیس روزہ سمر کیمپ، تعلیم بالغان، دوسالہ مختصر علم دین کورس، مکتب تعلیم القرآن، عربی کورس، مختصر درس نظامی۔

فہم محرم الحرام کورس کو پڑھانے کا طریقہ

سوال 12: فہم محرم الحرام کورس کو پڑھنے پڑھانے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: طریقہ 1: سب سے اعلیٰ طریقہ تو یہ ہے کہ تدریسی انداز اختیار کیا جائے۔ پڑھانے والے کے سامنے بھی یہ کورس ہو اور تمام پڑھنے والوں کے پاس بھی، ایک ایک بات اچھی طرح سمجھائی جائے، اور دوران تدریس بذریعہ سوالات اس بات کی تسلی کی جائے کہ مجمع سمجھ رہا ہے یا نہیں اور درمیان میں جو مشقیں آئیں طلبہ ان کو گھر سے حل کر کے آئیں اور اگلے دن استاذ سے اس کی تصحیح کرالیں۔

مذکورہ کورس تین حصوں پر تقسیم کیا گیا ہے ایک حصہ ایک دن میں پڑھایا جائے اس کے لیے عوام کی سہولت کے اعتبار سے درج ذیل صورتیں اختیار کی جاسکتی ہیں:

(1) ایک ہی ہفتہ مسلسل تین دن طے کیے جاسکتے ہیں۔

(2) ایک ہی دن مناسب وقت لے کر مجمع کو یہ کورس پڑھایا جاسکتا ہے۔

طریقہ 2: اور اگر مجمع بہت زیادہ ہے کچھ کے پاس یہ کورس ہے اکثر کے پاس نہیں تو تدریسی انداز کے بجائے ترغیبی انداز سے پڑھا سکتے ہیں مثلاً کتاب میں سے عنوان دیکھا اور مجمع کو سنادیا۔ کہیں کہیں عبارت پڑھ دی۔

طریقہ 3: جمعہ کے بیانات میں فہم محرم الحرام کورس بیان کر دیا جائے۔

طریقہ 4: بعض مساجد میں فجر یا عصر کے بعد ائمہ حضرات مجمع سے ترغیبی بات کرتے ہیں ان نشستوں میں بھی فہم محرم الحرام کورس زبانی یا کتاب سے جیسے مناسب ہو مجمع کو سنایا جا سکتا ہے۔

طریقہ 5: جن حضرات نے یہ کورس پڑھ لیا ہے وہ اپنے ساتھ جانے والوں کو پڑھائیں۔

طریقہ امتحان

اگر اس کورس کو طریقہ 1 کے مطابق پڑھایا جائے تو جس انداز میں مشقوں کے تحت سوالات دیے گئے ہیں ان ہی میں سے انتخاب کر کے پرچہ میں دے دیے جائیں۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

فہمِ محرم الحرام کورس کا خلاصہ

باب:1 تعارف

باب:2 اعمال

باب:3 کوتاہیاں

باب:4 سوالات

باب:5 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

باب:1

تعارف

فصل1: تعارف قمری نظام

فصل2: تعارف ماہِ محرم الحرام

فصل3: واقعہ کربلا

فصل4: تعارف عاشوراء

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

فصل:1

تعارف قمری نظام

سوال 1: اسلامی سال کا آغاز قمری مہینوں سے ہوتا ہے یا شمسی مہینوں سے؟

جواب: قمری مہینوں سے۔

سوال 2: قمری مہینوں کے نام ترتیب سے بیان کریں۔

جواب:

(1)مُحَرَّمُ الْحَرَامْ	(2)صَفَرُ الْمُظَفَّرْ	(3)رَبِیْعُ الْاَوَّل
(4)رَبِیْعُ الثَّانِیْ	(5)جُمَادَی الْاُوْلٰی	(6)جُمَادَی الثَّانِیَة
(7)رَجَبُ الْمُرَجَّبْ	(8)شَعْبَانُ الْمُعَظَّمْ	(9)رَمَضَانُ الْمُبَارَکْ
(10)شَوَّالُ الْمُکَرَّمْ	(11)ذُوالْقَعْدَة	(12)ذُوالْحِجَّة

سوال 3: اسلامی سال کا آغاز قمری مہینوں سے کیوں ہوتا ہے؟

جواب: اس میں بہت سارے فوائد ہیں۔

سوال 4: قمری نظام کے کچھ فوائد بیان کریں۔

جواب: (1) قمری مہینوں کے ناموں میں کسی شرک یا گناہ وغیرہ کی طرف نسبت نہیں ہوتی جبکہ شمسی مہینوں میں ہوتی ہے جیسے

جنوری: ایک دیوتا کا نام تھا جو رومیوں کے گمان کے مطابق سامنے اور پیچھے دونوں جانب دیکھتا تھا۔

فروری: ایک دیوی کا نام ہے جسے روم کے لوگ پاکیزہ دیوی کا مقام دیتے تھے۔

مارچ: رومیوں کے نزدیک جنگ کا دیوتا تھا۔

اپریل: جس کے معنیٰ رومی میں کسی چیز کے پُھوٹنے یا کُھلنے کے ہوتے ہیں، اس مہینے میں پھول کِھلتے ہیں۔

مئی: افسانوی شیطان اٹلس کی بیٹیوں میں سے ایک کا نام ہے۔

جون: دیویوں کے سردار جیوپڑ کی بیوی تھی۔

جولائی: کیلنڈر کے بانی جولیس قیصر کی یادگار کے طور پر رکھا گیا۔

اگست: جولیس قیصر کے جانشین اگسٹس کی یادگار کے طور پر رکھا گیا۔

ستمبر: ساتواں مہینہ (قدیم اصولوں کے مطابق)

اکتوبر: آٹھواں مہینہ (قدیم اصولوں کے مطابق)

نومبر: نواں مہینہ (قدیم اصولوں کے مطابق)

دسمبر: دسواں مہینہ (قدیم اصولوں کے مطابق) (1)

(2) بہت سے شرعی احکام جیسے روزہ، عید، زکوٰۃ، حج کا مدار قمری حساب پر ہے۔

(3) قمری مہینوں خاص کر حرمت والے مہینوں (رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم) کے نام اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی پیدائش کے وقت ہی متعین فرمادیے تھے جبکہ مروجہ شمسی مہینوں کے نام خود انسانوں کے اپنے بنائے ہوئے ہیں۔

(4) قمری نظام تمام انبیاء کی شریعتوں میں جاری رہا ہے۔

سوال 5: اپنے کاروباری، نجی اور دیگر معاملات میں شمسی تاریخ کا استعمال کرنا کیسا ہے؟ نیز قمری تاریخ کے استعمال کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: قمری وہجری ماہ وسال کو زندہ اور باقی رکھنا سب مسلمانوں پر فرضِ کفایہ ہونے کے علاوہ دینی اور ملی حمیت کا بھی تقاضا ہے اور اس کو محفوظ کرنے کا اس وقت سہل طریقہ یہ ہے کہ روزمرہ کے معاملات میں اس کا استعمال رکھا جائے جبکہ شمسی تاریخوں کا استعمال بھی دنیاوی مقاصد کے لیے اگرچہ ایک حد تک جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس کا اتنا عام رواج نہ ہوجائے کہ لوگ قمری حساب کو بالکل بھلا دیں۔

فصل 2:

تعارف ماہِ محرم الحرام

سوال 6: اسلامی سال کا آغاز کس قمری مہینہ سے ہوتا ہے اور انتہاء کس قمری مہینہ پر ہوتی ہے؟ نیز نئے اسلامی سال کی مبارکباد دینا کیسا ہے؟

جواب: اسلامی سال کا آغاز مُحَرَّمُ الْحَرَام سے ہوتا ہے اور انتہاء ذُو الْحِجَّة پر ہوتی ہے، باقی اسلامی سال کے آغاز کے موقع پر مبارکباد دینے کا شریعت میں ثبوت نہیں، البتہ عبادت سمجھے بغیر اگر کوئی مبارکباد دے اور خیر و برکت کی دعا کرے تو کوئی حرج نہیں۔ البتہ مبارکبادی کے عمل میں پہل نہیں کرنی چاہیے کوئی دے دے تو جواباً اس سے بہتر دعا دی جائے۔

سوال 7: اسلامی سال کا آغاز محرم سے کیوں ہوتا ہے؟

جواب: کیونکہ اسلامی تاریخ کی ابتداء حضور ﷺ کی ہجرت سے ہوتی ہے اور ہجرت کا ارادہ حضور ﷺ نے محرم کے مہینہ میں کیا تھا اس لیے اسلامی سال کا آغاز محرم سے مانا جاتا ہے۔(2)

سوال 8: محرم کے کیا معنی ہیں؟

جواب: محرم کے معنیٰ معظم، محترم کے ہیں اور چونکہ یہ مہینہ بھی اعزاز واحترام، عظمت و فضیلت والا مہینہ ہے اس لیے اس مہینہ کو محرم کہا جاتا ہے۔

سوال 9: محرم کے کچھ فضائل قرآن وحدیث سے بیان کریں۔

جواب: (1) قرآن کریم میں ہے:

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ

خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرضَ مِنهَا أَربَعَةٌ حُرُمٌ (التوبة:36)

حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ مہینے ہے جو اللہ کی کتاب (لوحِ محفوظ) کے مطابق اس دن سے نافذ چلی آتی ہے جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ ان (بارہ مہینوں) میں سے چار حرمت والے مہینے ہیں۔

اور حضور ﷺ نے فرمایا:

''چار حرمت والے مہینوں میں سے تین مہینے مسلسل ہیں یعنی ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم اور ایک رجب کا مہینہ ہے جو کہ جمادی الاخریٰ اور ماہ شعبان کے درمیان آتا ہے۔'' (3)

تو اس سے معلوم ہوا کہ محرم کا مہینہ عظمت وحرمت والا مہینہ ہے۔

(2) ایک حدیث میں محرم کے مہینہ کی عظمت وفضیلت بتلانے اور ظاہر کرنے کے لیے اس کو اللہ کا مہینہ فرمایا گیا ہے۔ (4)

سوال 10: ماہِ محرم کے چند اہم تاریخی واقعات بیان کریں۔

جواب: ماہِ محرم کے چند اہم تاریخی واقعات:

- ماہِ محرم میں چند غزوات، جنگیں اور فتوحات ہوئیں جیسے غزوہ خیبر، جنگِ قادسیہ، جنگِ روم، فتح مصر اور فتح فرغانہ اور واقعہ کربلا وغیرہ۔
- اور چند عظیم شخصیات نے شہادت اور وفات پائی جیسے حضرت عمر فاروقؓ، حضرت حسینؓ شہید ہوئے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے وفات پائی۔
- اور چند اہم واقعات پیش آئے جیسے استادیس نامی جھوٹے کذاب نے خراسان میں نبوت کا دعویٰ کیا اور مسجد حرام کی توسیع ہوئی۔ (5)

فصل:3

واقعہ کربلا

1) یزید کا بیعت پر مجبور کرنا 2) کوفیوں کا حضرت حسینؓ کو بیعت کے لیے بلانا
3) کوفہ جانے سے پہلے حضرت مسلمؓ بن عقیل کو بھیجنا
4) حضرت حسین کا کوفہ جانا 5) حضرت حسینؓ کی شہادت

سوال 11: واقعہ کربلا کا مختصراً صحیح پس منظر بیان کریں۔

جواب: واقعہ کربلا کا پسِ منظر یہ ہے:

1. یزید کا بیعت پر مجبور کرنا

- حضرت امیر معاویہؓ نے اپنی حیات میں یزید کی ولی عہدی کی بیعت لے لی تھی لیکن اکابر قریش (حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت حسینؓ، حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ) اور سردارانِ حجاز نے بیعت نہیں کی تھی۔
- حضرت معاویہؓ کے انتقال کے بعد یزید نے ان حضرات سے مدینہ منورہ میں بذریعہ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان (امیر مدینہ) زبردستی بیعت لینا چاہی یہ حضرات بہانے سے بچ نکلے اور مکہ مکرمہ چلے گئے۔

2. کوفیوں کا حضرت حسینؓ کو بیعت کے لیے کوفہ بلانا

- حضرت معاویہؓ کے انتقال کے بعد خلافت کو اہلِ بیت میں منتقل کرنے کے لیے سلیمان بن صرد خزاعی کے مکان میں خفیہ مشاورت ہوئی، عمائدِ اہلِ کوفہ کی طرف سے بیعتِ خلافت،

حمایت ونصرت کے لیے کوفہ بلانے کے لیے حضرت حسینؓ کو ڈیڑھ سو دعوتی خطوط اور وفود روانہ کیے گئے۔

3. حضرت حسینؓ کا بیعت کے لیے کوفہ جانے سے پہلے تحقیق کے لیے حضرت مسلمؒ بن عقیل کو کوفہ بھیجنا اور کوفیوں کا حضرت مسلمؒ بن عقیل کو بے یارومددگار چھوڑنا

- حضرت حسینؓ نے تحقیقِ حال کے لیے اپنے چچازاد بھائی مسلمؒ بن عقیل کو خط دے کر اہلِ کوفہ کی طرف روانہ کیا۔مختار کے مکان میں حضرت مسلمؒ کے پاس شیعانِ علی کے گروہوں کی آمد ہوئی، حضرت حسینؓ کی حمایت ونصرت کے لیے جانیں قربان کرنے کے لیے عہدو پیمان اور پرزور یقین دہانی کرائی گئی، حضرت مسلمؒ کے ہاتھ پر 18 ہزار کوفیوں نے خفیہ بیعت کی، حضرت مسلمؒ بن عقیل حالات کا صحیح تجزیہ نہ کر پائے اور اہلِ کوفہ پر اعتماد کرتے ہوئے حضرت حسینؓ کو حالات سے باخبر کیا اور کوفہ آنے کی دعوت دے ڈالی۔
- نعمان بن بشیر (امیر کوفہ) نرم طبیعت کے تھے، انہوں نے کوفہ کے حالات کی سنگینی کا احساس کرتے ہوئے لوگوں کو اختلاف سے باز رکھنے کے لیے جامع مسجد میں تقریر کی، حامیانِ بنی امیہ میں سے ایک شخص نے امیر کو سختی کا مشورہ دیا اور نہ ماننے پر یزید سے شکایت اور سخت گیر امیر کی درخواست کر دی۔
- یزید نے عبید اللہ بن زیاد (سابق والی بصرہ) کی بطور والی کوفہ تقرری کی، عبید اللہ بن زیاد منہ پر نقاب ڈال کر کوفہ آیا اور جامع مسجد کوفہ میں سخت تقریر کی، لوگوں کو اپنے عہدے (والی کوفہ بننے) کی خبر دی، امراءِ محلہ سے مشتبہ افراد کے ناموں کو طلب کیا اور خلاف ورزی کی صورت میں سخت کارروائی کی دھمکی دے ڈالی۔

- حضرت مسلمؒ بن عقیل مختار کے گھر سے ہانی کے یہاں منتقل ہو گئے، ہانی کی گرفتاری پر حضرت مسلمؒ بن عقیل نے ہزاروں شیعانِ علی کے ساتھ قصرِ امارت کا محاصرہ کر لیا پھر آہستہ آہستہ شیعانِ علی نے حضرت مسلمؒ بن عقیل کو تنہا چھوڑ دیا۔ محمد بن اشعث نے حضرت مسلمؒ کو امان دے کر گرفتار کر لیا تو حضرت مسلمؒ نے ابن اشعث سے کہا کہ حضرت حسینؓ کو بدلے ہوئے حالات بتلانے اور کوفہ نہ آنے کی خبر بھیج دیں۔
- ابن زیاد نے حضرت مسلمؒ اور ہانی کو قتل کر کے سر یزید کے پاس بھیج دیے، یزید نے شکریہ ادا کیا اور مزید ہدایات بھجوائیں۔

4. حضرت حسینؓ کا بیعت کے لیے کوفہ جانا اور کوفیوں کا حضرت حسینؓ کو بے یارومددگار چھوڑ دینا

- حضرت حسینؓ نے کوفہ جانے کا عزم فرمایا تو آپ کو ہمدردوں (حضرت عمرو بن عبدالرحمنؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ) نے کوفہ نہ جانے کی نصیحتیں کیں۔ 8 ذوالحجہ 60ھ کو آپؓ کوفہ کے لیے روانہ ہوئے، سفر میں مختلف مقامات پر مختلف لوگوں (فرزدق، عبداللہ بن جعفرؓ) نے ناموافق احوال اور اپنوں کی شہادت کی خبریں دیں (جیسے ثعلبیہ میں شہادتِ مسلمؒ کی خبر اور مقام زبالہ میں رضاعی بھائی عبداللہ بن بقطر کی شہادت کی خبر) ملاقاتیوں اور رفقاء نے واپسی کی فہمائشیں کیں، حضرت مسلمؒ کے رشتہ داروں نے واپس جانے سے انکار کیا، آپؓ کی طرف سے رفقاء کو واپس جانے کی عام اجازت دی گئی جس پر اکثر رفقاء واپس چلے گئے۔
- حضرت حسینؓ کی اطلاع پاتے ہی ابن زیاد کے اقدامات:

(1) عراق آنے والے تمام راستوں کی ناکا بندی کر دی گئی۔

(2) حر بن یزید تمیمی کو بمع ایک ہزار سواروں کے ساتھ حضرت حسینؓ کے تعاقب کے لیے روانہ کیا گیا۔

- حر بن یزید تمیمی کی ذی چشم مقام پر حضرت حسینؓ سے ملاقات ہوئی، حضرت حسینؓ نے ان لوگوں کا اکرام فرمایا اور ان سے مذاکرات کیے۔
- کوفیوں کی بے وفائی کی وجہ سے حضرت حسینؓ نے واپسی کی پیشکش کی، حر بن یزید تمیمی نے انکار کیا اور مدینہ اور کوفہ کی بجائے کسی اور جانب جانے کی تجویز پر اتفاق ہو گیا۔
- حضرت حسینؓ کی طرماح بن عدی سے ملاقات ہوئی، اس نے آپ کو بنی طے کی مشہور پہاڑی ''اجا'' پر تشریف لے جانے کی پیشکش کی، حضرت حسینؓ نے شکریہ کے ساتھ پیشکش قبول کرنے سے انکار کر دیا۔
- مقام نینویٰ میں حر کو ابن زیاد کا خط ملا اور حضرت حسینؓ کو بے آب و گیاہ کھلے میدان میں اتارنے کا حکم دیا، آخر کربلا میں آپؓ کا ورود ہوا۔

5. میدانِ کربلا میں حضرت حسینؓ کی شہادت

- عمرو بن سعد کی چار ہزار فوج کے ساتھ کربلا آمد ہوئی، حضرت حسینؓ کی طرف سے ایک بار پھر واپسی کی پیش کش ہوئی، لیکن زیاد نے کہلا بھیجا کہ بغیر بیعت کے چھٹکارا نہیں ہوسکتا، نو تاریخ کو جنگ کا حکم ہوا، حضرت حسینؓ نے کل تک تاخیر کا مطالبہ فرمایا۔
- عاشورہ کو فوجیں آمنے سامنے ہوئیں، لشکرِ حسین کی تعداد 72 تھی، میدان جنگ میں حضرت حسینؓ نے خطبہ دیا اور کوفیوں سے ان کے خطوط کے بارے میں سوال کیا تو کوفیوں نے خطوط سے لاعلمی کا اظہار کیا۔
- حضرت حسینؓ کی طرف سے واپسی کی پیش کش کی گئی لیکن کوفی لشکر نے حضرت حسینؓ کو ابن زیاد کے حوالے کرنے پر اصرار کیا جس سے حضرت حسینؓ نے انکار فرمایا۔

- حر بن یزید نے لشکرِ حسینی میں شمولیت اختیار کر لی اور کوفیوں سے حضرت حسینؓ کی تجویز ماننے کی تلقین کی۔
- دس محرم الحرام کو جنگ کا آغاز ہوا، پہلے مبارزت کا مرحلہ پیش آیا اور اس میں لشکر حسینؓ کا پلا بھاری رہا تو کوفیوں نے لشکر حسینیؓ پر عام حملہ کر دیا، میمنہ نے پیش قدمی کی، مسلم بن عوسجہ شہید کر دیے گئے، میسرہ سے شمر بن ذی الجوشن نے حملہ کیا تو پسپائی ہوئی، کوفیوں کے لیے نئی کمک کی آمد ہوئی اور سخت تیراندازی کی گئی، دو پہر تک سخت لڑائی ہوئی جس میں حضرت حر بن یزید بھی شہید کر دیے گئے۔
- بنی ہاشم (لشکرِ حسینیؓ) کے شہداء کرام:

حضرت علیؓ کے پانچ بیٹے: عبداللہ، عباس، عثمان، محمد، ابوبکر
حضرت حسنؓ کے تین بیٹے: عبداللہ، ابوبکر، قاسم
حضرت حسینؓ کے دو بیٹے: علی، عبداللہ
حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کے دو بیٹے: محمد، عون
حضرت مسلمؒ بن عقیل کا بیٹا: عبداللہ
عقیل کے دو بیٹے: عبدالرحمن، جعفر

- حضرت حسینؓ کے حلق میں تیر لگا، زرعہ بن شریک تمیمی نے آپؓ کے ہاتھ پر حملہ کیا، سنان نے آخری حملہ کر کے سرتن سے جدا کر دیا اور خولی بن یزید کے حوالے کیا، حضرت حسینؓ کی لاش کی توہین کی گئی۔

سوال 12: حضرت حسینؓ کی اس عظیم قربانی کے کیا مقاصد تھے؟

جواب: حضرت حسینؓ کے خطوط وخطبات اور عملی اقدامات سے یہ چند مقاصد سامنے آتے ہیں:

(1) کتاب وسنت کے قوانین کو صحیح طور پر رواج دینا۔

(2) اسلام کے نظامِ عدل کو از سر نو قائم کرنا۔

(3) اسلام میں خلافتِ نبوت کے بجائے ملوکیت و آمریت کی بدعت کے مقابلہ میں مسلسل جہاد کرنا۔

(4) حق کے مقابلے میں زور و زر کی نمائش سے مرعوب نہ ہونا۔

(5) حق کے لیے اپنی جان و مال اور اولاد سب کچھ قربان کر دینا۔

(6) خوف و ہراس، مصیبت و مشقت میں نہ گھبرانا، ہر وقت اللہ کا خوف اور اسی پر کامل توکل کرنا اور ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرنا۔(6)

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

فصل:4

تعارف عاشوراء

سوال13: محرم کی کس تاریخ کو عاشوراء کہتے ہیں؟اور عاشوراء کے کیا معنی ہیں؟

جواب: محرم کی دس تاریخ کو عاشوراء کہتے ہیں؟ عاشوراء کے معنیٰ ہے دسواں دن۔(7)

سوال14: عاشوراء کے دن کے مقدس ہونے کی صحیح اور غلط وجہ کیا ہے؟

جواب: بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ عاشوراء کے دن کی فضیلت کی وجہ حضرت حسینؓ کی شہادت ہے، یہ بات صحیح نہیں، صحیح بات یہ ہے کہ:

- یہ دن بذاتِ خود فضیلت والا ہے تخلیق کائنات کے دن سے سابقہ شریعتوں میں مقدس وبابرکت چلا آرہا ہے۔(سورۂ توبہ:36)
- عاشوراء کے دن ہی اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات عطا فرمائی اور فرعون کو غرق کیا۔
- خود حضور اقدس ﷺ کے عہد مبارک میں عاشوراء کا دن مقدس دن سمجھا جاتا تھا۔
- اور آپ ﷺ نے اس کے بارے میں احکام بیان فرمائے تھے۔
- اور قرآن کریم نے بھی اس کی حرمت وعظمت کا اعلان فرمایا تھا۔
- جبکہ حضرت حسینؓ کی شہادت کا واقعہ تو حضور اقدس ﷺ کی وفات کے تقریباً 50 سال کے بعد پیش آیا لہٰذا یہ بات درست نہیں کہ عاشوراء کی حرمت اس واقعہ کی وجہ سے ہے بلکہ حضرت حسینؓ کی شہادت کا اس روز واقع ہونا یہ حضرت حسینؓ کی مزید فضیلت کی دلیل ہے۔(8)

باب:2

اعمال

پہلا عمل: محرم کا چاند دیکھ کر مسنون دعا پڑھنا

دوسرا عمل: نوافل کی کثرت، فرائض کا اہتمام اور گناہوں سے بچنے کا خصوصی اہتمام

تیسرا عمل: روزے رکھنا

- ماہِ محرم کے روزے
- معاشوراء کا روزہ

چوتھا عمل: اہل وعیال پر وسعت کرنا

المیزان مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

پہلا عمل: محرم کا چاند دیکھ مسنون دعا پڑھنا

سوال15: محرم کا چاند دیکھ کر کونسی دعا پڑھنی چاہیے؟

جواب: محرم کا چاند دیکھ کر چاند دیکھنے کی مندرجہ ذیل مسنون دعا پڑھنی چاہیے

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہُ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ وَالتَّوْفِیْقِ لِمَا تُحِبُّ رَبَّنَا وَتَرْضٰی، رَبُّنَا وَرَبُّکَ اللّٰہُ

''اللہ سب سے بڑا ہے، اے اللہ تو اسے امن، ایمان، سلامتی، اسلام اور اس چیز کی توفیق کے ساتھ جسے تو پسند کرتا ہے، ہم پر طلوع فرما، اے ہمارے رب! اور (جس سے) تو راضی ہوتا ہے۔

(اے چاند!) ہمارا اور تمہارا رب اللہ ہے'' (9)

دوسرا عمل: نوافل کی کثرت، فرائض اور گناہوں سے بچنے کا خصوصی اہتمام

سوال 16: محرم میں نوافل کی کثرت، فرائض اور گناہوں سے بچنے کا خصوصی اہتمام کرنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: محرم عظمت وفضیلت والا مہینہ ہے اور عظمت وفضیلت والے مہینوں میں عبادت کا ثواب زیادہ ملتا ہے۔ایسے ہی محرم کا مہینہ احترام والا مہینہ ہے اور احترام کا تقاضا یہ ہے کہ اس ماہ میں گناہوں سے بچنے کا خصوصی اہتمام کیا جائے۔

نیز حرمت والے مہینوں کا خاصّہ یہ ہے کہ ان میں جو شخص کوئی عبادت کرتا ہے اس کو بقیہ مہینوں میں بھی عبادت کی توفیق اور ہمت ہوتی ہے، اسی طرح جو شخص کوشش کر کے ان مہینوں میں اپنے آپ کو گناہوں اور برے کاموں سے بچالے تو باقی سال کے مہینوں میں اس کو ان برائیوں سے بچنا آسان ہوجاتا ہے۔(10)

سوال 17: محرم کے مہینے میں نوافل کی کثرت کے علاوہ مزید کن اعمال کا اہتمام کرنا چاہیے؟

جواب: محرم کے مہینے میں روزے رکھنے چاہئیں۔

تیسرا عمل: روزے رکھنا

❑ ماہِ محرم کے روزے

● **فضیلت**

سوال 18: محرم کے مہینے میں روزے رکھنے کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: حضور ﷺ نے فرمایا:

"رمضان کے روزوں کے بعد سب سے افضل روزے اللہ کے مہینے "محرم" کے روزے ہیں۔(11)

● وجہ

سوال 19: روزوں کو محرم کے ساتھ کیا خصوصیت اور مناسبت ہے؟

جواب: پہلی وجہ یہ ہے کہ تمام مہینوں میں صرف محرم کا مہینہ ایسا ہے جسے اللہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔(12)

اور تمام اعمال میں صرف روزہ ایسا عمل ہے جو اللہ کی طرف منسوب ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ روزہ میرے لیے ہے۔(13)

دوسری وجہ یہ ہے کہ محرم سال کا پہلا مہینہ ہے اور ذوالحجہ سال کا آخری مہینہ ہے اور ذوالحجہ کے مہینوں میں عموماً روزوں کا اہتمام کیا جاتا ہے تو محرم میں بھی کیا جائے تاکہ سال کی ابتداء اور انتہاء دونوں میں عبادت ہو جائے اور پورے کا پورا سال عبادت میں شمار ہو۔(14)

● **طریقہ**

سوال 20: محرم کے روزوں کی فضیلت حاصل کرنے کے لیے:

ا۔ کیا پورے مہینہ روزے رکھنا ضروری ہیں؟
ب۔ یا محرم میں کسی بھی دن روزہ رکھنے سے یہ فضیلت حاصل ہوجائے گی؟
ج۔ نیز کیا یہ فضیلت صرف عاشوراء کا روزہ رکھنے سے بھی حاصل ہوجائے گی؟

جواب: صحیح یہ ہے کہ محرم کے مہینہ میں کسی دن بھی روزہ رکھ لینے یا عاشوراء کا روزہ رکھ لینے سے یہ فضیلت حاصل ہوجائے گی۔ **(15)**

سوال 21: ماہِ رمضان کے علاوہ اگر کوئی شخص پورے ماہ کے روزے رکھنا چاہے تو کس مہینہ کے روزے رکھنا افضل ہے؟

جواب: محرم کے مہینہ کے روزے کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! ماہِ رمضان کے روزوں کے بعد مجھے کس مہینہ میں روزے رکھنے کا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

> ماہِ رمضان کے روزوں کے بعد اگر تم روزے رکھنا چاہتے ہو تو ماہِ محرم کے روزے رکھو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا وہ مہینہ ہے جس کے ایک دن اللہ تعالیٰ نے ایک قوم (یعنی بنی اسرائیل) کی توبہ قبول کی اور اسی دن دوسرے لوگوں کی بھی توبہ قبول فرمائے گا۔ **(16)**

سوال 22: جب محرم کے روزوں کو رمضان کے بعد تمام مہینوں کے روزوں پر فضیلت حاصل ہے تو نبی کریم ﷺ کا محرم کے بجائے شعبان میں بکثرت روزے رکھنے کا معمول کیوں تھا؟

جواب: شاید آپ ﷺ کو محرم میں بعض عوارض مثلاً سفر، بیماری وغیرہ کی وجہ سے زیادہ روزے رکھنے کا موقع نہ ملا ہو یا آپ ﷺ کو محرم کے روزوں کی اس درجہ فضیلت کا علم (کسی حکمت کی بناء پر) آپ ﷺ کی حیات کے آخری دور میں دیا گیا ہو اس لیے محرم میں کثرت سے روزے رکھنے کی نوبت نہ آئی ہو۔ **(17)**

سوال 23: 10 محرم (عاشوراء) کے دن کون کون سے اعمال کرنے چاہئیں؟

جواب: 10 محرم (عاشوراء) کے دن روزہ رکھنا چاہیے، یہ سنت ہے۔

❑ عاشوراء کا روزہ

● فضیلت/اہمیت

سوال 24: عاشوراء (10 محرم) کے روزہ کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: (1) حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے نہیں دیکھا کہ آپ کسی فضیلت والے دن کے روزے کا بہت زیادہ اہتمام اور فکر کرتے ہوں، سوائے اس دن یوم عاشورہ کے اور سوائے اس ماہِ مبارک رمضان کے۔**(18)**

(2) حضرت حفصہؓ فرماتی ہیں کہ چار چیزیں ایسی ہیں جن کو حضور ﷺ کبھی نہیں چھوڑتے تھے:

1) عاشوراء کا روزہ (2 عشرۂ ذی الحجہ (یکم ذی الحجہ سے نویں ذی الحجہ تک) کے روزے

3) ہر مہینے کے تین روزے 4) فجر سے پہلے کی دو رکعتیں۔**(19)**

(3) حضور ﷺ نے عاشوراء کے دن کے روزہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

> ''میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ عرفہ (یعنی 9 ذی الحجہ) کا روزہ رکھنا گزشتہ اور آنے والے سالوں کے (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ عاشوراء (یعنی دس محرم) کا روزہ گزشتہ ایک سال کے (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے۔**(20)**

(4) ایک حدیث میں ہے کہ افضل روزے رمضان کے بعد ماہِ الٰہی محرم کے روزے ہیں اور بعض حضرات کے نزدیک اس سے یوم عاشوراء کا روزہ مراد ہے۔**(21)**

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

سوال 25: عاشوراء (10 محرم) کے روزہ رکھنے سے گزشتہ ایک سال کے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں یا کبیرہ؟

جواب: صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں کبیرہ گناہ کی معافی کے لیے توبہ ضروری ہے اور توبہ کی تین شرائط ہیں:

1) گزشتہ گناہوں پر ندامت 2) آیندہ نہ کرنے کا عزم

3) اور فوراً گناہ سے علیحدہ ہوجانا (22)

- وجہ

سوال 26: عاشوراء کے روزے کی فضیلت کی وجہ کیا ہے؟

جواب: ابتداء اسلام میں عاشوراء کا روزہ مسلمانوں پر فرض تھا اور حضور ﷺ اور صحابہ کرام ؓ مکہ مکرمہ میں ہجرت سے پہلے ہی یہ روزہ رکھا کرتے تھے پھر رمضان کے روزوں کے فرض ہونے کے بعد عاشوراء کے روزہ کی فرضیت منسوخ ہوگئی اور جس عمل کی فرضیت منسوخ ہوگئی ہو وہ اس عمل سے افضل ہوتا ہے جو کبھی فرض ہی نہ ہوا ہو لہٰذا عاشوراء کا روزہ دیگر نفلی روزوں سے افضل روزہ ہے یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نفلی روزوں میں سب سے زیادہ عاشوراء کے روزہ کا اہتمام کرتے تھے۔ (23)

سوال 27: **بعض احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عاشوراء کے روزے کا حکم حضور ﷺ نے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد دیا (پھر صحابہ ؓ نے عاشوراء کا روزہ رکھنا شروع کیا)**

جس کا واقعہ یہ ہوا کہ جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ علم ہوا کہ یہود کے نزدیک 10 محرم الحرام خاص دن ہے، بڑی عظمت والا دن ہے اور یہود اس دن اس وجہ سے روزہ رکھتے ہیں کہ اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات ملی اور فرعون مع لشکر غرق ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا تھا کہ:

اللہ کے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام سے ہمارا تعلق تم سے زیادہ ہے اور ہم اس کے زیادہ حق دار ہیں (24)

پھر رسول اللہ ﷺ نے خود بھی عاشوراء کا روزہ رکھا اور امت کو بھی اس دن کے روزے کا حکم دیا جبکہ گزشتہ سوال وجواب سے یہ معلوم ہوا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام ؓ نے یہ روزہ مکہ میں بھی رکھا ہے؟

جواب: عاشوراء کا روزہ تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور (آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے) صحابہ کرام ؓ مکہ مکرمہ میں بھی رکھا کرتے تھے، مدینہ منورہ آنے کے بعد آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عاشوراء کے روزے کے بارے میں مسلمانوں کو جو حکم دیا اس کی حقیقت عمومی اور تاکیدی حکم کی تھی جیسا کہ فرائض اور واجبات کے لیے حکم دیا جاتا ہے۔(25)

- **آداب/طریقہ**

سوال 28: عاشوراء کا روزہ رکھنے کے کیا آداب ہیں؟

جواب: عاشوراء (10 محرم) کے روزہ کے ساتھ 9 محرم کو بھی روزہ رکھ لیا جائے وہ بھی مسنون ہے تنہا عاشوراء کا روزہ رکھنا منع ہے۔ (26)

سوال 29: تنہا عاشوراء کا روزہ رکھنا کیوں منع ہے؟

جواب: تنہا عاشوراء کے روزہ رکھنے میں یہود کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے کیونکہ جس وقت حضور ﷺ نے عاشوراء (10 محرم) کے روزہ رکھنے کا اپنا اصول ومعمول بنایا اور مسلمانوں کو بھی اس کا حکم دیا تو بعض صحابہ ؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس دن کو تو یہود ونصاریٰ بڑے دن کی حیثیت سے مناتے ہیں (اور یہ گویا ان کا قومی ومذہبی شعار ہے اور خاص اس دن ہمارے روزہ رکھنے سے ان کے ساتھ اشتراک اور مشابہت ہوتی ہے تو کیا اس میں کوئی ایسی تبدیلی ہوسکتی ہے جس کے بعد یہ اشتراک اور مشابہت والی بات باقی نہ رہے؟) تو آپ

ﷺ نے فرمایا کہ ان شاء اللہ جب اگلا سال آئے گا تو ہم نویں کو (بھی) روزہ رکھیں گے (تا کہ یہود کے ساتھ مشابہت نہ رہے) حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں لیکن اگلے سال کا ماہِ محرم آنے سے پہلے ہی رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی۔(27)

سوال 30: کیا عاشوراء (10 محرم) کے روزہ کے ساتھ نویں کی بجائے گیارہویں تاریخ کا روزہ رکھا جا سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں! ایسا بھی کیا جا سکتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں، یہ بھی ثابت ہے۔(28)

سوال 31: صرف عاشوراء (10 محرم) کا روزہ رکھنا اور اس کے ساتھ نویں یا گیارہویں کا روزہ نہ ملانا کیسا ہے؟

جواب: صرف عاشوراء کا روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ ہے۔(29)

سوال 32: محرم کے مہینہ میں نوافل کی کثرت اور روزوں کے علاوہ مزید کس عمل کا اہتمام کرنا چاہیے؟

جواب: عاشوراء (10 محرم) کے دن کھانے پینے میں اہل وعیال پر وسعت کرنا چاہیے، یہ مستحب ہے۔(30)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

چوتھا عمل: اہل وعیال پر وسعت کرنا

سوال 33: عاشوراء (10 محرم) کے دن اہل وعیال پر کھانے پینے میں وسعت کرنے کے کیا فوائد ہیں؟

جواب: اس کی وجہ سے پورے سال رزق میں وسعت ہوتی ہے، ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے عاشوراء کے دن اپنے گھر والوں پر وسعت کی اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں پورے سال وسعت فرمائیں گے۔ **(31)**

حضرت ابن عیینہؒ فرماتے ہیں ہم نے پچاس سال اس عمل کا تجربہ کیا ہم نے ہمیشہ خیر وبرکت ہی پائی۔ (کویتیہ: عاشوراء: فقرہ4)

سوال 34: بعض لوگ یہ کہتے ہیں **10** محرم کے دن اہل وعیال پر وسعت کی جو احادیث ہیں وہ سب باطل یا موضوع ہیں، سلف کے دور میں اس عمل کا کوئی وجود نہیں تھا، کیا یہ بات صحیح ہے؟

جواب: یہ بات صحیح نہیں ہے بڑے بڑے محدثین نے دس محرم کے دن اہل وعیال پر وسعت کرنے کی احادیث کو درست قرار دیا ہے۔ **(32)**

سوال 35: عاشوراء کے دن اہل وعیال پر وسعت کرنے میں کن حدود وقیود کا خیال رکھنا چاہیے؟

جواب: رزق میں برکت حاصل کرنے کے لیے عاشوراء کے دن اپنے گھر اور اہل وعیال کی حد تک اپنی حیثیت کے مطابق اچھا اور عمدہ کھانا تیار کرلیا جائے، نہ لمبی چوڑی تقریبات کا اہتمام کیا جائے نہ اپنی حیثیت سے زیادہ اور قرض لے لے کر خرچ کیا جائے نہ کسی خاص قسم کے کھانے (مثلاً کھچڑا، کھیر، حلیم) کو مخصوص یا لازم کیا جائے اور جو یہ عمل نہ کرے اس کو بُرا

بھلا بھی نہ کہا جائے اور نہ ہی صرف اسی عمل کو روزی میں برکت اور وسعت کا یقینی ذریعہ سمجھا جائے۔

الغرض جس درجہ میں یہ عمل ثابت ہے اس کو اسی درجہ میں رکھا جائے یعنی مستحب سمجھا جائے۔(33)

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

باب:3

کوتاہیاں

(1)اس مہینے کوغم اور نحوست کا مہینہ سمجھنا

(2)اظہارغم کے لیے ماتم کرنا،سوگ منانا

(3)اظہارغم کے لیے کالا لباس پہننا

(4)اظہارغم کے لیے یا نحوست کی عقیدہ کی وجہ سے شادی نہ کرنا،کاروبار بند رکھنا

(5)دس محرم کوشہداءِ کربلا کے نام کی سبیل لگانا اور مخصوص کھانے بنانا

(6)دس محرم کوواقعہ کربلا کی وجہ سے گرمی کا تصور کرنا

(1) اس مہینہ کو غم اور نحوست کا مہینہ سمجھنا

سوال 36: ماہ محرم کو غم اور نحوست کا مہینہ کیوں سمجھا جاتا ہے؟

جواب: جس تاریخ میں کوئی غم ناک واقعہ، کوئی حادثہ یا نقصان پیش آجائے لوگ اس تاریخ کو غم کے لیے مخصوص کر لیتے ہیں اور اسے منحوس سمجھتے ہیں محرم میں بھی چونکہ کربلا کا سانحہ پیش آیا تھا اس لیے ناواقف لوگ اسے غم اور نحوست کا مہینہ سمجھتے ہیں حالانکہ یہ کئی اعتبار سے غلط ہے۔

(1) کوئی زمانہ منحوس نہیں: بذات خود کوئی زمانہ منحوس نہیں ہے، کوئی زمانہ اگر منحوس کہلاتا ہے تو وہ بندوں کے ان اعمال کی وجہ سے کہلاتا ہے جو وہ اس زمانے میں کرتے ہیں (گویا اصل نحوست کا سبب بُرے اعمال ہوئے نہ کہ زمانہ) پس جس وقت کوئی بندہ نیک کاموں میں مشغول ہوتا ہے وہ زمانہ اس کے حق میں مبارک ہوتا ہے اور جس وقت کوئی بندہ گناہ میں مبتلا ہوتا ہے وہ زمانہ اس کے حق میں منحوس ہوتا ہے۔

(2) فضیلت والا مہینہ: محرم کا مہینہ تو ویسے ہی فضیلت والا مہینہ ہے اس میں نحوست کا تصور کیسا؟

(3) شہادت بری چیز نہیں: حضرت حسینؓ کی شہادت کی وجہ سے اس مہینہ کو غم یا نحوست کا مہینہ سمجھنے سے یہ لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ شہادت کوئی بری یا منحوس چیز ہے حالانکہ یہ سراسر غلط ہے۔

- **شہید کے فضائل:** شہید کے تو بہت فضائل آئے ہیں شہید عام مُردوں کی طرح نہیں ہوتا اس کو برزخ میں ہمیشہ کی امتیازی زندگی عطا ہوتی ہے (البقرۃ: 154) بارگاہ الٰہی میں خصوصی قرب، جنت کا رزق اور انعامات پر خوشی نصیب ہوتی ہے (آل عمران: 169) دنیا کے

مال ودولت سے بہتر چیز اللہ کی رحمت اور مغفرت کا مستحق بن جاتا ہے (آل عمران: 157) بہترین رزق اور من پسند کی جگہ جنت میں ٹھکانہ ملتا ہے (حج:58) انعام یافتہ لوگوں میں اس کا مرتبہ انبیاء صدیقین کے بعد سب سے بڑھ کر ہوتا ہے (النساء:69) شہید کے پہلے قطرے کے ساتھ بخشش کردی جاتی ہے، جنت میں اس کو اس کا مقام دکھا دیا جاتا ہے، قیامت کے دن کی گھبراہٹ سے امن دے دیا جاتا ہے، اس کے سر پر وقار کا ایسا تاج رکھا جاتا ہے جس کا ایک یاقوت دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے بہتر ہوتا ہے، بہتر حورعین سے اس کی شادی کردی جاتی ہے (34) خون خشک ہونے سے پہلے اسے حورعین کی زیارت نصیب ہوتی ہے (35) قبر کے فتنے اور قیامت کے دن کی بے ہوشی سے نجات ملتی ہے (36) ان کی روحیں سبز پرندوں میں داخل کردی جاتی ہیں، وہ جنت کی نہروں پر اترتے ہیں، وہاں کے میوے کھاتے ہیں، عرش کے سایہ کے نیچے سونے کی قندیلوں پر بیٹھتے ہیں (37) ان پر فرشتوں کا سایہ ہوتا (38) ان کے لیے جنت کی ضمانت ہے (39) اور اس میں سب سے پہلے داخل ہونے والوں میں سے ہوجاتا ہے (40) اپنے گھر والوں میں سے ستر افراد کی شفاعت کا حق اسے دیا جاتا ہے۔ (41)

(2) اظہار غم کے لیے ماتم کرنا سوگ منانا یا ماتمی جلوس میں شریک ہونا

سوال 37: شریعت میں ماتم کی کیا حیثیت ہے؟

جواب: ماتم ناجائز ہے مکروہ تحریمی ہے قرآن وحدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے **(42)**

- قرآن کریم میں ہے:

يٰأَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآئَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰى أَنْ لاَّ يُشْرِكْنَ بِاللهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ أَيْدِيْهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِي مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللهَ اِنَّ اللهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ" (سورۃ الممتحنۃ:12)

اے پیغمبر جب مسلمان عورتیں آپ کے پاس آئیں آپ سے ان باتوں پر بیعت کریں کہ اللہ کے ساتھ نہ کسی کو شریک کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی اور نہ کوئی بہتان کی اولا دلائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان گڑھ لیں اور مشروع باتوں میں آپ کی نافرمانی نہ کریں گی تو آپ ان کو بیعت کرلیا کیجئے اور ان کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کرلیا کیجئے بیشک اللہ بڑا مغفرت والا ہے بڑا رحمت والا ہے

بہت سے صحابہؓ نے "وَلَا يَعْصِيْنَكَ" (اور مشروع باتوں میں آپ کی نافرمانی نہ کریں گی) کا مطلب حضور ﷺ سے نقل کرتے ہوئے نوحہ کرنا ذکر کیا ہے۔ **(43)**

چنانچہ اُم عطیہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

بیعت کے وقت نبی کریم ﷺ نے ہم سے عہد لیا کہ ہم نوحہ نہیں کریں گی۔(44)

بہت ساری احادیث میں بھی ماتم کی ممانعت آئی ہے

- **نوحہ:** حضرت ابوہریرۃؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں دو چیزیں ایسی ہیں جو ان کے ساتھ کفر ہیں، نسب میں طعن کرنا اور میت پر نوحہ کرنا۔(45)

- **دو بری آوازیں:** حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مجھے دو احمقانہ اور بری آوازوں سے منع کیا گیا ہے: ایک نغمہ، لہو و لعب اور شیطان کے باجوں کی آواز، دوسری مصیبت کے وقت چہرہ نوچنے، گریبان پھاڑنے اور شیطان کی چیخ و پکار کی آواز۔(46)

- **نوحہ پر میت کو تنبیہ:** حضرت نعمان بن بشیرؓ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ بے ہوش ہو گئے تو ان کی بہن رونے لگی اور کہنے لگی: ہائے پہاڑ، ہائے ایسا، ہائے ویسا، اور ان کی خوبیاں شمار کرنے لگی، جب ابن رواحہؓ کو ہوش آیا تو انہوں نے کہا: تم نے جب کچھ کہا تو مجھ سے (بطور تنبیہ) کہا گیا، (واقعی) تم ایسے ہو؟)(47)

- **نوحہ کرنے والوں کے لیے عذاب:** ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

نوحہ کرنے والی اگر اپنی موت سے قبل توبہ نہیں کرے گی تو قیامت کے دن اس کے بدن پر قطران (تارکول کی مانند ایک چیز) کا کرتا اور جرب (خارش) کی قمیص ہوگی۔(48)

● **نوحہ کرنے والوں کے منہ میں مٹی ڈال دو:** حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

> جب ابن حارثہ، جعفر اور ابن رواحہ کی شہادت کی اطلاع آئی تو نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہوئے، آپ ﷺ پر غم کے آثار ظاہر تھے، میں دروازہ کے سوراخ سے دیکھ رہی تھی، ایک صاحب آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! جعفر کی عورتیں............ اور ان کے رونے کا ذکر کیا، آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ ان کو منع کر دیں، وہ صاحب گئے پھر واپس آئے اور کہا: میں نے ان کو منع کر دیا ہے، اور بتایا کہ انہوں نے میری بات نہیں مانی، آپ ﷺ نے ان کو دوبارہ حکم دیا کہ ان کو منع کر دیں وہ گئے پھر واپس آئے اور کہا: اللہ کی قسم وہ مجھ پر غالب آگئیں (بات نہیں مان رہیں)، میرا خیال ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان کے منہ میں مٹی ڈال دو، میں نے کہا: اللہ تعالیٰ تیری ناک خاک آلود کرے، اللہ کی قسم تم نے اس کام کو کیا بھی نہیں اور حضور ﷺ کو پریشان بھی کیا)۔(49)

سوال38: جس ماتم کی قرآن وحدیث میں ممانعت آئی ہے اس سے کیا مراد ہے؟

جواب: ماتم کہتے ہیں میت کے محاسن شمار کر کے رونا، اور بقول بعض حضرات: آواز کے ساتھ رونا۔(50) لہٰذا جو رونا اس طرح کا ہوگا قرآن وحدیث میں اس کی ممانعت ہوگی، اور جو رونا اس طرح کا نہ ہو اس کی ممانعت نہیں ہوگی۔

سوال39: شریعت میں سوگ کی کیا حیثیت ہے؟

جواب: شرعی اعتبار سے سوگ کرنا صرف چند صورتوں میں عورتوں کے حق میں ثابت ہے اور وہ یہ ہیں:

(1) مطلقہ: جس عورت کو اس کے شوہر نے طلاقِ بائن (ایسی طلاق جس میں نکاح ختم

ہوجاتا ہے) دیدی ہو اس پر عدت کے زمانہ میں سوگ کرنا واجب ہے۔ عدت ختم ہونے کے بعد واجب نہیں بلکہ جائز ہی نہیں۔

(2) بیوہ: جس عورت کا شوہر فوت ہو گیا ہو اس پر عدت کے زمانہ میں سوگ کرنا واجب ہے، عدت کے بعد واجب نہیں بلکہ جائز بھی نہیں۔

(3) قریبی رشتہ دار کی وفات پر: شوہر کے علاوہ کسی قریبی رشتہ دار (باپ، بیٹے وغیرہ) کے فوت ہونے پر صرف تین دن تک عورت کو سوگ کرنے کی اجازت ہے واجب اور ضروری نہیں تین دن کے بعد یہ اجازت بھی نہیں۔

اس کے علاوہ اور کسی موقع پر عورت کو سوگ کرنے کی اجازت نہیں اور مرد کو تو سوگ کرنا کسی حال میں بھی جائز نہیں اور شرعی سوگ کا طریقہ یہ ہے کہ عورت اتنے عرصہ میں ایسے کپڑے نہ پہنے اور ایسا رنگ ڈھنگ اختیار نہ کرے جس سے مَردوں کو کشش اور میلان ہوتا ہو۔ خوشبو، سرمہ، مہندی اور دوسری زیب و زینت اور بناؤ سنگھار کی چیزیں چھوڑ دے۔ اس کے علاوہ اپنی طرف سے سوگ کے طریقے اختیار کرنا جائز نہیں مثلاً غم کے اظہار کے لیے مخصوص رنگوں کے (مثلاً کالے) کپڑے پہننا وغیرہ۔ (51)

فائدہ: اس تفصیل کی روشنی سے حضرت حسینؓ کی شہادت کے غم میں ماتم کرنا سوگ کرنا صحیح نہیں نیز یہ بات بھی غلط ہے کہ دنیا میں حضرت حسینؓ کی شہادت جیسا اور کوئی سانحہ پیش نہیں آیا حالانکہ دنیا میں اس سے بھی زیادہ مظلومیت کے واقعات ہوئے ہیں، پھر اگر مظلومیت کے ہر واقعہ پر ماتم کیا جائے یا سوگ منایا جائے تو سال بھر میں ایک دن بھی ماتم یا سوگ سے خالی نہیں رہے گا کیونکہ انسانی تاریخ میں ہر دن بلکہ ہر گھنٹہ میں مظلومیت کا کوئی نہ کوئی واقعہ پیش آیا ہے۔ نیز اگر حضرت حسینؓ کی فضیلت کی وجہ سے ماتم کیا جاتا ہے تو بقول ابن کثیر کے پھر حضرت حسینؓ کے والد حضرت علیؓ جو ان سے افضل تھے ان کی شہادت پر ماتم

کیوں نہیں کیا جاتا۔اسی طرح حضرت عثمانؓ ،حضرت عمرؓ جو حضرت علیؓ سے افضل ہیں ان کی مظلومانہ شہادت پر کیوں ماتم نہیں کیا جاتا؟(52)

سوال 40: مسلمانوں کا ماتمی جلوس اور نوحے کی مجالس میں شرکت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی مجالس میں شرکت کئی اعتبار سے ناجائز اور حرام ہے

(1) شرکیہ عقائد،حرکتیں: تعزیوں کے ساتھ شرکیہ حرکتیں کی جاتی ہیں جن سے ایمان ضائع ہونے کا ڈر ہے۔بعض لوگ یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ تعزیہ اور ماتم کی مجلس میں حضرت حسینؓ بذاتِ خود یا ان کی روح موجود اور حاضر ہوتی ہے۔یہ عقیدہ بالکل من گھڑت اور شریعت کے خلاف ہے۔دنیا سے جانے کے بعد روحیں نہیں آیا کرتیں اور ان کو آنے کی ضرورت بھی نہیں ،اگر فوت شدہ شخص جنتی ہے تو ایسی اچھی جگہ چھوڑ کر دنیا میں آنے کی ضرورت کیا ہے خاص طور پر ایسی جگہ جہاں گناہوں کی بھرمار ہو،اور اگر فوت شدہ عذاب میں مبتلا ہے تو اس کو آنے کی کیسے اجازت مل سکتی ہے؟

(2) بے صبری اور غم کا درس: نوحہ کے ساتھ کربلا کا واقعہ بیان کرنے سے مقصود ہیجان اور غم پیدا کرنا اور گریہ وزاری ہوتا ہے۔جبکہ شریعت میں صبر کا حکم ہے۔مگر یہاں صبر کے بجائے الٹا بے صبری اور حزن وملال کا درس دیا جاتا ہے۔گریہ وزاری کا سامان مہیا کرنا اور قصداً قصہ غمناک کی یاد تازہ کرکے غم کو زیادہ کرنا شریعت کے مقصود کے خلاف ہے۔

(3) موضوع،من گھڑت روایات: زیادہ تر موضوع اور من گھڑت روایتوں کا سہارا لیا جاتا ہے اور جھوٹی اور بناوٹی باتیں سننا اور سنانا گناہ ہے اور ان جلسوں اور مجلسوں میں جا کر غلط باتیں سننے سے اکثر عوام کے عقائد بھی خراب ہوجاتے ہیں۔

(4) اہل بیت خواتین کا بھری مجلسوں میں تذکرہ: حضراتِ اہل بیت کی عورتوں کا ذکر برسرِ بازار اور علی الاعلان گا گا کر کیا جاتا ہے۔کوئی منصف مزاج، شریف الطبع انسان اپنے

خاندان کی عورتوں کا اعلان اس طرح گلیوں ، کوچوں ، بھری مجلسوں ، محفلوں اور بازاروں میں ہونا ہرگز پسند نہیں کرسکتا۔ پھر غور کیا جائے کہ کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ جیسی غیور شخصیت اس کو پسند فرمائے گی کہ ان کے خاندان کی ان مطہرات کا ذکر اس طرح برسرِ بازار علی الاعلان کیا جائے جن کے دامنِ تطہیر پر نگاہِ غیر کا گزر اللہ پاک کو گوارا نہیں؟

(5) گناہوں کی تشہیر: پھر یہ سب گناہ بھری مجلسوں میں علی الاعلان کیے جاتے ہیں جبکہ گناہ کو اعلانیہ اور کھلم کھلا کرنا ایک مستقل گناہ ہے، جیسا کہ رمضان شریف میں بلا عذر روزہ چھوڑ دینا بڑا گناہ ہے لیکن رمضان میں اعلانیہ کھانا پینا اس سے بھی زیادہ برا ہے۔ پھر گناہ کو گناہ نہ سمجھنا اور اس پر فخر کرنا یا اس گناہ کو ثواب سمجھ لینا تو بہت ہی بڑا گناہ ہے، بلکہ اس سے کفر کا اندیشہ ہے۔

(6) دیکھنے والے گناہ کا ذریعہ ہیں: اگر غور کیا جائے تو یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اگر دیکھنے اور شریک ہونے والے سب حضرات باز آجائیں تو مروجہ تعزیہ اور ماتم کے جلسے جلوسوں کا اہتمام ہی ختم ہوجائے معلوم ہوا کہ مروجہ تعزیوں اور جلوسوں کو دیکھنے والے ان جلوسوں اور ان میں ہونے والی خرافات کا اہم ذریعہ و واسطہ ہیں اور گناہ کا ذریعہ بننا بھی گناہ ہے۔

(7) مخلوط اجتماع: تعزیہ اور ماتم کے جلوسوں میں عورتوں مردوں کا مخلوط اجتماع ہوتا ہے اور بے پردگی اور بدنظری کا گناہ عام ہوتا ہے جو مستقل گناہ ہے۔

(8) ماتم سننا بھی گناہ ہے: ان جلوسوں اور مجلسوں میں نوحہ وکناں ہوتا ہے اور اس کا سننا بھی گناہ ہے۔

(9) گناہ کی جگہ جانا بھی گناہ ہے: اس مقام پر اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والے کام ہو رہے ہوتے ہیں اور ایسی جگہ جانا گناہ ہے۔

(10) غیروں کی رونق بڑھانا بھی گناہ ہے: ان جلسوں اور مجلسوں میں شریک ہونے سے

غیروں کی رونق بڑھتی ہے اوران کی رونق بڑھانا گناہ ہے۔

(11) غیروں کے ساتھ مشابہت بھی گناہ ہے: ان جلسے جلوسوں میں شریک ہونے میں غیروں کے ساتھ تشبہ ہے۔

(12) بزدلی کا سبب: اس قسم کے شہادت کے قصے اس انداز میں سننے سے مسلمانوں میں بزدلی پیدا ہوتی ہے اور بزدلی کا پیدا ہونا اسلام کے تقاضوں کے خلاف ہے، اسلام تو یہ چاہتا ہے کہ مسلمانوں میں بلند ہمتی پیدا ہو۔ لہذا تعزیہ اور ماتم کے جلوسوں اور نوحہ کی مجلسوں میں تماشہ بین بن کر شریک ہونا بھی جائز نہیں، سخت گناہ کا باعث اور کئی گناہوں کا مجموعہ ہے۔(53)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(3) اظہارِ غم کے لیے کالا لباس پہننا

سوال 41: کالے رنگ کے کپڑے پہننے کا کیا حکم ہے؟

جواب: فی نفسہٖ سیاہ رنگ کا لباس پہننا جائز ہے حضور ﷺ سے سیاہ رنگ کا عمامہ پہننا ثابت ہے لیکن شریعتِ مقدسہ میں سیاہ (کالا) لباس یا سیاہ نشانی بلکہ کسی بھی رنگ کے ساتھ ماتم، سوگ اور غم وافسوس کے اظہار کو جائز قرار نہیں دیا گیا، یہاں تک کہ جن مواقع پر عورت کو سوگ کرنے کا حکم یا اجازت دی گئی ہے وہاں بھی کسی رنگ اور خاص ہیئت کے لباس کو غم یا سوگ کے لیے مخصوص نہیں کیا گیا بلکہ اس سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے۔

معلوم ہوا کہ غم کو ظاہر کرنے اور سوگ کے لیے کوئی خاص ہیئت بنانا، خاص کر سیاہ لباس پہننا گناہ ہے۔ لہذا بطور سوگ آج کل محرم کے دنوں میں جو کالا لباس پہنا جاتا ہے یہ گناہ ہے، اگر کوئی سوگ کے طور پر بھی کالا لباس نہ پہنے تب بھی آج کل خاص طور پر محرم کے دنوں میں کالا لباس پہننا غیروں کے ساتھ تشبہ سے خالی نہیں۔ اسی طرح دکانوں، مکانوں وغیرہ پر سیاہ جھنڈے لگانا بھی غیروں اور غم کی پہچان ونشانی سمجھی جاتی ہے۔

لہٰذا کسی کی نیت سوگ کرنے کی نہ بھی ہو تب بھی سیاہ جھنڈا نہ لگایا جائے خاص طور پر محرم کے دنوں میں کالا لباس نہ پہنا جائے۔(54)

(4) اظہارِ غم کے لیے یا نحوست کے عقیدہ کی وجہ سے اس ماہ میں شادی نہ کرنا اور کاروبار بند رکھنا

سوال 42: اظہارِ غم کے لیے یا نحوست کے عقیدہ کی وجہ سے محرم کے مہینے میں شادی نہ کرنا یا کاروبار بند رکھنا کیسا ہے؟

جواب: محرم کے مہینے کو منحوس سمجھ کر یا اظہارِ غم کے لیے اس ماہ میں کاروبار بند رکھنا، شادی نہ کرنا یا ناجائز اور نامبارک سمجھنا سخت گناہ ہے اور اہلسنت کے عقیدے کے خلاف ہے، اسلام نے جن چیزوں کو حلال اور جائز قرار دیا ہوا عتقاداً یا عملاً ان کو ناجائز اور حرام سمجھنے میں ایمان کا خطرہ ہے۔(55)

(5) دس محرم کو حضرت حسینؓ اور دیگر شہداء کربلا کے نام کی سبیل لگانا اور مخصوص کھانے بنانا

سوال 43: 10 محرم میں سبیل لگانا اور مخصوص قسم کے کھانے پینے کی اشیاء تیار کر کے تقسیم کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: ایسا کرنا کئی وجوہ سے صحیح نہیں

(1) مخصوص دنوں کو ہی ضروری سمجھنا: دوسرے دنوں کے مقاملہ میں محرم کے دنوں اور خاص کر نو، دس تاریخ میں سبیلیں لگانے اور کھانے پکانے اور کھلانے پلانے کی اتنی پابندی کرنا کہ خواہ گرمی ہو یا سردی اور ضرورت ہو یا نہ ہو بہر صورت اس کا اہتمام کرنا اور دوسرے دنوں میں خواہ کتنی ہی ضرورت کیوں نہ ہو اس کا اہتمام نہ کرنا دین پر زیادتی اور غیر لازم کو لازم کرنا اور بلاوجہ ترجیح دینا ہے جو بدعت کے زمرہ میں داخل ہے۔

(2) مخصوص کھانوں کو ہی ضروری سمجھنا: پانی، شربت، کھچڑا، کھیر، حلیم وغیرہ کو مخصوص کرنا اور ان چیزوں کو دوسری چیزوں پر ترجیح دینا اور اس میں خاص ثواب کا خیال کرنا، یہ بھی دین پر زیادتی ہے۔

- اس کھانے اور خاص کر محرم کی سبیل سے پینے کو عام طور پر لوگ دوسرے کھانوں اور مشروبات سے افضل بلکہ ثواب اور تبرک سمجھ کر کھاتے پیتے ہیں اسی وجہ سے ضرورت ہو یا نہ ہو بہر صورت اس کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ کہ کہیں اس فضیلت اور تبرک سے محرومی نہ ہو جائے۔ یہ بھی دین پر زیادتی ہے۔

(3) حضرت حسینؓ کے متعلق غلط عقیدہ: ایک غلط عقیدہ بھی اس میں شامل ہے، اور وہ یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ کربلا میں بھوکے پیاسے شہید ہوئے تھے اور یہ شربت وکھانا ان کے پاس پہنچ کر ان کی بھوک پیاس بجھائے گا۔ اس غلط عقیدہ کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ نعوذ باللہ تعالیٰ شہدائے کربلا شہادت کے بعد صدیاں گزرنے کے باوجود بھی بھوکے پیاسے ہیں۔ دوسرے یہ کہ خاص یہ شربت اور کھانا وغیرہ وہاں پہنچتا ہے۔ جبکہ یہ دونوں عقیدے سراسر اسلام کے خلاف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کو اعلیٰ سے اعلیٰ نعمتیں عطا فرما رکھی ہیں ان کو روحانی وجسمانی دونوں قسم کے رزق ملتے ہیں، شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں میں داخل کردیجاتی ہیں وہ جنت کی نہروں پر اترتے ہیں جنت کے میوے کھاتے ہیں، وغیرہ وغیرہ جن کے مقابلہ میں یہاں کا شربت اور کھانا کوئی حیثیت نہیں رکھتا، علاوہ ازیں اللہ کے حضور جو چیز پیش کی جاتی ہے بعینہٖ وہی نہیں پہنچتی بلکہ اس کا تقویٰ اور اخلاص پہنچتا ہے۔

(4) اس عمل سے مقصود قرب حاصل کرنا ہو: اگر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو نفع نقصان کا مالک سمجھا گیا اور ان کا قرب اور رضا حاصل کرنے کے لیے یہ عمل کیا گیا (جیسا کہ بعض لوگ اس عقیدہ کے ساتھ یہ عمل کرتے ہیں اور حضرت حسین اور شہدائے کربلا کے نام کی منتیں مانتے ہیں ان سے اولاد، رزق، وغیرہ کا سوال کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان کو ان چیزوں کے اختیارات حاصل ہیں اور ہمارے حالات کی ان کو خبر رہتی ہے) اس قسم کا عقیدہ شرک یا کم از کم گناہِ عظیم ہے اور اس قسم کا کھانا پینا "مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ" میں داخل ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔

(5) اس عمل سے مقصود ثواب پہنچانا ہو: اگر مقصود حضرت حسین رضی اللہ عنہ یا دوسرے لوگوں کی روحوں کو ثواب پہنچانا ہو تب بھی ایصال ثواب کے لیے کسی خاص دن یا تاریخ کو

اپنی طرف سے متعین کرنا درست نہیں اور شریعت نے ایصالِ ثواب کے لیے جب دس محرم کی قید نہیں لگائی تو اپنی طرف سے اس دن کو متعین کرنا شریعت پر زیادتی ہے جو کہ بدعت ہے۔

(6) برسی کا من گھڑت عقیدہ: بہت سے لوگ یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ جس دن کسی کی وفات ہو ہر سال اسی تاریخ کو اس کے لیے صدقہ یا ایصال ثواب کرنا ضروری یا کم از کم زیادہ فضیلت کا باعث ہے اور کیونکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ دس محرم کو شہید ہوئے تھے اس لیے ہر سال دس محرم کو یہ عمل کیا جاتا ہے۔ یہ بھی من گھڑت عقیدہ ہے۔

(7) ایصال ثواب علی الاعلان کرنا: ایصالِ ثواب کے لیے عمل میں اخلاص ضروری ہے اور اخلاص کے لیے چھپ کر عمل کرنا زیادہ مناسب اور افضل ہے لیکن ان لوگوں کو اگر چھپ کر صدقہ کرنے کی ترغیب دی جائے تو ہرگز قبول کرنے کو تیار نہیں ہوتے مگر علی الاعلان بڑی بڑی دیگیں اتارنے سے باز نہیں آتے۔

(8) صدقہ غیر مستحق کو دینا: صدقہ کے اصل مستحق غریب لوگ ہیں مگر محرم کے اس کھانے اور مشروب کو صرف غریبوں میں تقسیم کرنے کا عام طور پر خیال نہیں کیا جاتا اور بلا امتیاز ہر ایک کو شریک کر لیا جاتا ہے بلکہ امیروں اور بڑے لوگوں یا اپنے جاننے والوں کو خاص طور پر اس کھانے میں شریک کر لیا جاتا ہے اور ایک دعوت کا سماں بنا لیا جاتا ہے غریب صرف برائے نام ہوتے ہیں بلکہ بہت سی دفعہ تو برائے نام بھی نہیں ہوتے۔ ان حالات میں اس دعوت اور کھانے کی تقریب کو کون یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ یہ ایصالِ ثواب کے لیے ہے؟

(9) بہترین صدقہ نقدی دینا ہے: صدقہ نقدی کی صورت میں دینا زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس میں اخلاص بھی زیادہ ہے کہ چھپا کر دینا آسان ہے اور غریبوں کے لیے زیادہ مفید بھی ہے۔ کیونکہ غریبوں کی مختلف موقعوں پر مختلف ضرورتیں ہوتی ہیں۔ نقدی سے غریب اپنے ہر قسم

کی ضرورت پوری کرسکتا ہے (مثلاً لباس کی ضرورت ہوتو پیسوں سے اس کو خرید سکتا ہے، دوا کی ضرورت ہوتو وہ لے سکتا ہے وغیرہ وغیرہ) اور اگر فی الحال اس کو ضرورت نہ ہوتو اپنی آئندہ کی ضروریات کے لیے رکھ سکتا ہے اور اپنے بال بچوں کی بھی ہر قسم کی ضرورت پوری کرسکتا ہے اور بال بچے اس کے پاس موجود نہ ہوں تو دوسری جگہ ان کی ضرورت کے لیے یہ رقم بھیج سکتا ہے اور کھانے کو خاص کرنے کی صورت میں غریبوں کی ان تمام ضروریات وسہولیات کا لحاظ نہیں ہوتا اور نہ ہی ممکن ہے۔

(10) صدقہ میں غریبوں کی ضرورت کا خیال نہ رکھنا: صدقہ کا ایک صحیح طریقہ یہ ہے کہ غریبوں کی ضرورت کے مطابق ان کا تعاون کیا جائے مثلاً مریض کو دوا، مسافر کو کرایہ ٹکٹ وغیرہ کا خرچ، بھوکے کو کھانا اور برہنہ کو لباس، جوتا، سردی میں بے سروسامان کو کمبل، رضائی اور گرم لباس وغیرہ، غرض یہ کہ غریب کی ضرورت پوری کرنے کا خیال رکھا جائے، مگر یہاں تو ہر حال میں کھانا ہی کھلانا یا شربت ہی پلانا ہے، خواہ غریب کو اس وقت کھانے پینے کی ضرورت بھی نہ ہو یا اس خاص کھانے اور مشروب سے اس کا پرہیز ہو اور خواہ مریض دوا کے بغیر کراہ رہا ہو برہنہ جسم سردی سے ٹھٹھر رہا ہو، یا لباس کے لیے ترس رہا ہو، مسافر اپنی منزل تک پہنچنے سے لاچار اور مجبور ہو اور خواہ کتنا ہی پریشان ہو؟

(11) غیروں کے ساتھ مشابہت: اس عمل میں اہلِ بدعت اور غیروں کے ساتھ تشبہ ہے اور ان کے ساتھ تشبہ گناہ ہے، نیز ان کے غلط عقیدے ونظریے کی تقویت وتائید اور تعاون بھی اس میں پایا جاتا ہے۔ پس ان تمام باتوں کی وجہ سے اس مروّجہ رسم سے پرہیز ضروری ہے۔(56)

سوال 44: 10 محرم کے کھانوں اور مشروبات کے استعمال کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کسی ایسے شخص کی طرف سے یہ کھانا/مشروع وصول ہوا جس نے اس نیت اور

غرض سے کھانا/مشروب تیار کیا تھا کہ یہ کھانا پینا حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے رفقاء وشہدائے کربلا کے نام پر نذر رہے، اور اس کے نتیجے میں یہ ہستیاں خوش ہو کر ہمارے بگڑے ہوئے کاموں کو بنادیں گی اور ہماری مرادوں کو پورا کردیں گی، غرضیکہ اس کھانے پینے کی چیز سے غیر اللہ کو نفع ونقصان کا مالک سمجھ کر ان کا تقرب حاصل کرنا مقصود ہو تو یہ کھانا پینا حرام ہے، اگر کسی کھانے پینے کی چیز میں یہ عقیدہ واضح ہو جائے تو ایسا کھانا پینا ہرگز نہ کھایا جائے اور نہ لیا جائے کیونکہ یہ مُردار چیز کی طرح منع ہے، اور ایسے عقیدہ کو اختیار کرنے سے شرک کا ڈر ہے۔

اور اگر غیر اللہ کو نفع ونقصان کا مالک سمجھ کر کھانا تیار نہیں کیا گیا بس ویسے ہی ان ہستیوں کو ایصالِ ثواب کرنے کے لیے یا یہ سوچتے ہوئے کہ یہ ہستیاں کربلا میں بھوکی پیاسی شہید ہوئی تھیں، اور یہ چیزیں ان کی بھوک اور پیاس کو مٹانے کے ذریعہ بنیں گی، یا یہ عقیدہ ہو کہ فوت ہونے والے دن میں ایصال ثواب کرنا زیادہ ثواب ہے اور دس محرم شہدائے کربلا کی وفات کا دن ہے اس لیے اس کھانے کے ذریعہ سے ان کی روح کو ایصالِ ثواب کرنا مقصود ہے تو ان سب صورتوں میں یہ کھانا پینا بذاتِ خود تو مُردار کی طرح حرام نہیں لیکن اس غرض سے کھانے پینے کا انتظام کرنا اور اس میں کسی طرح تعاون کرنا اور اس میں شرکت کرنا یا اس کو قبول کرنا گناہ ہے، اور اگر ایسے کھانے پینے کی چیز گھر میں آجائے تو نہیں لینی چاہیے اور لے لی گئی اور واپسی ممکن نہ ہو تو ضائع کرنے کے بجائے خود استعمال کر لینے میں گناہ نہیں۔

اور اگر اس قسم کے کھانے پینے کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ کس عقیدے سے تیار کیا گیا ہے تب اس کو صریح حرام تو نہیں کہیں گے لیکن احتیاط کے خلاف ضرور کہا جائے گا۔**(57)**

(6) 10 محرم کو واقعہ کربلا کی وجہ سے گرمی کا تصور کرنا

سوال 45: 10 محرم کو واقعہ کربلا کی وجہ سے گرمی کے تصور کرنے کی حقیقت کیا ہے اور شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ 10 محرم کے دن دوسرے دنوں کی بنسبت ہمیشہ موسم گرم رہتا ہے اور اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ 10 محرم کو کربلا کا واقعہ پیش آیا اور کربلا کے میدان میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سخت دھوپ اور گرمی کی حالت میں واقع ہوئی تھی، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس دن کو ساری امت کے حق میں ہمیشہ کے لیے گرم بنا دیا ہے۔

یہ بات بھی قرآن وحدیث سے ثابت نہیں اور من گھڑت اور بناوٹی ہے ایسا عقیدہ رکھنا بھی شریعت پر زیادتی اور سخت گناہ ہے، اول تو ہمیشہ 10 محرم کو گرم موسم نہیں ہوتا بہت سی مرتبہ ٹھنڈا اور سرد بھی ہوتا ہے، بعض اوقات بارشیں بھی ہوجاتی ہیں، لیکن اگر کوئی پہلے سے اپنے عقیدہ اور تصور میں کوئی چیز قائم کرلے، تو نفسیاتی طور پر اس کو وہ چیز اسی طرح محسوس ہونے لگتی ہے، جس کی وجہ نفسیاتی کمزوری ہوتی ہے اور کچھ بھی نہیں، اور حقیقت میں وہ چیز اس طرح نہیں ہوتی جس طرح کا اس کے متعلق تصور قائم کیا ہوتا ہے۔

اور اگر بالفرض کسی مرتبہ 10 محرم کو دوسرے دنوں کے مقابلہ میں گرم موسم ہوجائے تو اس کی وجہ بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا، جیسا کہ دوسرے دنوں میں بھی موسم کی تبدیلی اللہ تعالیٰ کے حکم

سے ہوتی ہے، اسی طرح اس دن میں بھی اللہ کے حکم سے ہی ہوگی۔ اور اس کا 10 محرم ہونے یا اس دن میں کربلا کا سانحہ پیش آنے سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

باب:4

سوالات

(1) حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو ''امام'' کہنا

(2) حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لیے ''علیہ السلام'' کہنا

(3) علی بخش، حسین بخش، امام بخش وغیرہ نام رکھنا

(4) یا علی اور مشکل کشا کہنا

(5) حلیم کو دلیم کہنا

(1) حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو "امام" کہنا

سوال 46: بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام کے شروع میں امام نہیں لگانا چاہیے کیونکہ اس سے غیروں کی تائید ہوتی ہے۔ وہ امام سے مراد یہ معنی لیتے ہیں کہ امام گناہوں سے معصوم ہوتا ہے اور وہ نبی کے برابر مقام رکھتا ہے بلکہ نبی سے بھی اونچا مقام اس کو حاصل ہوتا ہے کہ وہ عالم الغیب ہوتا ہے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو امام کہنے سے ختمِ نبوت کے عقیدے کی بھی خلاف ورزی ہوتی ہے۔

جواب: حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ امام لگانا اگر پیشوا، دین کے مقتداء، اور رہبر ہونے کے اعتبار سے ہو تو جائز ہے۔ اور اہلِ سنت والجماعت اسی معنیٰ کے اعتبار سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ امام لگاتے ہیں لہٰذا فی نفسہٖ اس معنیٰ کے اعتبار سے امام کہنا جائز ہے۔ لیکن اگر کسی جگہ امام کہنے سے غیروں کے غلط عقیدہ اور نظریۂ امامت کی تائید ہوتی ہو تو پھر اس لفظ سے پرہیز کرنا چاہئے۔ (58)

(2) حضرت حسین رضؓ کے لیے ''علیہ السلام'' کہنا

سوال 47: اسی طرح کہا جاتا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کی جگہ علیہ السلام کہنے سے بھی غیروں کے عقیدے کے ساتھ ملاوٹ ہوتی ہے کیونکہ یہ جملہ تو نبیوں کے نام کے ساتھ بولا جاتا ہے۔

جواب: علیہ السلام ایک دعائیہ کلمہ ہے جس کے معنیٰ ہیں ان پر سلامتی ہو۔ لغت کے اعتبار سے اس کا استعمال حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی فی نفسہ درست ہے لیکن عام بول چال میں اس کا استعمال زیادہ تر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہوتا ہے اور صحابہ کے نام کے ساتھ عام طور پر ''رضی اللہ عنہ'' کا دعائیہ کلمہ لگایا جاتا ہے اور اس سے سننے والے کا ذہن صحابہ کی طرف منتقل ہوتا ہے اور دوسرے صحابہ کے نام کے ساتھ علیہ السلام نہیں لگایا جاتا اس لیے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ بھی علیہ السلام کے بجائے رضی اللہ عنہ کا استعمال مناسب ہے تاکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا تصور عام لوگوں کے ذہنوں میں قائم رہے اور عقیدہ میں کسی قسم کا غلو پیدا نہ ہو۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تفسیر معارف القرآن میں تحریر فرماتے ہیں:

> ''امام جوینی نے فرمایا: کہ جو حکم لفظ صلوٰۃ کا ہے وہی لفظ سلام کا بھی ہے کہ غیر نبی کے لیے اس کا استعمال درست نہیں، بجز اس کے کہ کسی کو خطاب کرنے کے وقت بطور تحیّہ کے السلام علیکم کہے یہ جائز ومسنون ہے مگر کسی غائب کے نام کے ساتھ ''علیہ السلام'' کہنا اور لکھنا غیر نبی کے لیے درست نہیں۔(59)

علامہ لقائی نے فرمایا:

قاضی عیاض نے فرمایا ہے کہ محققینِ علماءِ امت اس طرف گئے ہیں اور میرے نزدیک بھی یہی صحیح ہے، اور اسی کو امام مالک، سفیان اور بہت سے فقہاء و متکلمین نے اختیار کیا ہے کہ صلوٰۃ و تسلیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوسرے انبیاء کے لیے مخصوص ہے غیر نبی کے لیے جائز نہیں۔

جیسے لفظ سبحانہٗ، اور تعالیٰ، اللہ جل شانہ، کے لیے مخصوص ہے، انبیاء کے سوا عام مسلمانوں کے لیے مغفرت اور رضا کی دعاء ہونا چاہیے جیسے قرآن میں حضرات صحابہ کے متعلق آیا رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ(60)

النبیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(3) علی بخش، حسین بخش، امام بخش وغیرہ نام رکھنا

سوال 48: بعض لوگ اپنے بچوں کے نام علی بخش، حسین بخش، امام بخش، عبدالعلی، یا اس طرح کے دوسرے نام رکھتے ہیں ایسے نام رکھنا شرعاً کیسا ہے؟ نیز عام طور پر علی، حسن، حسین، جعفر وغیرہ نام تو رکھ لیے جاتے ہیں لیکن ان کے مقابلہ میں دوسرے صحابہ کے نام نہیں رکھے جاتے۔ اس بارے میں بھی وضاحت مطلوب ہے؟

جواب: بچوں کے نام ایسے رکھنے چاہئیں جو معنی کے اعتبار سے اچھے ہوں، ان میں شرک اور تکبر وغیر کا شبہ نہ ہو اور کوئی غلط معنیٰ یا نسبت نہ ہو۔ رسول بخش، علی بخش، حسین بخش، امام بخش، پیر بخش اور قلندر بخش وغیرہ نام رکھنا یا کسی غیر اللہ کے نام کے ساتھ مشکل کشا لگانا غلط ہے۔ ان سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ البتہ اللہ بخش وغیرہ نام رکھا جا سکتا ہے۔ کیونکہ جس طرح عبادت اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اسی طرح کسی کو بخشنا اور معاف کرنا، پیدا کرنا زندہ کرنا، مارنا، مشکلات پریشانیوں اور مصائب کا کھولنا اور حل کرنا یہ تمام چیزیں اللہ کے ساتھ خاص اور اس کی صفات ہیں ان صفات کی نسبت غیر اللہ کی طرف کرنا درست نہیں۔

عبدالعلی کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ لفظِ علی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نام بھی ہے (جیسا کہ قرآن مجید میں اَلْعَلِيُّ الْعَظِيْم وغیرہ آیا ہے) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام بھی ہے اگر کسی کی مراد عبدالعلی میں اللہ کا بندہ ہو تو جائز ہے اور اگر حضرت علیؓ کا بندہ مراد ہو تو ناجائز ہے۔ اور آج کل جہالت کے دور میں ظاہر ہے کہ ایسے مشتبہ ناموں کے رکھنے سے پرہیز ہی بہتر ہے۔ اور محمد علی، محمد حسین، محمد حسن، محمد جعفر وغیرہ نام رکھنا بلاشبہ جائز ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ دوسرے صحابۂ کرام کے ناموں کو بھی رواج دیا جائے اور ان کے نام بھی رکھے جائیں۔

(4) یاعلی اور مشکل کشا کہنا

سوال 49: یاعلی، یاحسن، یاحسین، کہنااور پریشانی، مصیبت، بیماری وغیرہ کے موقع پر ان کو پکارنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ دور قریب سے یہ ہماری آوازوں کو سنتے ہیں اور ہماری حالت کی خبر رکھتے ہیں اور ہماری مُرادوں کو پورا کرنے کی طاقت رکھتے ہیں شرعاً کیسا ہے؟اسی طرح بعض لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کومشکل کُشابھی کہتے ہیں اس کا شرعی حکم کیا ہے؟اور بعض لوگ بذات خود یاعلی وغیرہ کہنا ثواب سمجھتے ہیں اور اس قسم کے جملوں کو وہی حیثیت دیتے ہیں جو یااللہ وغیرہ کو حاصل ہے۔

جواب: سوال میں جس عقیداور نظریے کے ساتھ یاعلی یاحسین وغیرہ کہنے کا تذکرہ کیا گیاہے، اس عقیدے اور نظریے کے ساتھ کہنا جائز نہیں، کسی کو ''یا'' کے ساتھ اس عقیدے کے ساتھ پکارنا کہ وہ ہرجگہ سے ہماری پکاراورآواز کوسنتا ہے اور ہماری حاجات اور ضروریات پوری کرنے کی قدرت رکھتاہے اور ہمارے حالت کی اس کوخبر رہتی ہے، حرام ہے۔ کیونکہ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں، اسی طرح اللہ کے علاوہ کسی اور کو بطور دعااور بطورِتسبیح اور ذکر کے پکارنا اسلام میں جائز نہیں کیونکہ یہ عبادت کے زمرے میں آتا ہے اور عبادت صرف اللہ جلَّ شانہٗ کا حق ہے۔

اس تفصیل معلوم ہوا کہ سوال میں ذکر شدہ طریقے اور عقیدے کے ساتھ غیر اللہ کو اس طرح پکارنا حرام ہے۔

اس قسم کے بے شمار آیات واحادیث موجود ہیں اور فقہائے کرام نے بھی ان عقائد کیساتھ غیر اللہ کے پکارنے اور اس عقیدے کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کومشکل کشا کہنے کوحرام قرار دیا ہے۔(61)

(5) حلیم کو دلیم کہنا

سوال 50: کچھ عرصہ سے سوشل میڈیا پر یہ بات چل رہی ہے کہ حلیم کو حلیم نہیں کہنا چاہیے بلکہ ''دلیم'' کہنا چاہیے، کیونکہ ''حلیم'' اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ہے اور کسی مخصوص کھانے کے لیے اس نام کو استعمال کرنا بے ادبی اور گستاخی کے زمرے میں آتا ہے، تو کیا یہ بات درست ہے؟

جواب: حلیم عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی تحمل، برداشت کے ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام بھی ہے، اور یہی لفظ حلیم اردو زبان میں ایک خاص قسم کے کھانے کا نام ہے، ایک لفظ کے متعدد معنی ہوسکتے ہیں یا دو مختلف زبانوں کے الفاظ متحد الصوت (ہم آواز) متحد الصورت (ہم شکل) ہوسکتے ہیں۔ قرینہ سے جو معنی متعین ہو جائے وہی معنی مراد ہوں گے۔ بسا اوقات دوسرے معنی کا تصور یا تخیل بے ادبی قرار پاتا ہے، آپ وہم میں نہ پڑیں، اردو زبان میں حلیم جس کھانے کو کہا جاتا ہے اسے حلیم کہہ بھی سکتے ہیں اور حلیم کو کھا بھی سکتے ہیں۔(62)

باب:5

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

فصل:1 صحابی کا مطلب و مصداق

فصل:2 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب

فصل:3 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حقوق

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن
MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

فصل:1

صحابی کا مطلب ومصداق

صحابی اس خوش نصیب ترین ہستی کو کہتے ہیں جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بحالت اسلام ملاقات کی ہو اور اسلام ہی پر انکی موت واقع ہوئی ہو۔

- **ملاقات کی ہو:**

ملاقات مختصر ہو یا طویل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہو یا نہ کی ہو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کسی غزوہ میں شرکت کی ہو یا نہ کی ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہو (قریب سے یا دور سے) یا نہ دیکھا ہو دیکھ سکتے ہوں یا نہ دیکھ سکتے ہو کہ نابینا ہوں اس تعریف کی رو سے یہ سب صحابی کہلائیں گے۔

- **ایمان کی حالت میں:**

جس نے حالت کفر میں ملاقات کی اور کفر ہی پر مرا یا حالت کفر میں ملاقات کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد مسلمان ہو گئے وہ صحابی نہیں۔(63)

فصل:2

صحابہ کے فضائل ومناقب

(1) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پختہ ایمان ویقین والے سچے پکے مؤمن ہیں

● قرآن کریم میں ہے:

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَنَصَرُوا أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا۔(الانفال:74)

اور جولوگ ایمان لے آئے ، اور انہوں نے ہجرت کی ، اور اللہ کے راستے میں جہاد کیا، وہ اور جنہوں نے انہیں آباد کیا اور ان کی مدد کی وہ سب صحیح معنوں میں مومن ہیں (64)

وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ أُولَئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ ۔فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَنِعْمَةً وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (الحجرات:7-8)

اور یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ تمہارے درمیان اللہ کے رسول موجود ہیں ۔ بہت سی باتیں جن میں وہ اگر تمہاری بات مان لیں تو خود تم مشکل میں پڑ جاؤ ۔ لیکن اللہ نے تمہارے دل میں ایمان کی محبت ڈال دی ہے، اور اسے تمہارے دلوں میں پرکشش بنا دیا ہے، اور تمہارے اندر کفر کی اور گناہوں اور نافرمانی کی نفرت بٹھا دی ہے ۔ ایسے ہی لوگ

ہیں جو ٹھیک ٹھیک راستے پر آ چکے ہیں۔ جو اللہ کی طرف سے فضل اور نعمت کا نتیجہ ہے، اور اللہ علم کا بھی مالک ہے، حکمت کا بھی مالک۔ **(65)**

لِلۡفُقَرَاۤءِ الۡمُهٰجِرِيۡنَ الَّذِيۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ وَاَمۡوَالِهِمۡ يَبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضۡوَانًا وَّيَنۡصُرُوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ اُولٰۤـئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوۡنَ (حشر:8)

(نیز یہ مال فیئ) ان حاجت مند مہاجرین کا حق ہے جنہیں اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے بے دخل کیا گیا ہے۔ وہ اللہ کی طرف سے فضل اور اس کی خوشنودی کے طلب گار ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو راست باز ہیں۔ **(66)**

إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَى وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔ (فتح:26)

(چنانچہ) جب ان کافروں نے اپنے دلوں میں اس حمیت کو جگہ دی جو جاہلیت کی حمیت تھی تو اللہ نے اپنی طرف سے اپنے پیغمبر و اور مسلمانوں پر سکینت نازل فرمائی، اور ان کو تقویٰ کی بات پر جمائے رکھا، اور وہ اسی کے زیادہ حق دار اور اس کے اہل تھے اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ **(67)**

کلمہ تقوی سے مراد اہل تقوی کا کلمہ ہے یعنی کلمہ توحید و رسالت اس کو کلمہ تقوی اس لئے کہا گیا کہ یہ کلمہ ہی تقوی کی بنیاد ہے۔

اور صحابہ کرام کو اس کلمہ کا احق اور اہل فرما کر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی رسوائی واضح کر دی جو ان حضرات پر کفر و نفاق کا الزام لگاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو کلمہ اسلام کا اہل اور احق فرمائے

اور یہ بدبخت ان پر تبرا کریں۔(68)

- قرآن کریم میں جتنی آیات یا ایھا الذین آمنو سے شروع ہوئی ہیں اس کے اولین مصداق صحابہ کرام ہیں۔(69)

شرکاء احد سے فرمایا:

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (آل عمران:152)

اور اللہ نے یقیناً اس وقت اپنا وعدہ پورا کر دیا تھا جب تم دشمنوں کو اسی کے حکم سے قتل کر رہے تھے، یہاں تک کہ جب تم نے کمزوری دکھائی اور حکم کے بارے میں باہم اختلاف کیا اور جب اللہ نے تمہاری پسندیدہ چیز تمہیں دکھائی تو تم نے (اپنے امیر کا) کہنا نہیں مانا تم میں سے کچھ لوگ وہ تھے جو دنیا چاہتے تھے، اور کچھ وہ تھے جو آخرت چاہتے تھے۔ پھر اللہ نے ان سے تمہارا رخ پھیر دیا تاکہ تمہیں آزمائے۔ البتہ اب وہ تمہیں معاف کر چکا ہے، اور اللہ مومنوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے۔(70)

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَئِكَ حِزْبُ

اللّٰہِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْمُفْلِحُونَ (المجادلہ:22)

جو لوگ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں ، ان کو تم ایسا نہیں پاؤ گے کہ وہ ان سے دوستی رکھتے ہوں، جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے، چاہے وہ ان کے باپ ہوں یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے خاندان والے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش کر دیا ہے اور اپنی روح سے ان کی مدد کی ہے، اور انہیں وہ ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہو گیا ہے وہ اللہ سے راضی ہو گئے ہیں۔ یہ اللہ کا گروہ ہے۔ یاد رکھو کہ اللہ کا گروہ ہی فلاح پانے والا ہے۔(71)

- حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچھا:

هَلْ كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَضْحَكُونَ؟ قَالَ: نَعَمْ وَالْإِيمَانُ فِي قُلُوبِهِمْ أَعْظَمُ مِنَ الْجَبَلِ۔(72)

کیا حضور کے صحابہ ہنستے تھے؟ آپ نے فرمایا جی! لیکن ان کے دل میں پہاڑ سے بھی بڑا ایمان ہوتا تھا۔

- ہرقل نے جب ابوسفیان سے پوچھا:

هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِنْهُمْ سَخْطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ؟

ان میں سے کوئی اس دین میں داخل ہونے کے بعد دین سے پھر جاتا ہے؟

تو ابوسفیان نے فرمایا لا نہیں پھر ہرقل نے کہا:

كَذٰلِكَ الإِيمَانُ حِينَ تُخَالِطُ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوبَ۔

ایمان کی حالت اسی طرح ہے، جب کہ اس کی بشاشت دلوں میں مل جائے کہ پھر کوئی شخص اس سے ناخوش نہیں ہو سکتا۔(73)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

- قرآن کریم میں ہے:

وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا (الاحزاب:22)

اور جولوگ ایمان رکھتے ہیں، جب انہوں نے (دشمن کے) لشکروں کو دیکھا تھا تو انہوں نے یہ کہا تھا کہ: یہ وہی بات ہے جس کا وعدہ اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے کیا تھا، اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا تھا۔ اور اس واقعے نے ان کے ایمان اور تابع داری کے جذبے میں اور اضافہ کر دیا تھا۔

الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ (آل عمران:173)

(وہ لوگ جن سے کہنے والوں نے کہا تھا: (مکہ کے کافر) لوگ تمہارے (مقابلے) کے لیے (پھر سے) جمع ہو گئے ہیں، لہٰذا ان سے ڈرتے رہنا تو اس (خبر) نے ان کے ایمان میں اور اضافہ کر دیا اور وہ بول اٹھے کہ (ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے)

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (البقرہ:137)

اس کے بعد اگر یہ لوگ بھی اسی طرح ایمان لے آئیں جیسے تم ایمان لائے ہو تو یہ راہ راست پر آ جائیں گے۔ اور اگر یہ منہ موڑ لیں تو درحقیقت وہ دشمنی میں پڑ گئے ہیں۔ اب اللہ تمہاری حمایت میں عنقریب ان سے نمٹ لے گا، اور وہ ہر بات سننے والا، ہر بات جاننے والا ہے۔

المنبر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(2) تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ثقہ (قابل اعتماد) متقی ہدایت یافتہ ہیں

● سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل ہیں، فقط راوی حدیث ہونے کے اعتبار سے نہیں بلکہ پوری زندگی کے اعتبار سے صحابہ کے بارے میں اجماع ہے کہ اَلصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عُدُوْل (سارے صحابہ عادل ہیں) **(74)**

● **عدالت کا اور تقوی کا مطلب:** جو تمام کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرے صغیرہ گناہوں کا عادی نہ ہو، کسی صغیرہ گناہ پر مداومت نہ کرے **(75)**

● **وضاحت:** صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اگرچہ معصوم نہیں (ان سے گناہ کبیرہ بھی ہو سکتے ہیں) لیکن محفوظ ہیں یعنی اگر عمر بھر میں کوئی گناہ سرزد ہو گیا تو قرآن کریم نے ضمانت دی ہے کہ وہ اس پر قائم نہیں رہیں گے توبہ کرلیں گے یا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت ونصرت اور دینی خدمات عظیمہ اور بے شمار نیکیوں (صفات) کی وجہ سے اللہ تعالی انکو معاف کر دیں گے۔ **(76)**

● وجہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تعدیل وتنقید سے بالاتر ہونا اس وجہ سے ہیکہ یہ حضرات حاملان شریعت اسلام اور شریعت کے راوی ہیں اگر ان کی عدالت ہی مشکوک ہو جائے تو شریعت محمدیہ سے اعتبار ہی اٹھ جائے گا اور وہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک ہی تک محدود ہو جائے گی قیامت تک آنے والی نسلوں اور دور دراز ملکوں اور خطوں میں عام نہیں ہوسکتی۔ **(77)**

قرآن کریم میں ہے:

وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللهِ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلَكِنَّ اللهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ

أُولَئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ۔ فَضْلًا مِنَ اللهِ وَنِعْمَةً وَاللهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (الحجرات:7-8)

اور یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ تمہارے درمیان اللہ کے رسول موجود ہیں۔ بہت سی باتیں جن میں وہ اگر تمہاری بات مان لیں تو خود تم مشکل میں پڑ جاؤ۔ لیکن اللہ نے تمہارے دل میں ایمان کی محبت ڈال دی ہے، اور اسے تمہارے دلوں میں پر کشش بنا دیا ہے، اور تمہارے اندر کفر کی اور گناہوں اور نافرمانی کی نفرت بٹھا دی ہے۔ ایسے ہی لوگ ہیں جو ٹھیک راستے پر آ چکے ہیں۔ جو اللہ کی طرف سے فضل اور نعمت کا نتیجہ ہے، اور اللہ علم کا بھی مالک ہے، حکمت کا بھی مالک

یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کفر، فسق (کبیرہ گناہ) وعصیان (مطلق گناہ) سے شدید نفرت تھی اور جس کو کسی چیز سے نفرت ہو وہ اس سے بچنے کی پوری کوشش کرتا ہے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حتی الامکان کبیرہ، صغیرہ ہر قسم کے گناہوں سے اجتناب کیا کرتے تھے اور یہی تقوی ہے۔(78)

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (التوبة:100)

اور مہاجرین اور انصار میں سے جو لوگ پہلے ایمان لائے، اور جنہوں نے نیکی کے ساتھ ان کی پیروی کی، اللہ ان سب سے راضی ہو گیا ہے، اور وہ اس سے راضی ہیں اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہی بڑی زبردست کامیابی ہے۔(79)

اس آیت میں بلا استثناء اللہ تعالی نے تمام صحابہ سے اپنی رضامندی اور جنت کا اعلان کیا ہے اور بقول قاضی ابو یعلی کے اللہ تعالی اسی آدمی کے متعلق اپنی رضامندی کا اظہار کریں گے جس کے متعلق اسے معلوم ہے کہ وہ رضامندی کے تقاضوں کو پورا کرے گا معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرام متقی تھے اللہ تعالی کی رضامندی کے تقاضوں کو پورا کرنے والے ناراضگی سے بچنے والے تھے(80)

(3) تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیلئے بغیر کسی استثنا کے مغفرت، جہنم سے حفاظت، اللہ تعالی کی رضا کا وعدہ ہے اور صحابہ کرام کے لیے اس وصف (مَغْفُوْر لَهُمْ، مَرْضِی عَنْهُمْ) کا لازمی نتیجہ بلا کسی سزا کے جنت میں داخلہ ہے۔

- **عشرہ مبشرہ کیلئے جنت کی بشارت:**

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

أَبُو بَكْرٍ فِي الجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الجَنَّةِ، وَعُثْمَانُ فِي الجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ فِي الجَنَّةِ، وَطَلْحَةُ فِي الجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ فِي الجَنَّةِ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الجَنَّةِ، وَسَعْدٌ فِي الجَنَّةِ، وَسَعِيدٌ فِي الجَنَّةِ، وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الجَرَّاحِ فِي الجَنَّةِ۔(81)

ابوبکر جنتی ہیں، عمر جنتی ہیں، عثمان جنتی ہیں، علی جنتی ہیں، طلحہ جنتی ہیں، زبیر جنتی ہیں، عبد الرحمٰن بن عوف جنتی ہیں، سعد جنتی ہیں، سعید (سعید بن زید) جنتی ہیں اور ابو عبیدہ بن جراح جنتی ہیں۔

نوٹ: خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی بشارت درجہ تواتر کو اور عشرہ مبشرہ کی درجہ شہرت کو پہنچ چکی ہے(82)

• شرکاء بدرواحد کیلئے اعلان مغفرت ومعافی

• رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

إِنَّهُ(حاطب بن ابی بلتعه) قَدْ شَهِدَ بَدْرًا، وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَكُونَ قَدِ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ۔ (83/1)

یہ بدر کی لڑائی میں (مسلمانوں کے ساتھ مل کر) لڑے ہیں اور تمہیں معلوم نہیں' اللہ تعالیٰ مجاہدین بدر کے احوال (موت تک کے) پہلے ہی سے جانتا تھا' اور وہ خود ہی فرما چکا ہے کہ تم جو چاہو کرو میں تمہیں معاف کر چکا ہوں۔"

• قرآن کریم میں ہے:

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (آل عمران:152)

اور اللہ نے یقیناً اس وقت اپنا وعدہ پورا کر دیا تھا جب تم دشمنوں کو اسی کے حکم سے قتل کر رہے تھے، یہاں تک کہ جب تم نے کمزوری دکھائی اور حکم کے بارے میں باہم اختلاف کیا اور جب اللہ نے تمہاری پسندیدہ چیز تمہیں دکھائی تو تم نے (اپنے امیر کا) کہنا نہیں مانا، تم میں

مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

سے کچھ لوگ وہ تھے جو دنیا چاہتے تھے اور کچھ وہ تھے جو آخرت چاہتے تھے پھر اللہ نے ان سے تمہارا رخ پھیر دیا تا کہ تمہیں آزمائے ۔ البتہ اب وہ تمہیں معاف کر چکا ہے، اور اللہ مومنوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے۔**(83/2)**

● شرکاء بدر وحدیبیہ کیلئے جہنم سے حفاظت اور رضا کا اعلان

● رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنِّي لَأَرْجُو أَلَّا يَدْخُلَ النَّارَ أَحَدٌ، إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا، وَالْحُدَيْبِيَةَ۔(84)

مجھے امید ہے جو لوگ بدر وحدیبیہ کی جنگوں میں شریک تھے، ان میں سے کوئی جہنم میں نہ جائے گا، (إن شاء اللہ) اگر اللہ نے چاہا۔

● قرآن کریم میں ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا۔ (الفتح:18)

یقیناً اللہ ان مومنوں سے بڑا خوش ہوا جو درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے اور ان کے دلوں میں جو کچھ تھا وہ بھی اللہ کو معلوم تھا۔ اس لیے اس نے ان پر سکینت اتار دی اور ان کو انعام میں ایک قریبی فتح عطا فرمادی۔**(85)**

عَسَى اللهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (التوبہ:102)

ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ امید دلائی ہے کہ انہیں معاف کر دیا جائے۔**(86)**

• شرکاء حنین کیلئے معافی کا اعلان:

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـــًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَعَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔(التوبة:25-27)

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری بہت سے مقامات پر مدد کی ہے، اور (خاص طور پر) حنین کے دن جب تمہاری تعداد کی کثرت نے تمہیں مگن کر دیا تھا، مگر وہ کثرت تعداد تمہارے کچھ کام نہ آئی، اور زمین اپنی ساری وسعتوں کے باوجود تم پر تنگ ہوگئی، پھر تم نے پیٹھ دکھا کر میدان سے رخ موڑ لیا۔ پھر اللہ نے اپنے رسول پر اور مومنوں پر اپنی طرف سے تسکین نازل کی اور ایسے لشکر اتارے جو تمہیں نظر نہیں آئے اور جن لوگوں نے کفر اپنا رکھا تھا، اللہ نے ان کو سزا دی، اور ایسے کافروں کا یہی بدلہ ہے۔ پھر اللہ جس کو چاہے اس کے بعد توبہ نصیب کر دے، اور اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔(87)

• شرکاء تبوک کیلئے اعلان معافی:

لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَحِيمٌ۔(وفی الثلاثة

الذين خلفوا)وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا حَتَّى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ۔(التوبة:117-118)

حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے رحمت کی نظر فرمائی ہے نبی پر اور ان مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے ایسی مشکل کی گھڑی میں نبی کا ساتھ دیا، جبکہ قریب تھا کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل ڈگمگا جائیں، پھر اللہ نے ان کے حال پر توجہ فرمائی ۔ یقینا وہ ان کے لیے بہت بڑا شفیق بڑا مہربان ہے۔اور ان تینوں پر بھی (اللہ نے رحمت کی نظر فرمائی) جن کا فیصلہ ملتوی کر دیا گیا تھا، یہاں تک کہ جب ان پر یہ زمین اپنی ساری وسعتوں کے باوجود تنگ ہوگئی، ان کی زندگیاں ان پر دوبھر ہوگئیں، اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ (کی پکڑ) سے خود اسی کی پناہ میں آئے بغیر کہیں اور پناہ نہیں مل سکتی، تو پھر اللہ نے ان پر رحم فرمایا، تاکہ وہ آئندہ اللہ ہی سے رجوع کریں۔یقین جانو اللہ بہت معاف کرنے والا، بڑا مہربان ہے۔(88)

- **تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے اللہ تعالی کی رضا اور جہنم سے حفاظت کا اعلان**

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ۔(التوبة:100)

اور مہاجرین اور انصار میں سے جو لوگ پہلے ایمان لائے، اور جنہوں نے نیکی کے ساتھ ان کی پیروی کی، اللہ ان سب سے راضی ہوگیا ہے،

اور وہ اس سے راضی ہیں اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کرر کھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہی بڑی زبردست کامیابی ہے۔(89)

- ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب پکے جنتی ہیں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَ اللهُ الْحُسْنَى۔ (نساء:95)

جن مسلمانوں کو کوئی معذوری لاحق نہ ہو اور وہ (جہاد میں جانے کے بجائے گھر میں) بیٹھے رہیں وہ اللہ کے راستے میں اپنے مال و جان سے جہاد کرنے والوں کے برابر نہیں ہیں۔ جو لوگ اپنے مال و جان سے جہاد کرتے ہیں ان کو اللہ نے بیٹھے رہنے والوں پر درجے میں فضیلت دی ہے۔ اور اللہ نے سب سے اچھائی کا وعدہ کر رکھا ہے۔(90)

- قرآن کریم میں ہے:

إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَى أُولَئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ۔

(انبیاء:101)

(البتہ) جن لوگوں کے لیے ہماری طرف سے بھلائی پہلے سے لکھی جا چکی ہے، (یعنی نیک مومن) ان کو اس جہنم سے دور رکھا جائے گا۔

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

لَنَا إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (التحریم:8)

اس دن جب اللہ نبی کو اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں ان کو رسوا نہیں کرے گا۔ ان کا نور ان کے آگے اور ان کی دائیں طرف دوڑ رہا ہوگا۔ وہ کہہ رہے ہوں گے کہ: اے ہمارے پروردگار! ہمارے لیے اس نور کو مکمل کر دیجیے اور ہماری مغفرت فرما دیجیے۔ یقینا آپ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں۔ **(91)**

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّـئًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

(توبہ:102)

اور کچھ لوگ وہ ہیں جنہوں نے اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کرلیا ہے۔ انھوں نے ملے جلے عمل کیے ہیں، کچھ نیک کام، اور کچھ برے۔ امید ہے کہ اللہ ان کی توبہ قبول کرلے گا۔ یقینا اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

- حدیث میں آتا ہے:

لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَآنِي۔ (92/1)

جہنم کی آگ کسی ایسے مسلمان کو نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا۔

(4) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امت کے محسن ہیں

1) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دین کیلئے بڑی بڑی قربانیاں دیں

- **مظلومیت:** صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دین کی خاطر ہر طرح کی (جانی، مالی، خاندانی) تکلیفیں برداشت کی

قرآن کریم میں ہے:

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ۔ (حج:39)

جن لوگوں سے جنگ کی جارہی ہے انہیں اجازت دی جاتی ہے (کہ وہ اپنے دفاع میں لڑیں) کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور یقین رکھو کہ اللہ ان کو فتح دلانے پر پوری طرح قادر ہے۔ **(92/2)**

● **ہجرت: کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ اور رسول کی محبت میں عزیز و اقارب، اولاد اور والدین سب کو چھوڑ کر ہجرت کی۔**

قرآن کریم میں ہے:

الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ۔ (الحج:40)

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں صرف اتنی بات پر اپنے گھروں سے ناحق نکالا گیا ہے کہ انھوں نے یہ کہا تھا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔ اور اگر اللہ لوگوں کے ایک گروہ (کے شر) کو دوسرے کے ذریعے دفع نہ کرتا رہتا تو خانقاہیں اور کلیسا اور عبادت گاہیں اور مسجدیں جن میں اللہ کا کثرت سے ذکر کیا جاتا ہے، سب مسمار کردی جاتیں۔ اور اللہ ضرور ان لوگوں کی مدد کرے گا جو اس (کے دین) کی مدد کریں گے۔ بلاشبہ اللہ بڑی قوت والا، بڑے اقتدار والا ہے۔

لِلْفُقَرَاءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ

وَ اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۔(الحشر:8)

(نیز یہ مال فیئ) ان حاجت مند مہاجرین کا حق ہے جنہیں اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے بے دخل کیا گیا ہے۔ وہ اللہ کی طرف سے فضل اور اس کی خوشنودی کے طلب گار ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو راست باز ہیں۔

وَ الَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَ لَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۔

(النحل:41)

اور جن لوگوں نے دوسروں کے ظلم سہنے کے بعد اللہ کی خاطر اپنا وطن چھوڑا ہے، یقین رکھو کہ انھیں ہم دنیا میں بھی اچھی طرح بسائیں گے، اور آخرت کا اجر تو یقینا سب سے بڑا ہے۔ کاش کہ یہ لوگ جان لیتے۔

فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ۔(آل عمران:195)

لہٰذا جن لوگوں نے ہجرت کی، اور انھیں ان کے گھروں سے نکالا گیا، اور میرے راستے میں تکلیفیں دی گئیں، اور جنہوں نے (دین کی خاطر) لڑائی لڑی اور قتل ہوئے، میں ان سب کی برائیوں کا ضرور کفارہ کردوں گا، اور انھیں ضرور بالضرور ایسے باغات میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے انعام ہوگا، اور اللہ ہی ہے جس کے پاس بہترین انعام ہے۔

● **نصرت:** کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ اور رسول کی محبت میں ان ہجرت کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اپنی جان، مال، اولاد سب قربان کر کے نصرت کی۔

قرآن کریم میں ہے:

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭوَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ (التوبہ:88-89)

لیکن رسول اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں، اور یہی لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔ اللہ نے ان کے لیے وہ باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، جن میں یہ ہمیشہ رہیں گے، اور یہ بڑی زبردست کامیابی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

(الانفال:64)

اے نبی! تمہارے لیے تو بس اللہ اور وہ مومن لوگ کافی ہیں جنہوں نے تمہاری پیروی کی ہے۔

وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ۭهُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ۔ (الانفال:62)

اور اگر وہ تمہیں دھوکا دینے کا ارادہ کریں گے تو اللہ تمہارے لیے کافی ہے۔ وہی تو ہے جس نے اپنی مدد کے ذریعے اور مومنوں کے ذریعے تمہارے ہاتھ مضبوط کیے۔ (93)

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ

رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا۔(فتح:29)

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔اور جولوگ ان کے ساتھ ہیں، وہ کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں (اور) آپس میں ایک دوسرے کے لیے رحم دل ہیں۔تم انھیں دیکھو گے کہ کبھی رکوع میں ہیں، کبھی سجدے میں، (غرض) اللہ کے فضل اور خوشنودی کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔ان کی علامتیں سجدے کے اثر سے ان کے چہروں پر نمایاں ہیں۔ یہ ہیں ان کے وہ اوصاف جو تورات میں مذکور ہیں۔اور انجیل میں ان کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک کھیتی ہو جس نے اپنی کونپل نکالی، پھر اس کو مضبوط کیا، پھر وہ موٹی ہوگئی، پھر اپنے تنے پر اس طرح سیدھی کھڑی ہوگئی کہ کاشتکار اس سے خوش ہوتے ہیں۔تا کہ اللہ ان (کی اس ترقی) سے کافروں کا دل جلائے۔ یہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور انھوں نے نیک عمل کیے ہیں، اللہ نے ان سے مغفرت اور زبردست ثواب کا وعدہ کرلیا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ

الْعَظِيمُ (توبة:111)

واقعہ یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اوران کے مال اس بات کے بدلے خرید لیے ہیں کہ جنت انہی کی ہے۔ وہ اللہ کے راستے میں جنگ کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں مارتے بھی ہیں، اورمرتے بھی ہیں۔ یہ ایک سچا وعدہ ہے جس کی ذمہ داری اللہ نے تورات اورانجیل میں بھی لی ہے، اورقرآن میں بھی۔ اورکون ہے جواللہ سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے والا ہو؟ لہٰذا اپنے اس سودے پرخوشی مناؤ جوتم نے اللہ سے کرلیا ہے۔ اوریہی بڑی زبردست کامیابی ہے۔

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔

(الاعراف:157)

جواس رسول یعنی نبی امی کے پیچھے چلیں جس کا ذکروہ اپنے پاس تورات اورانجیل میں لکھا ہوا پائیں گے جوانھیں اچھی باتوں کا حکم دے گا، برائیوں سے روکے گا، اوران کے لیے پاکیزہ چیزوں کوحلال اورگندی چیزوں کوحرام قرار دے گا، اوران پر سے وہ بوجھ اور گلے کے وہ طوق اتار دے گا جوان پرلدے ہوئے تھے۔ چنانچہ جولوگ اس (نبی) پر ایمان لائیں گے اس کی تعظیم کریں گے اس کی مدد کریں گے، اوراس کے ساتھ جونوراتارا گیا ہے اس کے پیچھے چلیں گے تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہوں گے۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ (حشر:9)

(اور یہ مال فیئ) ان لوگوں کا حق ہے جو پہلے ہی سے اس جگہ (یعنی مدینہ میں) ایمان کے ساتھ مقیم ہیں۔ جو کوئی ان کے پاس ہجرت کے آتا ہے یہ اس سے محبت کرتے ہیں، اور جو کچھ ان (مہاجرین) کو دیا جاتا ہے، یہ اپنے سینوں میں اس کی کوئی خواہش بھی محسوس نہیں کرتے، اور ان کو اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں، چاہے ان پر تنگ دستی کی حالت گزر رہی ہو۔ اور جو لوگ اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ ہو جائیں، وہی ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔

وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا، مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا۔ (احزاب:22-23)

اور جو لوگ ایمان رکھتے ہیں، جب انھوں نے (دشمن کے) لشکروں کو دیکھا تھا تو انھوں نے یہ کہا تھا کہ: یہ وہی بات ہے جس کا وعدہ اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے کیا تھا، اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا تھا۔ اور اس واقعے نے ان کے ایمان اور تابع داری کے جذبے میں اور اضافہ کر دیا تھا۔ انہی ایمان والوں میں وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اسے سچا کر دکھایا۔ پھر ان میں سے کچھ وہ ہیں

جنہوں نے اپنا نذرانہ پورا کردیا، اور کچھ وہ ہیں جو ابھی انتظار میں ہیں۔اورانھوں نے (اپنے ارادوں میں) ذراسی بھی تبدیلی نہیں کی۔

- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت کے لیے عرب وعجم سے لڑائی مول لی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت اور حمایت میں عزیز واقارب سے جنگ کی اور اس مقابلے میں باپ اور بیٹے اور چچا اور ماموں کسی کی پروانہیں کی۔

قرآن کریم اوراحادیث نبویہ اوراحکام شریعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کے ذریعہ امت تک پہنچے اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن کریم کو جمع نہ کرتے اوراحادیث اوراحکام شریعت کی روایت نہ کرتے توامت کو نہ قرآن کا علم ہوتااورنہ حدیث کا اورنہ آپ کی شریعت کااورنہ آپ کی نبوت کا،صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اورامت کے درمیان واسطہ ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی نے دنیامیں اسلام کاجھنڈابلندکیااورکتاب وسنت کی نشرواشاعت میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھارکھا۔حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد جوبھی مسلمان ہواوہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کودیکھ کرمسلمان ہوا۔

اورصحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس درجہ شیدااورعاشق بنا کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے بعدصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت ہی کوسعادت کبریٰ اورنعمت عظمیٰ سمجھنے لگے اورجس طرح صحابی ہونا ایک منقبت تھی اسی طرح تابعی ہونا بھی ایک قابل فخر منقبت ہوگئی۔(94)

- **بیعت عقبہ:**

عباس بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے (بیعت کو پختہ اور مستحکم کرنے کی غرض سے) کہااے گروہ خزرج تم کومعلوم بھی ہے کہ کس چیز پر بیعت کررہے ہو، یہ سمجھ لوکہ عرب اورعجم سے جنگ کرنے پر بیعت کررہے ہو۔اگرآئندہ چل کرمصائب وشدائد سے گھبرا کرچھوڑ دینے کا خیال ہوتوابھی سے چھوڑ دواس وقت گھبرا کرچھوڑ نا خدا کی قسم دنیااورآخرت میں رسوائی کا

سبب ہوگا۔اور اگر تم آئندہ کے شدائد ومصائب کا تحمل کر سکتے ہو اور اپنی جان اور مال پر کھیل کر اپنے عہد اور وعدہ پر قائم رہ سکتے ہوں تو واللہ اس میں تمہارے لیے دنیا اور آخرت کی خیر اور بہبودی ہے۔سب نے کہا ہم اسی پر بیعت کر رہے ہیں، آپ کے لیے جان مال سے ہم کو دریغ نہیں، مصائب سے ڈر کر خدا کی قسم ہم اس بیعت کو نہیں چھوڑ سکتے۔**(95/1)**

- غزوہ بدر کے موقع پر جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیا کہ حالات تشویشناک ہیں اب کیا کرنا ہے؟ تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جانثاری کی وہ باتیں فرمائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہو گئے۔

چناچہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> میں نے مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے ایک ایسی بات سنی کہ اگر وہ بات میری زبان سے ادا ہو جاتی تو میرے لیے کسی بھی چیز کے مقابلے میں زیادہ عزیز ہوتی۔وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مشرکین پر بددعا کر رہے تھے۔انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم وہ نہیں کہیں گے جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا کہ جاؤ،تم اور تمہارا رب ان سے جنگ کرو، بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں، آگے اور پیچھے جمع ہو کر لڑیں گے۔میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک چمکنے لگا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو گئے۔**(95/2)**

اسی طرح سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

> یا رسول اللہ ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی اور اس امر کی گواہی دی کہ آپ جو کچھ لائے ہیں وہی حق ہے اور اطاعت اور جان نثاری کے بارے میں ہم آپ کو پختہ عہد و میثاق دے چکے ہیں۔ یا رسول اللہ آپ مدینہ سے کسی اور ارادہ سے نکلے تھے اور اللہ تعالیٰ نے

دوسری صورت پیدا فرمادی جو منشاء مبارک ہو اس پر چلیے اور جس سے چاہیں تعلقات قائم فرمائیں اور جس سے چاہے تعلق قطع کریں اور جس سے چاہیں صلح کریں اور جس سے چاہیں دشمنی کریں ہم ہر حال میں آپ کے ساتھ ہیں۔ ہمارے مال میں سے جس قدر چاہیں لیں اور جس قدر چاہیں ہم کو عطا فرمائیں اور مال کا جو حصہ آپ لیں گے وہ اس حصہ سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہوگا کہ جو آپ ہمارے پاس چھوڑ دیں گے اور اگر آپ ہم کو برک **الغماد** جانے کا حکم دیں گے تو بالضرور ہم آپ کے ساتھ جائیں گے۔قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے اگر آپ ہم کو سمندر میں کود پڑیں گے اور ہم میں کا ایک شخص بھی پیچھے نہ رہے گا ہم دشمنوں کے مقابلہ کرنے کو مکروہ نہیں سمجھتے تھے البتہ تحقیق ہم لڑائی کے وقت بڑے صابر اور مقابلہ کے سچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے آپ کو وہ چیز دکھائے گا جس کو دیکھ کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی پس اللہ کے نام پر ہم کو لے کر چلیے۔**(96)**

- امریکی فوجی مورخ مسٹر رچرڈ جا سیل لکھتے ہیں:

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جو جماعت تیار کی ہے وہ اصول وضوابط کی پابند جماعت تھی ،اپنے مشن، پیغام اور اپنے مقاصد کے حصول کے لیے ہر چیز قربان کر دینے کے لئے ہمہ وقت تیار تھی،اگر ایسی منظم ،جذبہ فدائیت وایثار سے لبریز اور اپنے قائد ومرشد کے بتائے ہوئے ضابطہ حیات اور نظام زندگی پر سختی سے کاربند جماعت نہ ہوتی تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کے بعد اسلام کو فروغ نہ ہوتا۔محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھیوں کا فتنہ ارتداد پر قابو پالینا اور مرتد قبائل کو دوبارہ اسلام پر جما دینا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت اور قائدانہ صلاحیت کی

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

بین دلیل ہے(97)

- شاعر مشرقؒ نے کیا خوب کہا ہے:

محفل کون و مکاں میں سحر و شام پھرے مئے توحید کو لیکر صفت جام پھرے

کوہ میں دشت میں لیکر تیرا پیغام پھرے اور معلوم ہے تجھ کو کبھی ناکام پھرے

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

2) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وجود امت کی حفاظت کا ضامن ہے

- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ہم نے مغرب کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پڑھی، پھر ہم نے کہا کہ اگر ہم بیٹھے رہیں یہاں تک کہ عشاء آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پڑھیں تو بہتر ہوگا، پھر ہم بیٹھے رہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ تم یہیں بیٹھے رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا کہ جی ہاں یارسول اللہ، ہم آپ کے ساتھ نماز مغرب پڑھی پھر ہم نے کہا کہ اگر ہم بیٹھے رہیں یہاں تک عشاء کی نماز بھی آپ کے ساتھ پڑھیں تو بہتر ہوگا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم نے اچھا کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا کرتے تھے، پھر فرمایا کہ ستارے آسمان کے بچاؤ ہیں، جب ستارے مٹ جائیں گے تو آسمان پر بھی جس بات کا وعدہ ہے وہ آجائے گی (یعنی قیامت آجائے گی اور آسمان بھی پھٹ کر خراب ہوجائے گا۔ اور میں اپنے اصحاب کا بچاؤ ہوں۔ جب میں چلا جاؤں گا تو میرے اصحاب پر بھی وہ وقت آجائے گا جس کا وعدہ ہے (یعنی فتنہ اور فساد اور لڑائیاں) اور میرے اصحاب میری امت کے بچاؤ ہیں۔ جب اصحاب چلے جائیں گے تو میری امت پر وہ وقت آجائے گا

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

جس کا وعدہ ہے (یعنی اختلاف وانتشار وغیرہ)۔(98)

- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ جہاد کریں گے تو ان سے دریافت کیا جائے گا کیا تم میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اٹھائی ہو؟ وہ کہیں گے ہاں تو ان کو فتح دی جائے گی پھر وہ جہاد کریں گے تو ان سے پوچھا جائے گا کیا تم میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی کی صحبت سے فیض یاب ہوا ہے؟ وہ کہیں گے ہاں موجود ہیں۔ تو ان کو بھی فتح دے دی جائے گی۔(99)

(5) قرآن کریم میں اہل ایمان کی جس قدر صفات کا ذکر آیا ہے اور ان صفات پر جو جو وعدے ان سے کیے گئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کے اولین مصداق ہیں باقی امت کے علماء، صلحاء اولیاء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تبعیت میں ان صفات کے مصداق ہیں۔(100)

- **صفات کا اجمالی خلاصہ:**

1۔مُسْلِمِیْن 2۔مُؤْمِنِیْن 3۔قَانِتِیْن 4۔خَاشِعِیْن

5۔صَادِقِین (لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ اللهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ۔ (حشر:8)

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا۔ (احزاب23)

6۔صَابِرِیْن 7۔مُتَصَدِّقِیْن 8۔صَائِمِیْن

9۔حَافِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ

10۔ذَاکِرِیْن (رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ نور:37)(احزاب:35)

11۔مُنْفِقِیْن (وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (حشر9)

12۔مُسْتَغْفِرِیْن (آل عمران17) 13۔صِدِّیْقِیْن

14۔شُهَدَاء 15۔صَالِحِیْن (نساء:69) 16۔تَائِبِیْن

17۔عَابِدِیْن 18۔حَامِدِیْن 19۔سَائِحِیْن (روزے رکھنے والے)

20۔رَاكِعِیْن سَاجِدِیْن (تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ) (فتح:29)

إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَى مِنْ ثُلُثَيِ اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ مِنَ الَّذِينَ مَعَكَ۔ (مزمل20)

21۔آمِرِیْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمَنْكَرِ (الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ (اعراف:157)

22۔حَافِظِیْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ (توبة:112)(**101**)

23۔سَابِقِين (وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ۔) (توبة:100)

24۔رُحَمَاء/اَوْلِیَاء (مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ (فتح:29) (وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ۔ (توبة:71)، وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا۔) (آل عمران:103)، هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ

بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ۔(انفال:62-63))

25۔رَاشِدِيْن(وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللهِ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلَكِنَّ اللهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ أُولَئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ۔(حجرات:7)

26۔مُحْسِنِيْن(بقرۃ:58) 27۔مُخْبِتِيْن(حج:34)

28۔مُوْقِنِيْن(ذاریات:20) 29۔مُتَوَكِّلِيْن(آل عمران:159)

30۔مُهْتَدِيْن(توبۃ:18)

31۔مُتَطَهِّرِيْن(فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ۔(توبۃ:108)

32۔مُقَرَّبِيْن(واقعہ:11)

33۔مُخْلِصِيْن(حجر:40)، فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهُ۔(**102**)

34۔مُجَاهِدِيْن/مُفْلِحِيْن(لَكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَأُولَئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔)(توبۃ:88)

35۔مُتَّقِيْن(وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَى وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا۔)(فتح:26)إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى۔(حجرات:3)

36۔خَيْرُ الْبَرِيَّةِ، خَيْرُ الْأُمَّةِ، أُمَّةً وَسَطًا(بینۃ:7،آل عمران:110،بقرۃ:143)(**103**)

- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اوصاف

(1)نظریں: نیچی (2)خیالات: اونچے (3)فکر: وسیع

(4)دل: نرم (5)طبیعت: فقیرانہ (6)ذہن: عالمانہ

(7) چہرہ: مسکراتا (8) زبان: دلیرانہ (9) اخلاق: پیغمبری

(10) معاملات: دیانت دارانہ (11) قدم: نفس پر (12) انجام: عرش پر

(13) جوانی: جنگی (14) محبت: تلوار سے (15) خوف: قہار سے

(16) شوق: شہادت کا (17) آرزو: جنت کی

(6) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چنے ہوئے منتخب بندے ہیں، انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد امت میں سب سے بہتر ہیں

- قرآن کریم میں ہے:

قل الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفٰى۔
(نمل:59)

تمام تعریف اللہ کے لیے ہیں اور سلام ہو اس کے ان بندوں پر جن کو اس نے منتخب فرمایا ہے۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا (فاطر:32)

پھر ہم نے اس کتاب کا وارث اپنے بندوں میں سے ان کو بنایا جنہیں ہم نے چن لیا تھا۔ **(104)**

- حضرت عویمر بن ساعدۃ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى اخْتَارَنِي وَ اخْتَارَبِي أَصْحَابًا فَجَعَلَ لِي مِنْهُمْ وُزَرَاءَ وَ أَنْصَارًا وَ أَصْهَارًا (105)

بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے چن لیا، اور میرے لیے اصحاب کو چن لیا، پس ان میں بعض کو وزیر، میرے مددگار اور میرے سسرالی

رشتے دار بنایا۔

- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَجِيءُ أَقْوَامٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ، وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ۔(106)

سب سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ ہیں، پھر وہ لوگ جو اس کے بعد ہوں گے، پھر وہ لوگ جو اس کے بعد ہوں گے اور اس کے بعد ایسے لوگوں کا زمانہ آئے گا جو قسم سے پہلے گواہی دیں گے اور گواہی سے پہلے قسم کھائیں گے۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ: الْقَرْنُ الَّذِي أَنَا فِيهِ، ثُمَّ الثَّانِي، ثُمَّ الثَّالِثُ۔(107)

ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ کون سے لوگ سب سے بہتر ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس دور میں جس میں ہوں، پھر دوسرے (دور کے)، پھر تیسرے (دور کے)

- ایک روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللهَ اِخْتَارَ أَصْحَابِىْ عَلَى الثَّقَلَيْنِ سِوَى النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ۔(108)

بیشک اللہ تعالیٰ میرے صحابہ کو تمام جن وانس پر چُن لیا ہے۔ نبیوں اور رسولوں کو چھوڑ کر۔

- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرماتے ہیں:

صحابہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی ہیں، وہ اس امت کے بہترین افراد تھے، وہ

دل کے صاف، علم میں عمیق اور تکلف وتصنع میں بہت کم تھے، اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت ارا اپنے دین کی اقامت کے لیے انہیں منتخب فرمایا، پس ان کی فضیلت کو پہچانو، ان کے آثار کی اتباع کرو اور ان کے اخلاق وکردار کو اپنانے کی مقدور بھر کوشش کرو، کیونکہ وہ ہدایت مستقیم پر تھے۔(109)

- ابن حجرؒ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک واقعہ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس طرز عمل میں (اس بات کی) کھلی دلیل ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کا یقین رکھتے تھے کہ صحابی رسول ہونے کے برابر کوئی چیز نہیں ہے۔(110)

- حدیث میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ(111)

میرے ساتھیوں کو برا بھلا مت کہو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم میں سے کوئی اگر احد پہاڑ کے برابر سونا بھی (اللہ کی راہ میں) خرچ کردے، تو ان کے ایک مُد، بلکہ آدھے مُد تک نہیں پہنچ سکتا۔

معلوم ہوا عام امتی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اعمال وثواب میں اتنا بڑا فرق ہے کہ حد شمار سے باہر ہے تین پاؤ وزن کو احد پہاڑ سے اناج کو سونے سے کیا نسبت؟(112)

- ایک اور روایت میں آتا ہے:

حضور کے صحابہ کو بُرا بھلا نہ کہو اس لیے کہ ان کی حضور کے ساتھ گزری ہوئی ایک گھڑی تمہارے چالیس سال کی عبادت سے بہتر ہے۔(113)

- سعید بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

صحابہ میں سے کسی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کسی جنگ میں شرکت جس میں اس چہرہ غبار آلود ہوجائے یہ زیادہ بہتر ہے اس سے کہ تم میں کا کوئی شخص اپنی عمر بھر عمل کرے اگرچہ اس کی عمر نوح کی عمر ہو۔(114)

- حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے:

بلاشبہ اللہ نے بندوں کے قلوب پر نگاہ ڈالی تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کو تمام بندوں کے دلوں میں بہتر پایا۔ پھر ان کو اپنے لیے چن لیا تاکہ ان کو رسول بنا کر بھیجے۔ پھر دوبارہ اس نے بندوں کے قلوب پر نگاہ ڈالی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے قلوب کو سب سے بہتر پایا۔ اس لیے ان کو اپنے نبی کا وزیر اور معتمد بنا دیا، جو اللہ کے دین کے لیے لڑتے ہیں۔(116)

- ابوامامہ سے جب یہ دریافت کیا گیا کہ حضرت معاویہ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیزؒ تو فرمایا:

ہم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے۔(117)

- علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

صحابہ کرام کے لئے وہ فضیلت سبقت ایمانی اور کمال اسلام کی خصوصیت حاصل ہے جس میں امت کا کوئی آدمی بھی ان کے درجے تک نہیں پہنچ سکتا اللہ تعالی ان سے راضی ہوا اور ان سب کو خوش کر دیا۔(118)

- ابن مبارکؒ فرماتے ہیں:

ہم نے کوئی قوم نہیں دیکھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ سے بہتر ہے۔(119)

- ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

سیدنا معاویہ کی ناک کی مٹی عمر بن عبدالعزیز سے افضل اور بہتر ہے۔(120)

وہ گرد وغبار جو امیر معاویہ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہو گیا ہو وہ اویس قرنی اور عمر مروانی سے بہتر ہے۔(121)

- ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

یہ حقیقت معلوم ہے کہ صحابہ عہد نبوی میں اور اس کے بعد بھی ہم سے افضل، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے سب سے زیادہ متبع اور حکم نبوی کے سب سے بڑھ کر مطیع تھے۔(122)

- حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ صاحب فرماتے ہیں:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہر فرد کل عالم کے مسلمانوں سے افضل ہے کوئی غیر صحابی مسلمان کسی صحابی سے کمال علمی میں تو اکمل ہو سکتا ہے لیکن افضل نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ افضلیت کا دارومدار قبولیت عنداللہ پر ہے (جو کہ غیر اختیاری ہے) اور کمالات کی تحصیل اکتسابی اور اختیاری چیز ہے۔(123)

- شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ تمام صحابہ تمام تابعین سے افضل ہیں۔ یعنی صحابہ کا ہر ہر فرد تابعین کے ہر ہر فرد سے افضل ہے یہی قول عبداللہ ابن مبارک، امام احمد بن حنبل اور جمہور کا ہے۔(124)

- ابن مسعود نے ایک مرتبہ اپنے زمانہ کے لوگوں سے فرمایا:

تم لوگ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ نماز پڑھنے روزے رکھنے والے ہو اور ان سے زیادہ مجاہدہ کرتے ہو مگر وہ تم سے بہت بہتر تھے

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

لوگوں نے پوچھا کس وجہ سے فرمایا هُمْ كَانُوْا أَزْهَدَ فِيْ الدُّنْيَا وَأَرْغَبَ فِي الْآخِرَةِ (ان کے اندر دنیا سے بے رغبتی اور فکر آخرت سب سے زیادہ تھی۔)(125)

- ایک مرتبہ حضرت علی نے فرمایا:

میں نے اپنی آنکھوں سے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آج ان جیسا کوئی نظر نہیں آتا۔(126)

- علامہ ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں:

محبت اور دیدار نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر اور کوئی شے نہیں۔(127)

- حضرت سید احمد کبیر رفاعی فرماتے ہیں:

ولی کسی صدیق یا صحابی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا کیونکہ ان حضرات کو مبارک اور پاک نظر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوپر کو اٹھا دیا۔

یہی وجہ ہے کہ علماء اسلام کا شروع سے آج تک یہی متفقہ اور مسلمہ عقیدہ چلا آرہا ہے کہ امت کا کوئی ولی صحابی کے ادنیٰ درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔(128)

- خواجہ معصوم فرماتے ہیں:

باقی تمام امت کے افراد ہر چند سعی بسیار کریں اس درجہ بلند کو نہیں پہنچ سکتے۔(129)

- علامہ ابن حزمؒ صحابہ کرام کی تعریف اور ان کے مقام و مرتبہ کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ہمارے ذمہ فرض ہے کہ ہم ان کی توقیر و تعظیم کریں ان کے لیے بخشش و مغفرت کی دعائیں کریں اور ان سے محبت کریں ان میں سے کسی ایک کا ایک کھجور صدقہ ہمارے تمام مال و متاع کے صدقہ کرنے سے افضل ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں ان کی ایک مجلس ہماری زندگی

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

بھر کی نیکیوں سے افضل ہے یہ درجہ و مرتبہ ان میں سے ہر ایک کو حاصل ہے خواہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بالغ تھے یا نا بالغ صحابہ کرام کی عدالت علماء امت کے ہاں متفق علیہ ہے۔**(130)**

- حضرت مجدد الف ثانیؒ کا قول ہے:

کوئی ولی کسی صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا، اویس قرنیؒ اپنی تمام تر بلندی شان کے باوجود چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرف صحبت سے مشرف نہ ہوسکے، اس لیے ادنی صحابی کے مرتبہ کو بھی نہیں پہنچ سکے۔**(131)**

- امام نوویؒ نے شرح مسلم میں قاضی عیاض کے حوالے سے لکھا ہے:

جس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت پائی، زندگی میں ایک بار بھی آپ کو دیکھ لیا، اور اس کو صحبت کا شرف حاصل ہو گیا، وہ بعد میں آنے والے ہر شخص سے افضل ہے، اس لیے کہ صحبتِ نبی کی فضیلت کے برابر کوئی بھی عمل نہیں ہوسکتا۔**(132)**

المیزان مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

فصل:3

صحابہ کرام کے حقوق

پہلا حق: صحابہ کی فضیلت حیثیت اور مرتبہ کو تسلیم کرنا

قرآن و حدیث میں صحابہ کے جو فضائل اور امتیازی خصوصیات بیان کی گئی ہیں اور صحابہ کے امت پر جو احسانات ہیں اور جو ان کی قربانیاں ہیں صحابہ کا حق ہے کہ ان کے سب فضائل اور امتیازی خصوصیات ،احسانات اور قربانیوں کو دل و جان سے تسلیم کیا جائے دوسروں کو اور خاص طور سے اپنی اولادوں کو ان کا تعارف کرایا جائے انہی سے متاثر کیا جائے۔

حضرت ابن مسعودؓ صحابہ کرام کے بارے میں فرماتے ہیں:

> کہ جو کوئی تم میں سے کسی کے راستے کو اپنانا چاہتا ہے۔تو وہ ان کے راستے کو اپنائے جو کہ فوت ہو چکے ہیں۔اس لیے کہ زندہ افراد فتنہ سے محفوظ نہیں ہیں۔یہ جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی ہیں۔اس امت کے افضل ترین لوگ ہیں، دل کے اعتبار سے نیک ترین،علم کے اعتبار سے انتہائی بڑے تھے،اور انتہائی کم تکلفات میں پڑتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لیے پسند کیا تھا۔تم ان کی فضیلت کو پہچانو۔اور ان کے طریقہ کی پیروی کرو۔اور جس قدر طاقت ہو تم ان کے اخلاق اور سیرتوں کو اختیار کرو۔اس لیے کہ وہ سیدھے راستے پر تھے۔(133)

نوٹ: تمام اہل حق کا اس پر اجماع ہے کہ پیغمبروں کے بعد تمام انسانوں میں افضل اور بہتر خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد امام برحق اور خلیفہ مطلق حضرت ابوبکر صدیق رضی

اللہ عنہ ہیں اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور ان کی فضیلت ان کی خلافت کی ترتیب کے موافق ہے۔

پھر خلفاء راشدین کے بعد عشرۂ مبشرہ (جن کو حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مجلس میں نام بنام جنت کی بشارت دی) تمام امت میں سب سے بہتر اور افضل ہیں۔(134)

عشرۂ مبشرہ کے بعد اہل بدر کا درجہ ہے

اہلِ بدر کے بعد اہل احد کا درجہ ہے

اہل احد کے بعد اہل بیعتِ رضوان کا درجہ ہے

اس کے بعد تمام صحابہ کا مقام ان کے علم اور تقویٰ کے اعتبار سے ہے۔(135)

دوسرا حق: صحابہ کرام سے محبت کرنا بغض نہ کرنا جو ان سے بغض رکھے اس سے بغض رکھنا

(1) اللہ تعالیٰ صحابہ سے محبت کرتے ہیں:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے محبوب بندوں کی یہ صفات بیان کی ہیں:

1) توبہ واستغفار کرنے والے (بقرۃ:222)

2) طہارت وپاکیزگی اختیار کرنے والے (توبہ:108)

3) نیکیاں کرنے والے (ال عمران:134)

4) صبر کرنے والے (ال عمران:146)

5) عدل وانصاف کرنے والے (حجرات:9)

6) تقویٰ وپرہیزگاری اختیار کرنے والے (توبہ:4)

7) اللہ پر توکل و بھروسہ کرنے والے (ال عمران:159)

8) اللہ کی راہ میں صف باندھ کر جہاد کرنے والے (صف:4)

9) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں پر چلنے والے (ال عمران:31)

اور صحابہ کرام میں یہ صفات اعلی درجہ کی تھیں۔

(2) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی صحابہ سے محبت کرتے تھے۔

حدیث میں آتا ہے:

فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ۔ (136)

جس نے ان سے محبت کی اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام سے محبت صرف ان کے اعمال پر نہیں ان کے کردار پر نہیں، ان کی مالی اور جانی قربانیوں پر نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس تعلق اور محبت کی وجہ سے بھی ہے جو آپ کو ان سے تھی۔ (137)

(3) اللہ کے نبی کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ ان کے دل میں کسی صحابی سے متعلق کوئی کدورت نہ آنے پائے۔

- صحابہ کے بارے میں اگر کوئی ناگوار بات کہتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ گراں گزرتا۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مروی ہے۔

لاَ يُبَلِّغُنِي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِي شَيْئًا، فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَخْرُجَ إِلَيْهِمْ وَأَنَا سَلِيمُ الصَّدْرِ۔ (138)

میرے صحابہ میں سے کسی کی برائی مجھ تک کوئی نہ پہنچائے، کیونکہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ جب میں ان کی طرف نکلوں تو میرا سینہ صاف ہو۔

- شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اہل سنت کے عقائد واصول بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اہل السنۃ والجماعۃ کا اصول ہے کہ وہ اپنے دلوں اور اپنی زبانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے بارے میں سلامت رکھتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے کہ جو ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم کو اور ہم سے پہلے ایمان لانے والوں کو بخش دے اور ہمارے دلوں میں ایمانداروں کے بارے میں کینہ نہ رکھ اے ہمارے رب بے شک آپ بڑے مشفق اور نہایت رحم کرنے والے ہیں۔ (139)

(4) ہمیں بھی صحابہ سے محبت کا حکم ہے

1) اہل بیت سے محبت کا حکم

- قرآن کریم میں ہے:

قل لَا أَسأَلُكُمْ عَلَيهِ أَجرًا إلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُربَى۔ (شوریٰ:23)

میں تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا سوائے اس بات کہ تم میرے قرابت داروں اور اہل بیت سے محبت کرو۔

- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: اپنی اولاد کو تین چیز سکھلاؤ۔

1. اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت
2. آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کی محبت
3. قرآن مجید پڑھنا۔ (140)

- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

اللہ کی قسم کسی آدمی کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہوسکتا جب تک وہ میرے اہل بیت سے اللہ کی خاطر اور میری ان سے رشتہ داری کی وجہ سے ان سے محبت نہ کرے۔ (141)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

- حضرت ابوبکر سے روایت ہے:

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان کے اہل بیت کے بارے میں لحاظ رکھو۔(142)

- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنھما کے بارے میں فرمایا:

اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا۔(143)

اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، تو بھی ان سے محبت کر اور اس سے بھی محبت کر جو ان سے محبت کرے۔

- ایک اور روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَحِبُّوا اللهَ لِمَا يَغْذُوكُمْ مِنْ نِعَمِهِ وَأَحِبُّونِي بِحُبِّ اللهِ وَأَحِبُّوا أَهْلَ بَيْتِي لِحُبِّي.(144)

اللہ تبارک وتعالیٰ سے محبت کرو کہ وہ تمہیں اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے، اور اس اللہ کی محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت کرو، اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہلِ بیت سے محبت کرو۔

- ایک اور طویل حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَاللهِ لَا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الْإِيمَانُ حَتَّى يُحِبَّهُمْ لِلهِ وَلِقَرَابَتِهِمْ مِنِّي۔(145)

اللہ کی قسم! کسی آدمی کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہوسکتا جب تک وہ میرے اہلِ بیت سے اللہ کی خاطر اور میری ان سے رشتہ داری کی وجہ سے ان سے محبت نہ کرے۔

2) انصار سے محبت کا حکم

- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

آيَةُ الإِيمَانِ حُبُّ الأَنْصَارِ، وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الأَنْصَارِ۔(146)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انصار سے محبت کرنا ایماندار ہونے کی نشانی ہے

اور انصار سے دشمنی رکھنا منافق ہونے کی علامت ہے۔

الأَنْصَارُ لاَ يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلاَ يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللّٰهُ۔ (147)

رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ انصار سے تو مومن ہی محبت رکھے گا اور ان سے بغض صرف منافق ہی رکھے گا جو انصار سے محبت رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھے گا اور جو انصار سے بغض رکھے تو اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھے گا۔

3) جب عام مؤمنین، مؤمنات سے محبت کا حکم ہے تو صحابہ کرام کے لیے یہ حکم بطریق اولیٰ ہوگا۔

- قرآن کریم میں ہے:

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ۔ (توبہ:71)

اور مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ۔ (حشر:10)

اے ہمارے پروردگار! ہماری بھی مغفرت فرمائیے، اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں، اور ہمارے دلوں میں ایمان لانے والوں کے لیے کوئی بغض نہ رکھیے۔ اے ہمارے پروردگار! آپ بہت شفیق، بہت مہربان ہیں۔**(148/1)**

- بخاری کے مشہور شارح علامہ عینی فرماتے ہیں:

یہ حکم (یعنی صحابہ سے محبت ایمان کے لیے شرط ہونا) عمومی طور پر تمام صحابہ کرام کے لیے ہے کہ ان سے محبت کرنا ایمانی تقاضہ بل کہ کامل مؤمن ہونے کے لیے شرط ہے۔**(148/2)**

- امام ابن حزمؒ فرماتے ہیں:

حضرات صحابہ کرام سے محبت فرض اور واجب ہے۔ (148/3)

- امام طحاویؒ فرماتے ہیں:

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ سے محبت کرتے ہیں ان میں سے نہ کسی ایک کی محبت میں افراط کا شکار ہیں اور نہ ہی کسی سے برائت کا اظہار کرتے ہیں اور جو ان سے بغض رکھتا ہے اور خیر کے علاوہ ان کا ذکر کرتا ہے ہم اس سے بغض رکھتے ہیں اور ہم ان کا ذکر صرف بھلائی سے کرتے ہیں۔ ان سے محبت دین و ایمان اور احسان ہے اور ان سے بغض کفر و نفاق اور سرکشی ہے۔ (148/4)

- علامہ بشر حافی نے یہاں تک فرمایا:

صحابہ سے بغض کے بارے میں جب میں نے غور و خوض کیا تو میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ دیگر تمام گنہگاروں کی توبہ قبول ہو جاتی ہے سوائے اس کے جس نے صحابہ کرام کو برا بھلا کہا ہو، اللہ اسے توبہ کی توفیق سے محروم کر دیتے ہیں۔ (148/5)

(5) صحابہ کے ہم پر بے شمار احسانات ہیں۔

قرآن کریم اور احادیث نبویہ اور احکام شرعیہ صحابہ کرام ہی کے ذریعہ امت تک پہنچے ہیں، اگر صحابہ کرام قرآن کریم جمع نہ کرتے اور احادیث اور احکام شریعت کی روایت نہ کرتے تو امت کو نہ قرآن کا علم ہوتا اور نہ حدیث کا اور نہ آپ کی شریعت کا اور نہ آپ کی نبوت کا، صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امت کے درمیان واسطہ ہیں۔ (149)

(6) صحابہ کرام بے شمار کمالات اور خوبیوں کے حامل تھے

صحابہ کرام کی خوبیاں، کمالات اور صفات کا تقاضہ بھی یہ ہے کہ ان سے محبت کی جائے مثلاً:

1) صحابہ کا قبول اسلام میں سبقت کرنا

2) نزول شریعت اور صاحب شریعت کی سیرت کے عینی شاہد ہونا

3) مدرسہ نبوت کے اولین تلامذہ میں سے ہونا

4) شریعت اسلامی کے اولین مزاج شناس ہونا

5) دین کے سچے راوی اول ہونا اور مومنین کی تمام صفات کا اولین مصداق ہونا وغیرہ

نیز آخری عالمگیر نبی کی بعثت اور ان کی مدد و نصرت کے لیے صحابہ کرام کا آسمانی انتخاب بھی صحابہ کی اعلی خوبیوں وصفات کا پتہ دیتا ہے۔ صحابہ کے حالات کا علم رکھنے والا اس بات کو بھی بخوبی جانتا ہے کہ صحابہ اسلام قبول کرنے سے پہلے بھی اعلی اوصاف اور شریفانہ خصوصیات کے حامل تھے۔ وہ دھوکے اور فریب کے عادی نہیں تھے، سچے اور کھرے تھے، اس کے ساتھ ساتھ زیرک اور ہوشیار تھے، نہ دھوکہ کھاتے تھے نہ دھوکہ دینا پسند کرتے تھے، وہ بڑے بڑے شہروں اور قدیم تہذیبوں کے ان قدرتی اثرات سے پاک تھے جو انسان کو بزدل، آرام پسند اور سست بنا دیتے ہیں۔ ان کی رگوں میں گرم خون دوڑتا تھا اور طبعیتیں کسی بھی خطرے کا سامنا کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتی تھیں۔

نیز وہ سادہ طبیعت اور حق شناس تھے، حق سمجھ آجانے کے بعد حق پر ڈٹ جانے اور اس کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دینے والے تھے۔

(7) صحابہ کرام سے بغض در حقیقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض ہے

- چنانچہ حدیث میں ہے:

وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ۔(150)

جو ان سے بغض رکھے گا وہ مجھ سے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھے گا۔

مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

- حضرت امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:

خوب جان لو کہ جو کسی ایک صحابی کی تنقیص کرتا ہے تو سمجھ لو وہ دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تنقیص کرتا ہے اور آپ کو آپ کی قبر مبارک میں تکلیف پہنچاتا ہے۔(151)

(8) جب عام مؤمنین سے بغض منع ہے تو صحابہ کرام سے بغض رکھنا بطریق اولیٰ منع ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَلِاِخۡوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالۡاِيمَانِ وَلَا تَجۡعَلۡ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ۔(حشر:10)

اے ہمارے پروردگار! ہماری بھی مغفرت فرمائیے، اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں، اور ہمارے دلوں میں ایمان لانے والوں کے لیے کوئی بغض نہ رکھیے۔ اے ہمارے پروردگار! آپ بہت شفیق، بہت مہربان ہیں۔

(9) صحابہ سے بغض نفاق کی علامت ہے۔

- اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کی شان میں فرماتے ہیں:

لِيَغِيظَ بِهِمُ الۡكُفَّارَ۔(فتح:29)

تاکہ دل جلائے ان کے ذریعہ کافروں کے۔

- امام مالکؒ فرماتے ہیں:

جس کے دل میں کسی بھی صحابی کی طرف سے کچھ بھی غیظ اور کھوٹ ہوگا وہ اس آیت کا مصداق ہے یعنی اس کے کفر کی بو پائی جاتی ہے اسی وجہ

سے وہ صحابی سے جلتا ہے۔(152)

- حدیث میں آتا ہے:

آيَةُ الإِيمَانِ حُبُّ الأَنْصَارِ، وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الأَنْصَارِ۔(153)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انصار سے محبت کرنا ایماندار ہونے کی نشانی ہے اور انصار سے دشمنی رکھنا منافق ہونے کی علامت ہے۔

- ایک اور روایت میں فرمایا:

لَا يُبْغِضُ الْأَنْصَارَ رَجُلٌ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ (154)

جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ انصار سے بغض نہیں کر سکتا۔

(10) جو صحابہ سے بغض رکھے اس سے بغض رکھا جائے اور صحابہ کا دفاع کیا جائے

- امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ سے محبت کرتے ہیں ان میں سے نہ کسی ایک کی محبت میں افراط کا شکار ہیں اور نہ ہی کسی سے برائت کا اظہار کرتے ہیں اور جو ان سے بغض رکھتا ہے اور خیر کے علاوہ ان کا ذکر کرتا ہے، ہم اس سے بغض رکھتے ہیں اور ہم ان کا ذکر صرف بھلائی سے کرتے ہیں۔ ان سے محبت دین و ایمان اور احسان ہے اور ان سے بغض کفر و نفاق اور سرکشی ہے۔(155)

- علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توقیر اور آپ سے حسن سلوک کا تقاضا ہے کہ آپ کے صحابہ کی بھی توقیر کی جائے اور ان سے حسن سلوک کا مظاہر کیا جائے، ان کے حق کو سمجھا جائے ان کی اقتداء کی جائے ان کی تعریف کی جائے اور ان کے لیے بخشش کی دعا کی جائے اور ان

کے درمیان ہونے والے اختلاف کے بارے میں خاموشی اختیار کی جائے۔ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھی جائے۔(156)

- ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

جو صحابہ کرام کی اچھی تعریف کرتا ہے وہ نفاق سے بری الذمہ ہے اور جو ان میں سے کسی ایک کی تنقیص کرتا ہے وہ بدعتی ہے اور نبی کریم ﷺ اور سلف صالحین کے طریقہ کے مخالف ہے۔ مجھے خطرہ ہے کہ اس کا کوئی عمل اس وقت تک آسمان پر نہیں جائے گا جب تک وہ سب صحابہ کرام سے محبت نہ کرے اور اس کا دل صحابہ کرام کے بغض سے بچا ہوا نہ ہو۔(157/1)

- حضرت سعید بن زید نے سنا کہ بعض لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو برا کہتے ہیں تو انہوں نے ان کے جواب میں فرمایا:

افسوس میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے سامنے اصحاب نبی کریم ﷺ کو برا کہا جاتا ہے اور تم اس پر نکیر نہیں کرتے اور اس کو روکتے نہیں۔(اب سن لو) میں نے رسول اللہ کو یہ کہتے ہوئے اپنے کانو سے سنا ہے

ابوبکر جنت میں ہیں، عمر جنت میں ہیں، عثمان جنت میں ہیں، علی جنت میں ہیں، طلحہ جنت میں ہیں، زبیر جنت میں ہیں، سعد بن مالک جنت میں ہیں، عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں ہیں، ابوعبیدہ بن جراح جنت میں ہیں۔ یہ نو حضرات صحابہ کرام کے نام لئے اور دسویں کا نام نہیں لیا ، جب لوگوں نے پوچھا دسواں کون ہے؟ تو فرمایا: سعید بن زید۔ پھر فرمایا: صحابہ میں سے کسی کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی جنگ میں شرکت جس میں اس چہرہ غبار آلود ہوجائے یہ زیادہ بہتر ہے اس سے کہ تم میں کا کوئی شخص اپنی عمر بھر عمل کرے اگرچہ اس کی عمر نوح کی عمر ہو۔(157/2)

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

صحابہ کرام سے محبت کے تقاضے

(1) صحابہ کا جب بھی تذکرہ کریں ذکر خیر ہی کریں!

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میرے صحابہ کی تعظیم کرو اس لیے کہ وہ تم سے بہترین ہیں، ان کے بعد وہ لوگ بہتر ہیں جو ان سے نزدیک ہیں یعنی تابعین، ان کے بعد وہ لوگ بہتر ہیں جو ان کے نزدیک ہیں یعنی تبع تابعین۔(158)

- حضرت امام ابو حنیفہ کی من جملہ تصانیف میں ایک کتاب الفقہ الاکبر کو بھی شمار کیا جاتا ہے ۔اس کتاب میں وہ فرماتے ہیں:

نتولاھم جمیعا و لانذکر الصحابه

علامہ علی قاریؒ اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

ایک نسخہ میں آخری الفاظ یوں ہیں و لا نذکر احدا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا بالخیر۔(159)

کہ ہم صحابہ سے محبت کرتے ہیں اور کسی صحابی کا ذکر بھلائی کے علاوہ نہیں کرتے۔

- بقیہ بن ولید کہتے ہیں:

مجھ سے امام اوزاعیؒ نے کہا کہ اے بقیہ اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کا ذکر بھلائی کے سوا نہ کرنا۔(160)

صحابہ کرام کا تذکرہ خیر کرنے والا نفاق سے بری ہے۔

- امام طحاویؒ فرماتے ہیں:

جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اور آپ کی پاکیزہ ازواج جو ہر قسم کے میل کچیل سے محفوظ ہیں۔اور آپ کی پاکیزہ اولاد جو ہر قسم کی

ناپاکی سے پاک ہیں۔ کے بارے میں اچھی رائے رکھے وہ نفاق سے بری ہے۔(161)

● **رضی اللہ تعالیٰ کہنا لکھنا:**

ہمیشہ صحابہ کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا جائے، لکھا جائے۔(162)

● **دعا کرنا:**

صحابہ کرام کے لیے دعائیں کی جائیں۔

● قرآن کریم میں ہے:

وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنۢ بَعۡدِهِمۡ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَلِإِخۡوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالۡإِيمَانِ وَلَا تَجۡعَلۡ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ۔ (حشر:10)

اور (یہ مال فیئ) ان لوگوں کا بھی حق ہے جو ان (مہاجرین اور انصار) کے بعد آئے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ: اے ہمارے پروردگار! ہماری بھی مغفرت فرمایئے، اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں، اور ہمارے دلوں میں ایمان لانے والوں کے لیے کوئی بغض نہ رکھیے۔ اے ہمارے پروردگار! آپ بہت شفیق، بہت مہربان ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے سب مہاجرین وانصار صحابہ کے لیے استغفار کرنے کا حکم سب مسلمانوں کو دیا ہے۔

علماء نے فرمایا کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے بعد اسلام میں اس شخص کا کوئی مقام نہیں جو صحابہ کرام سے محبت نہ رکھے اور ان کے لیے دعا نہ کرے۔(163)

- حضرت امام بخاریؒ کے استاذ مشہور محدث امام علی بن مدینیؒ فرماتے ہیں:

  جو کوئی کسی ایک صحابی کی تنقیص کرتا ہے یا اس کے کسی عمل کی وجہ سے اس سے بغض رکھتا ہے یا اس کی برائی بیان کرتا ہے تو وہ بدعتی ہے۔ بدعت سے وہ تبھی بچے گا جب وہ سب کے حق میں رحمت کی دعا کرے اور اپنے دل کو ان کے بارے میں سلامت رکھے۔ (164)

(2) صحابہ کرام کا کبھی بھی برائی سے تذکرہ نہ کریں نہ سنیں

صحابہ کرام پر لعن وطعن، تشنیع تحقیر و تنقیص، سب وشتم (ان کے شان کے خلاف کوئی بات) ہر گز نہ کریں نہ سنیں۔ (165)

- حدیث میں آتا ہے:

  لاَ تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ، ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلاَ نَصِيفَهُ۔ (166)

  میرے اصحاب کو برا بھلا مت کہو۔ اگر کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا (اللہ کی راہ میں) خرچ کر ڈالے تو ان کے ایک مدغلہ کے برابر بھی نہیں ہو سکتا اور نہ ان کے آدھے مد کے برابر۔

- ایک اور روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

  اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، میرے صحابہ کے معاملہ میں، اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، میرے صحابہ کے معاملہ میں، اور میرے بعد انھیں ہدف ملامت نہ بنانا، جو ان سے محبت کرے گا وہ مجھ سے محبت کرنے کی وجہ سے ان سے محبت کرے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا وہ مجھ سے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھے گا، جس نے انھیں ایذاء پہنچائی اس نے مجھے ایذا پہنچائی اور جس نے مجھے ایذا پہنچائی اس نے اللہ کو ایذا دی، اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ وہ اسے اپنی گرفت میں لے لے۔ (167)

- حضرت ابوزرعۃ رازیؒ فرماتے ہیں:

جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی کی تنقیص کرتا ہے۔ تو سمجھ لو وہ زندیق ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول برحق ہے، قرآن برحق، اور جو دین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے وہ دین برحق اور یہ ساری چیزیں ہم تک صحابہ نے پہنچائیں ہیں۔ لہذا صحابہ ہمارے لیے رسالت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گواہ ہیں۔ اور یہ لوگ ہمارے گواہوں کو مجروح کر کے کتاب وسنت کو باطل کرنا چاہتے ہیں۔ لہذا یہ لوگ خود لائق جرح ہیں اور یہ لوگ بد دین زندیق ہیں۔ (168)

- قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں:

جو شخص صحابہ میں سے کسی کی تنقیص کرے وہ بدعتی اور سنت اور سلف صالح کا مخالف ہے، اور مجھے اندیشہ ہے کہ اس کا کوئی نیک عمل آسمان تک نہیں جائے گا، یہاں تک کہ تمام صحابہ سے محبت کرے اور اس کا دل (صحابہ کے بارے میں) درست ہو جائے۔ (169)

- حضرت امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:

کسی کے لیے بھی جائز نہیں کہ صحابہ کی کمزوریوں کو ذکر کرے اور کسی عیب اور نقص کی بناء پر ان میں سے کسی ایک پر بھی طعن کیا جائے، جو ایسا کرے حاکم پر واجب ہے کہ وہ اس کو سزا دے اسے معاف نہ کرے اور اسے توبہ کرائی جائے، اگر توبہ کرے تو اچھی بات ہے ورنہ سزا دے اور ہمیشہ قید خانہ میں رکھے جب تک وہ اس سے رجوع کرے یا مر جائے۔ (170)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

- ایک حدیث میں آتا ہے:

إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَسُبُّونَ أَصْحَابِي فَقُولُوا: لَعْنَةُ اللهِ عَلَى شَرِّكُمْ۔(171)

جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے اصحاب کو برا بھلا کہتے ہوں تو کہو: اللہ کی لعنت ہو تمہارے شر پر۔

- اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے:

سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ۔(172)

مسلمان کو گالی دینے سے آدمی فاسق ہو جاتا ہے اور مسلمان سے لڑنا کفر ہے

اس حدیث مبارکہ کے مطابق جب کسی عام مسلمان کو برا بھلا کہنا کبیرہ گناہ ہے تو صحابہ کرام کو تو برا بھلا کہنا انتہائی خطرناک درجے تک پہنچتا ہے۔(173)

- ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد والوں کا گزشتہ لوگوں پر لعنت کرنا علامات قیامت میں سے قرار دیا ہے، حضرت ابو ہریرۃ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَلَعَنَ آخِرُ هَذِهِ الأُمَّةِ أَوَّلَهَا، فَلْيَرْتَقِبُوا عِنْدَ ذَلِكَ رِيحًا حَمْرَاءَ، وَزَلْزَلَةً وَخَسْفًا وَمَسْخًا وَقَذْفًا وَآيَاتٍ تَتَابَعُ كَنِظَامٍ بَالٍ قُطِعَ سِلْكُهُ فَتَتَابَعَ۔(174)

اور جب اس امت کے پچھلے لوگ اگلے لوگوں کو برا کہنے لگیں اور ان پر لعنت بھیجنے لگیں تو اس وقت تم ان چیزوں کے جلدی ظاہر ہونے کا انتظار کرو سرخ یعنی تیز و تند اور شدید ترین طوفانی آندھی کا زلزلہ کا، زمین میں دھنس جانے کا، صورتوں کے مسخ و تبدیل ہو جانے کا اور پتھروں کے برسنے کا، نیز ان چیزوں کے علاوہ قیامت اور تمام

نشانیوں اور علامتوں کا انتظار کرو، جو اس طرح پے در پے وقوع پذیر ہوں گی جیسے (مثلاً موتیوں کی) لڑی کا دھاگہ ٹوٹ جائے اور اس کے دانے پے در پے گرنے لگیں۔

- تاریخ دمشق میں حافظ ابن عساکر امام نسائی سے نقل کرتے ہیں:

امام نسائی سے حضرت معاویہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ اسلام کی مثال اس گھر کی سی ہے جس کا ایک دروازہ ہو، تو اسلام کا دروازہ صحابہ ہیں، جو شخص صحابہ کو تکلیف پہنچائے گویا وہ اسلام پر حملہ کرنا چاہتا ہے، جیسے کوئی شخص دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے تو گویا وہ گھر کے اندر ہی داخل ہونا چاہتا ہے، لہذا جو معاویہ کو نشانہ تنقید بنا رہا ہے تو اس کا اصل نشانہ صحابہ ہی ہیں۔

- امام وکیع فرماتے ہیں:

جس طرح دروازے کا کنڈا ہلانے سے پورے دروازے میں حرکت ہوتی ہے، اسی طرح حضرت معاویہ پر کوئی تبصرہ کرنے سے پوری جماعت صحابہ پر زد پڑتی ہے۔(175)

- ایک روایت میں آتا ہے:

لَا يُبَلِّغُنِي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِي شَيْئًا، فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَخْرُجَ إِلَيْهِمْ وَأَنَا سَلِيمُ الصَّدْرِ۔

میرے صحابہ کا کوئی فرد دوسرے صحابی کے متعلق نا مناسب بات میرے علم میں نہ لائے کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ صاف دل ہو کر تمہارے پاس آیا جایا کروں۔

اس سے معلوم ہوا کہ کسی صحابی کے متعلق کوئی شکایت اور عیب خواہ صحیح ہو یا غلط آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سننا ہی نہیں چاہتے اور اپنے دل کو اس غبار سے صاف رکھنا چاہتے ہیں۔(176)

المنبر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

سوال: جو شخص صحابہ کرام کو برا بھلا کہے اس کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیے؟

جواب: اگر کوئی شخص کسی کے سامنے کسی صحابی کی گستاخی کرے تو اولاً اسے حکمت سے سمجھائیں، اگر وہ پھر بھی باز نہیں آتا تو اسے اپنی استطاعت کے مطابق منع کریں۔ اگر خود منع کرنے میں فساد کا اندیشہ ہو تو قانونی و شرعی شہادت کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اس کی شکایت متعلقہ ادارے میں کر دیں۔ اگر پہلے اس سے تعلق تھا تو اس کے توبہ تائب ہونے تک سماجی بائیکاٹ رکھیں تاکہ اس کی اصلاح میں مدد و معاون ہو۔(177)

سوال: صحابہ کرام کے باہمی اختلافات میں ایک مسلمان کو کیا کرنا چاہیے؟

جواب:

(1) باہمی اختلافات کا تذکرہ نہ کریں: صحابہ کرام کے باہمی اختلافات (مشاجرات) میں لب کشائی نہ کریں بلاوجہ، بلاضرورت (178) اس کے تذکرے نہ کریں۔ حتی الامکان (سد اللزرایع) خاموشی اور سکوت اختیار کریں۔

(2) اختلافات کو بدنیتی پر محمول نہ کریں: ان کے اختلافات (جس میں یقیناً اللہ کی طرف سے حکمتیں ہوں گی)(179) کو نیک نیتی (کہ سب طالب حق تھے)(180) پر محمول کرکے ہر فریق کو عادل اور نیک سمجھیں۔(181) ان میں سے کسی پر بدنیتی اغراض فاسدہ(182) (ہوا و حرص، حب جاہ و ریاست)(183) کا نہ الزام دیں (کہ صحابہ کے سینے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کی برکت سے آئینہ کی طرح صاف و شفاف ہو گئے تھے) (184) نہ اس بنیاد پر کسی پر طعن و تشنیع و تنقید کریں، اور نہ ہی کسی کو کافر فاسق قرار دیں۔ حضرت علیؓ کو اس وجہ سے نہیں کہہ سکتے کہ وہ بیعتِ خلافت کو قصاص سے مقدم سمجھنے میں حق پر تھے،(185) دو اجر کے مستحق تھے، وہ اطاعت امیر کے حکم کو قوت سے نافذ کرنا چاہتے تھے، اور حضرت معاویہؓ قاتلین عثمانؓ کے قصاص لینے کو بیعتِ علیؓ سے مقدم سمجھنے میں اور

حضرت علیؓ کی تاخیر کو تغافل و تساہل سمجھنے اور اقامت حدود اللہ کو قوت سے نافذ کرنے میں (187) اجتہادی خطاء پر تھے (188) (اور مجتہد ہونے کی وجہ سے معذور تھے اور ایک اجر کے مستحق تھے) یہ نفسانیت نہ تھی، یہ مخالفت استحقاقِ خلافت کی وجہ سے نہ تھی۔ (189)

(3) تاریخی روایات پر اعتماد نہ کریں: نصوص قطعیہ (قرآن، احادیث متواترہ و مشہور اور اجماع جو کہ مفید یقین ہیں) سے جو صحابہ کے فضائل، مناقب اور عقائد ثابت ہیں اسی کے مطابق اپنا عقیدہ رکھیں۔ (190)

نصوص قطعیہ کے برخلاف (خبر واحد) (191) تاریخی روایات (جو زیادہ سے زیادہ مفید ظن میں سے ہیں) میں جو بات بھی ہو اسے نہ تسلیم کریں (192) (وہ واجب التاویل ہیں یا واجب الرد) (193) نہ اس کی بنیاد پر کسی صحابی سے بدگمانی، طعن و تشنیع اور تنقید کر کے اپنا ایمان خراب کریں۔ (194)

وضاحت: صحابہ کرام کا برائی سے تذکرہ نہ کریں

(1) ہمیں اسی کا حکم ہے:

- چنانچہ حدیث میں آتا ہے:

اِذَا ذُکِرَ اَصحَابِی فَامسِکُوا۔ (195)

جب ذکر ہو میرے صحابہ کا تو اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔

- امام شعریؒ سے منقول ہے:

اہل سنت صحابہ کا حق پہچانتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت کے لیے منتخب فرمایا، وہ ان کے فضائل خواہ وہ بڑے ہوں یا چھوٹے لیتے ہیں، اور ان کے باہمی اختلافات سے خاموشی اختیار کرتے ہیں۔ (196)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

ہمیں تو صحابہ کرام کے لیے استغفار اور دعا کا حکم ہے نہ کہ ان کے باہمی اختلافات وتنازعات کو ذکر کرنے کا۔

- چنانچہ امام ابن بطہؒ فرماتے ہیں:

ہم صحابہ کرام کے مابین مشاجرات سے خاموشی اختیار کرتے ہیں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ جہاد میں شریک ہوئے اور باقی لوگوں سے فضل وشرف میں سبقت لے گئے، اللہ نے انہیں معاف کر دیا ان کے بارے میں استغفار کا حکم دیا۔، ان سے محبت کرنا اپنے تقرب کا ذریعہ قرار دیا۔ اور یہ سب اپنے نبی کی زبان سے فرض ٹھہرایا، حالانکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ ان سے ہونے والا تھا اسے جانتے تھے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ وہ باہم لڑائی جھگڑوں میں مبتلا ہوں گے۔ صحابہ کرام کو باقی سب لوگوں پر اس بنا پر فضیلت دی گئی ہے کہ قصداً وارادۃً ان سے غلطی کا صدور نہیں ہوتا اور جو ان کے مابین اختلاف تھے ان کو معاف کر دیا گیا۔ ان کے مابین جو اختلافات جنگ صفین، جنگ جمل اور حضرت عثمان کے گھر کا محاصرہ کرنے اور اسی نوعیت کے دیگر نزاعات تھے ان کی طرف نظر التفات نہ کی جائے، نہ ان واقعات کو اپنے لیے یا کسی دوسرے کے لیے لکھا جائے نہ کسی سے یہ نقل کیا جائے اور نہ کسی کے سامنے انہیں بیان کیا جائے اور نہ کسی بیان کرنے والے سے یہ سنیں جائیں۔ اسی موقف پر اس امت کے سادات علمائے کرام کا اتفاق ہے۔ انہی میں حسب ذیل حضرات ہیں۔ امام حماد بن زید، یونس بن عبید، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، عبداللہ بن ادریس، مالک بن انس، ابن ابی ذئب، محمد بن المنکدر، عبد اللہ بن مبارک، شعیب بن حرب، ابو اسحاق الغزاری، یوسف بن اسباط، احمد بن حنبل، بشر بن الحارث، عبدالوہاب الوراق رحمھم اللہ یہ تمام حضرات مشاجرات صحابہ کو

بیان کرنے ان پر بحث ومناظرہ کرنے، ان کو سننے، ان واقعات کو تلاش کرنے اور ان کو جمع کرنے سے منع کرتے ہیں۔(197)

- یہی بات (کہ ہمیں صحابہ کیلئے دعا کا حکم ہے) امام محمد بن حسین آجری نے بھی اپنی کتاب الشریعۃ میں باقاعدہ ایک باب قائم کرکے فرمائی ہے باب کا عنوان ہے:

بَابُ ذِكْرُ الْكَفِّ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَرَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ۔(198)

یہ اس کے متعلق ہے کہ صحابہ کے درمیان ہونے والے اختلافات سے گریز کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی ان سب پر رحمتیں ہوں۔

- اہل سنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب صحابہ بڑے ہوں خواہ چھوٹے ہوں ان کے حق میں رحمت کی دعاء کرو، ان کے فضائل بیان کرو اور ان کے درمیان ہونے والے مشاجرات سے اجتناب کرو۔(199)

- علامہ ابن حجر ہیتمی امام غزالیؒ سے نقل کرتے ہیں؛

واعظ وغیرہ پر حرام ہے مقتل سیدنا حسین کو بیان کرنے اور اس پر حرام ہے کہ صحابہ کرام کے مابین ہونے والے جھگڑوں اور اختلافات کو بیان کرے کیونکہ یہ صحابہ کرام سے بغض رکھنے اور ان پر طعن وملامت کرنے پر برانگیختہ کرتا ہے، حالانکہ وہ تو دین کے ستون ہیں ائمہ نے ان سے دین روایۃ لیا اور ہم نے ائمہ سے دین درایۃ لیا۔ لہذا ان پر طعن کرنے والا خود مطعون ہے جو اپنے آپ اور اپنے دین میں طعن وملامت کرتا ہے۔(200)

- حضرت عبداللہ بن عباس سے پوچھا گیا مشاجرات کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ فرمایا: وہی جو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے:

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔(حشر:10)

وہ یہ کہتے ہیں کہ: اے ہمارے پروردگار! ہماری بھی مغفرت فرمائیے، اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں، اور ہمارے دلوں میں ایمان لانے والوں کے لیے کوئی بغض نہ رکھیے۔ اے ہمارے پروردگار! آپ بہت شفیق، بہت مہربان ہیں۔(201)

(2)ان تذکروں میں کوئی فائدہ بھی نہیں

(1)امام احمد بن حنبلؒ سے جب صحابہ کرام کے درمیان ہونے والے اختلافات وتنازعات کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ(بقرة:134)

وہ ایک جماعت تھی جو گذر گئی، اس نے جو کچھ کیا اس کا معاملہ ہے، تم کو وہ ملے گا جو تم کر رہے ہو، ان کے بارے میں تم سے کچھ نہ پوچھا جائے گا۔(202)

- حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور امام احمد بن حنبل، ابن ابی العزؒ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے خون سے میرے ہاتھوں کو پاک صاف رکھا ہے، میں پسند نہیں کرتا کہ اپنی زبان ان کے بارے میں آلودہ کروں۔(203)

- شرح مواقف میں ہے؛

> وہ فتنے اور جنگیں جو صحابہ کے درمیان واقع ہوئے تو فرقہ شامیہ نے تو ان کے وقوع ہی کا انکار کر دیا ہے، اور کوئی شک نہیں کہ حضرت عثمان کی شہادت اور واقعہ جمل و صفین جس تواتر کے ساتھ ثابت ہے، یہ اس کا بے دلیل انکار ہے، اور جن حضرات نے ان کے وقوع کا انکار نہیں کیا ہے ان میں سے بعض نے تو ان واقعات میں مکمل سکوت اختیار کیا ہے اور نہ کسی خاص فریق کی طرف غلطی منسوب کی، نہ حق وصواب، یہ حضرات اہل سنت ہی کی ایک جماعت ہیں، اگر ان کی مراد یہ ہے کہ یہ ایک فضول کام ہے تو ٹھیک ہے، اس لیے کہ امام شافعی وغیرہ علمائے سلف نے فرمایا ہے کہ: یہ ایسے خون ہیں جن سے اللہ نے ہمارے ہاتھوں کو پاک رکھا ہے، اس لیے چاہئے کہ ہم زبانوں کو بھی ان سے پاک رکھیں۔**(204)**

(2) جب اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو معاف کر دیا اور قیامت میں ان کی باہمی کدورتوں کو بھی ختم فرمادیں گے تو پھر ان تذکروں کا کیا فائدہ؟**(205)**

(3) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں:

> رہا حضرت علیؓ کا حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عائشہ اور حضرت معاویہ سے قتال کرنا تو اس کے متعلق امام احمدؒ نے فرمایا ہے:
> اس قتال سے اور باقی بھی ان کے مابین ہونے والے اختلافات اور نزاعات اور منافرت سے خاموشی اختیار کی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ان کے دلوں سے یہ خصومات نکال دے گا۔**(206)**

- امام ابوزرعة رازیؒ سے مروی ہے ان سے ایک آدمی نے کہا میں حضرت معاویہ سے بغض رکھتا ہوں آپ نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا اس لیے کہ اس نے حضرت علی سے لڑائی کی ہے

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

توامام ابوزرعہؒ نے فرمایا:

تو ہلاک ہو تمہیں معلوم نہیں کہ حضرت معاویہ کا رب بہت مہربان ہے اور حضرت معاویہ کے مقابل حضرت علی صاحب کرم مقابل ہیں ان دونوں کے مابین تو کون ہے دخل دینے والا؟ رضی اللہ عنہما(207)

(4) جب ہم اس زمانہ میں موجود نہیں تھے اور ان کے حالات، مجبوریوں کا صحیح ادراک ہمیں نہیں تو ہمارا خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔

- چنانچہ حسن بصریؒ فرماتے ہیں:

یہ ایسی جنگ تھی جس میں اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود تھے اور ہم غائب۔ وہ (ان حالات کو) جانتے تھے اور ہم نہیں جانتے، (جن امور میں) انہوں نے اجماع کیا ان میں ہم کی پیروی کرتے ہیں اور (جن امور میں) انہوں نے اختلاف کیا تو ان میں ہم بھی توقف کرتے ہیں۔(208)

- حضرت جعفر صادقؒ فرماتے ہیں؛

میں وہی کہتا ہوں جو اللہ نے فرمایا:

قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي فِي كِتَابٍ لَا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنْسَى (طه:52)

ان لوگوں کا علم میرے پروردگار کے پاس دفتر (اعمال) میں (محفوظ) ہے، میرا رب نہ غلطی کرتا ہے اور نہ بھولتا ہے۔(209)

- ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں؛

وما وقع منه مايكون لهم فيه عذر يخفى على الانسان

ان سے جن واقعات کا صدور ہوا ہے ان کے بارے میں ان کے نزدیک ایسے عذر ہوں گے جو اکثر لوگوں سے مخفی ہیں۔(210)

(3) ان تذکروں میں امت کا نقصان بھی ہے

1) ان تذکروں سے صحابہ سے بدگمانی بغض پیدا ہوتا ہے

- ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں؛

ان کے باہمی جھگڑوں میں بحث ونظر کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بہت سے لوگوں کے دلوں میں ان کے خلاف بغض ومذمت پیدا ہوا جائے گی اور یوں وہ شخص خطا کار بلکہ گناہگار رہوگا اور اپنے ساتھ اس کو بھی نقصان میں مبتلا کرے گا جو اس کے ساتھ اس بارے میں بحث وتکرار کرے گا۔ جیسا کہ اکثر کلام کرنے والوں کے بارے میں مشاہدہ کیا گیا ہے وہ عموماً ایسی باتیں کہتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناپسند کرتے ہیں جو فی الواقع مستحق ذم نہیں ان کی مذمت کرتے ہیں اور جو قابل مدح نہیں ان کی مدح کرتے ہیں۔ اسی لیے افاضل سلف کا طریقہ یہی رہا ہے کہ اس بارے میں گفتگو نہ کی جائے۔ (211)

- عوام بن حوشبؒ فرماتے ہیں؛

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے محاسن ذکر کرو حتی کہ دلوں میں ان کی محبت پیدا ہو جائے اور ان کے باہمی مشاجرات کو بیان مت کرو ورنہ لوگ ان کے خلاف برانگیختہ ہو جائیں گے۔ (212)

- محمد بن الحسین الآجری فرماتے ہیں؛

اگر کوئی کہے کہ میں تو ان مشاجرات کے بارے محض اپنی معلومات میں اضافہ چاہتا ہوں تاکہ میں ان حالات سے بچ سکوں جن میں وہ مبتلا ہوئے ہیں، تو اسے سمجھایا جائے گا کہ تم تو فتنہ کے طلب گار ہو کیونکہ تم ایسی بات کے درپے ہو جو تمہارے لیے نقصان کا باعث ہے، کسی فائدہ کی اس سے کوئی توقع نہیں۔ اس کی بجائے اگر تم فرائض کی ادائیگی اور

محرمات سے اجتناب کی صورت میں اپنی اصلاح کی کوشش کرتے تو یہ تمہارے لیے بہتر تھا بالخصوص اس دور میں جبکہ بدعات ضالہ عام ہورہی ہیں،لہذا تمہارے لیے یہی بہتر تھا کہ تم اپنے کھانے پینے،اپنے لباس کی فکر کرو کہ یہ کہاں سے آیا ہے،یہ روپیہ پیسہ کہاں سے آیا ہے اوراسے کہاں خرچ کیا جارہا ہے، نیز ہمیں اس بارے میں بھی خطرہ ہے کہ مشاجرات صحابہ میں چھان بین اور بحث وتکرار کے نتیجہ میں تمہارادل بدعت کی طرف مائل ہوجائے گا شیطان کے ہاتھوں تم کھیلنے لگو گے۔جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ ان سے محبت کرو،ان کے لیے بخشش طلب کرو اور ان کی اتباع کرو،اگرتم ان کو برا کہنے لگو گے،اوران سے بغض ونفرت کرنے لگو گے،باطل راستہ پر چل نکلو گے،جو شخص بعض صحابہ کرام کی مدح و توصیف کرتا ہے بعض کی مذمت کرتا ہے اوران طعن وتشنیع کرتا ہے وہ فتنہ میں مبتلا ہے کیوں کہ اس پر تو سب صحابہ کرام سے محبت اور سب کے بارے میں استغفار واجب ہے۔(213)

- علامہ عبدالعزیز پرھاریؒ فرماتے ہیں؛

بہت سے محققین نے ذکر کیا ہے کہ مشاجرات صحابہ کا ذکر حرام ہے اس بنا پر کہ یہ بعض صحابہ کے بارے میں سوء ظن کا باعث بنتے ہیں(214)

2)ان تذکروں کی وجہ سے انسان کی عاقبت خراب ہوتی ہے۔

- حضرت امام شافعیؒ نے اپنے شاگرد ربیع سے فرمایا:

اے ربیع!رسول اللہ کے صحابہ کے بارے میں بتکلف بحث وتکرار نہ کرو،کل تمہارے مدمقابل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں گے۔(215)

الغرض مذکورہ تمام تفصیلات سے معلوم ہوا کہ ان بزرگوں کی خطا کو زبان پر بھی نہ لانا چاہیے۔ خیر ہی کے ساتھ ان کا ذکر کرنا چاہیے۔جس طرح حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کا

دست وگریباں ہونا قرآن کریم میں مذکور ہے لیکن دونوں کو بزرگ سمجھنا فرض ہے اوران کی غلطی کی تحقیق میں پڑنا کہ کس قصور تھا یہ سراسر ناجائز ہے اور قصور عقل کی دلیل ہے۔ ایک بھائی نے اپنے بھائی کے ساتھ جو معاملہ کیا اس میں ہم جیسے غلاموں اور خادموں کو لب کشائی کی اجازت نہیں اسی طرح حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں آپس میں بھی بھائی تھے اور دونوں ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی بھائی تھے۔ ایک (علی) اگر برادر نسبی تھے تو دوسرے (معاویہ) برادر نسبتی تھے یعنی ام حبیبہ بنت ابی سفیان کے بھائی تھے۔ پس جس طرح حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام میں علاقہ اخوت تھا اسی طرح حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما میں علاقہ اخوت تھا۔ ہم غلاموں کے لیے یہ روا نہیں کہ اس تحقیق میں پڑیں کہ دونوں میں کیوں لڑائی ہوئی اور طرفین میں سے کس کا قصور تھا اور نہ اس کی ضرورت ہے لایعنی عمل شرعا سکوت لازم اور ضروری ہے اور حضرت علی کو ام المومنین عائشہ کے ساتھ تو نسبت ابنیت اور امومت (ماں، بیٹے) کی تھی۔

لہٰذا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی کرنا حضرت علی کی والدہ ماجدہ کی شان میں گستاخی کرنا ہے جس کو حضرت علی بھی برداشت نہیں کرسکتے اور تمام امہات المومنین ادب اور احترام کے لحاظ سے نسبی ماؤں سے بڑھ کر ہیں ام المومنین ہونے کی حیثیت سے حضرت عائشہ اور حضرت خدیجہ میں کوئی فرق نہیں اور ماں اور بیٹے کے درمیان اگر کوئی رنجش پیش آجائے تو غلام کو درمیان میں دخل دینے اور بولنے کی اجازت نہیں۔ پس جب ہم غلامانِ اہل بیت کو حضرت علی اور ان کے اہل وعیال کے بارے میں لب کشائی جائز نہیں تو حضرت علی اور ان کی والدہ ماجدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ کے بارہ میں لب کشائی کہاں جائز ہوسکتی ہے کیونکہ ماں کا درجہ بیوی سے بڑھ کر ہے اور ام المومنین کا درجہ تو نسبی ماں سے ہزار ہا درجہ بلند ہے وہاں تو دم مارنے کی مجال نہیں۔ (216)

تیسرا حق: صحابہ کرام کی پیروی اور اتباع کرنا

- ہمیں صحابہ کرام کی اتباع کا حکم ہے۔

(1) خلفاء راشدین کی اتباع کا حکم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ يَرَى اخْتِلاَفًا كَثِيرًا، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الأُمُورِ فَإِنَّهَا ضَلاَلَةٌ فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَعَلَيْهِ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ.(217)

کیونکہ تم میں سے آئندہ جو زندہ رہے گا وہ (امت کے اندر) بہت سارے اختلافات دیکھے گا تو تم (باقی رہنے والوں) کو میری وصیت ہے کہ نئے نئے فتنوں اور نئی نئی بدعتوں میں نہ پڑنا، کیونکہ یہ سب گمراہی ہیں۔ چنانچہ تم میں سے جو شخص ان حالات کو پالے تو اسے چاہیے کہ وہ میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت پر قائم اور جما رہے اور میری اس نصیحت کو پانے دانتوں کے ذریعے مضبوطی سے دبالے۔

ملا علی قاریؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

اس لیے کہ حضرات خلفاء راشدین نے درحقیقت آپ ہی کی سنت پر عمل کیا ہے، اور ان کی طرف سنت کی نسبت یا تو اس لیے ہوئی کہ انہوں نے اس پر عمل کیا اور یا اس لیے کہ انہوں نے خود قیاس اور استنباط کر کے اس کو اختیار کیا۔(218)

(2)عام صحابہ کرام کی اتباع کا حکم

- نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَا أَتَى عَلَى بني إسرائيل حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ، حَتَّى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّهُ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذَلِكَ، وَإِنَّ بني إسرائيل تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلاَّ مِلَّةً وَاحِدَةً، قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي.۔(219)

سرکار دو عالم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا۔ بلاشبہ میری امت پر (ایک ایسا زمانہ آئے گا جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا اور دونوں میں ایسی مماثلت ہوگی) جیسا کہ دونوں جوتے بالکل برابر اور ٹھیک ہوتے ہیں یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کسی نے اپنی ماں کے ساتھ علانیہ بدفعلی کی ہوگی تو میری امت میں بھی ایسے لوگ ہوں گے جو ایسا ہی کریں گے اور بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں تقسیم ہوگئے تھے میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوجائے گی اور وہ تمام فرقے دوزخی ہوں گے ان میں سے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا۔صحابہ نے عرض کیا! یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! جنتی فرقہ کون سا ہوگا ؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا۔جس میں میں اور میرے صحابہ ہوں گے۔

- اور ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ آتے ہیں: وھی الجماعة یعنی نجات حاصل کرنے والا صرف وہی فرقہ ہے جو اس جماعت صحابہ کرام کا ساتھ دینے والا ہو۔اور اسلام کی اس

جماعت سے کٹ کر الگ نہ ہونے والا ہو۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جیسے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرات خلفاء راشدین کی سنت ہمارے لیے مشعل ہدایت ہے، اسی طرح ما انا علیہ و اصحابی کے ارشاد کے تحت حضرات صحابہ کرام کے اقوال و اعمال بھی ہمارے لیے حق کا معیار اور پیمانہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ما انا علیہ و اصحابی کا ارشاد فرما کر اپنی ذات بابرکت اور اپنے صحابہ کرام کی ذوات قدسیہ کو حق اور باطل کے پرکھنے کا مقیاس بتایا ہے کہ محض کالے کالے نقوش ہی معیار نہیں، بلکہ وہ ذوات بھی معیار حق ہیں جن میں یہ حروف ونقوش، اعمال واحوال بن کر رچ گئے ہیں اور اسی طرح گھل مل گئے ہیں کہ اب ان کی ذوات کو دین سے الگ کر کے اور دین کو ان کی ذوات سے علیحدہ کر کے نہیں دیکھا جا سکتا۔ **(220)**

1) صحابہ کرام کے اجماع (قولی ہو یا سکوتی) کی پیروی واجب ہے

- ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

> اہل سنت والجماعۃ اس بات پر متفق ہیں، کہ حضرات صحابہ کرام کا اجماع حجت ہے۔ **(221)**

- علامہ سرخسیؒ فرماتے ہیں:

> جس مسئلہ پر تمام صحابہ کرام کا اجماع ہو وہ قطعی ہونے میں کتاب اللہ اور سنت نبوی سے ثابت مسئلہ کی طرف ہے حتی کہ اس کے منکر کی تکفیر کی جائے گی اور یہ اجماع کی سب سے قوی قسم ہے۔ **(222)**

علامہ حافظ علائی فرماتے ہیں:

> صحابہ کرام کا اجماع ہر زمانے کے مجتہدین کے لیے حجت ہے۔ **(223)**

2) درج ذیل صورتوں میں قول صحابی کی اتباع ضروری ہے:

1) صحابی قرآن کریم کی تفسیر بیان کریں بشرطیکہ وہ تفسیر کسی صحیح مرفوع حدیث کے مخالف نہ ہو۔(224)

2) صحابی کا کسی بات یا کام سے متعلق یوں کہنا من السنة کذا (یہ بات بھی سنت ہے) یا امرنا بکذا، کنا نؤمر (ہمیں حکم دیا گیا ہے، ہمیں حکم دیا جاتا تھا) اسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت یا حدیث اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم یا نہی ہی سمجھا جائے گا۔(225)

3) صحابی حدیث کی تفسیر (محتمل کی تعیین مطلق کی تقیید عام کی تخصیص) بیان کریں(226)

4) جس مسئلہ میں کوئی نص قرآن و حدیث کی نہ ہو اس میں صحابی کا قول چاہے قیاس کے موافق یا یا مخالف، بس شرط یہ ہے کہ وہ لوگوں کو کثرت سے پیش آنے والے کاموں (فیما تعم بہ البلویٰ) میں سے نہ ہو۔(227)

نوٹ: صحابی کا وہ قول جس میں قیاس کا دخل نہ ہو جسے اجتہاد سے معلوم نہ کیا جا سکتا ہو وہ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مرفوع کے حکم میں ہے۔(228)

5) صحابی کا کوئی قول و عمل یا فتویٰ کسی حدیث کا جو ظاہری مطلب ہو اس کے خلاف ہو تو بھی صحابی کی بات کو لیا جائے گا۔(229)

(6) جس (غیر منصوص) مسئلہ میں صحابہ کے اقوال مختلف ہوں اور ان مختلف اقوال میں تطبیق اور ہم آہنگی ہی نہ ہو سکتی ہو تو مجتہد جس قول کو دلائل کے لحاظ سے زیادہ مضبوط پائے اسے اختیار کرے گا(230)

❑ صحابہ کرام کی اتباع کیوں ضروری ہے؟

(1) صحابہ کرام شریعت کی امانت امت کو منتقل کرنے میں امین ہیں

- صحابہ کرام امت کو دین پہنچانے میں امین تھے نعوذ باللہ وہ خائن یا متساہل، بدنیت یا حب جاہ و مال کے اسیر نہ تھے، وہ ہر موقع پر حق و سچ کہنے کے عادی تھے، بڑی سے بڑی ترغیب

لالچ کسی قسم کا جبر خوف کسی قسم کی کوئی دھمکی ان کو حق کہنے سے روک نہیں سکتی تھی۔

قرآن کریم اور احادیث نبویہ اور احکام شریعت صحابہ کرام ہی کے ذریعہ امت تک پہنچے اگر صحابہ کرام قرآن کریم جمع نہ کرتے اور احادیث اور احکام شریعت کی روایت نہ کرتے تو امت کو نہ قرآن کا علم ہوتا اور نہ حدیث کا اور نہ آپ کی شریعت کا اور نہ آپ کی نبوت کا، صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امت کے درمیان واسطہ ہیں۔**(231)**

نعوذ باللہ اگر یہ جماعت ہی لائق اعتماد نہیں تو پھر اس کے نتیجے میں ماننا پڑے گا کہ:

(1) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی 33 سالہ محنت (نعوذ باللہ) بے کار گئی۔

(2) رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت فضولیات کے خانے میں فٹ ہوگئی۔

(3) محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنکھیں بند کرتے ہی دین اسلام کا خاتمہ ہوکر آپ ہی کے ساتھ دفن بھی ہوگیا۔یعنی آپ کی وفات کے بعد ایک دن تو کیا ایک لمحہ بھی آگے نہیں چلا۔

(4) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیار کردہ جماعت لائق اعتماد نہیں تھی تو اسی جماعت کے ذریعے ہمیں جو قرآن ملا وہ بھی لائق اعتماد نہیں رہا۔نبوت بھی بے اعتمادی کے چنگل میں پھنس گئی، دین اسلام کی کسی چیز پر بھی اعتماد ممکن نہیں رہا کیونکہ خدا کی کتاب، نبی کی نبوت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی ایک ایک چیز اسی جماعت کے واسطے اور ذریعہ سے ہمیں ملی ہے۔**(232)**

- حضرت عبادہ بن صامت بیان کرتے ہیں:

> صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک پر جن باتوں کی بیعت کی تھی ان میں سے یہ بھی تھا: ہم ہمیشہ حق پر قائم رہیں گے یا حق بات کہیں گے اور اس کے کہنے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کریں گے۔

- روایت دین جیسے اہم فریضہ کی ادائیگی میں صحابہ نے کچھ نہیں چھپایا۔انہوں نے صرف وہ احادیث روایت نہیں کیں جو راز تھیں اور جن کی روایت سے منع کر دیا گیا تھا۔مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت انس کو راز کی ایک بات بیان فرمائی تھی۔حضرت انس نے وہ بات کسی کو نہیں بتائی حتی کہ اپنی والدہ کے پوچھنے پر بھی وہ بات انہیں نہ بتائی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حذیفہ بن یمان کو منافقین کے ناموں سے آگاہ فرما دیا تھا اور آپ کو یہ نام ظاہر کرنے سے منع کر دیا تھا۔لیکن جن باتوں کی روایت سے منع نہیں کیا،صحابہ کرام نے انہیں دانستہ طور پر نہیں چھپایا بلکہ من وعن دوسروں تک پہنچایا۔حضرت معاذ بن جبل نے اپنی موت کے وقت ایک حدیث اس خوف سے بیان کر دی کہ کہیں حدیث چھپانے پر ان سے مواخذہ نہ ہو جائے۔**(233)**
- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> اگر تم اس پر تلوار رکھ دو (اپنی گردن کی طرف اشارہ کیا) اور مجھے گمان ہو کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ایک کلمہ سنا ہے،گردن کٹنے سے پہلے بیان کر سکوں گا تو یقیناً میں اسے بیان کر ہی دوں گا۔**(234)**

(2) صحابہ کرام شریعت کے مزاج کو سب سے زیادہ سمجھنے والے ہیں

1) اولین شاگرد: صحابہ کرام بلاواسطہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اولین شاگرد ہیں،صحابہ کرام نے شریعت کی تعلیم براہ راست حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کی اور براہ راست بلاواسطہ استاد سے سیکھنے والا بالواسطہ سیکھنے والوں سے بدرجہا بہتر ہوتا ہے،چنانچہ ہر امت میں یہ قانون مسلم رہا ہے کہ وہ اپنے نبی پر اولا براہ راست ایمان لانے والی جماعت کو جو اس کے اصحاب اور حواریین کہلاتے تھے سب امت سے افضل قابل احترام اور واجب الاقتداء سمجھتی تھی،اور ان سے نبی پر نازل شدہ شریعت اس کی تعلیمات اور رشد و ہدایات کے جملہ اصول سیکھتی تھی

انہیں قابل اعتماد اور ثقہ سمجھ کر ان سے دین حاصل کرتی اور انہیں اپنے اور اپنے نبی برحق کے درمیان ہدایت کا واسطہ سمجھتی تھی۔ یہود سے جب پوچھا گیا کہ تمہاری امت میں سب سے افضل لوگ کون تھے تو سب نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب سب امت سے افضل تھے اور جب نصاریٰ سے یہی سوال ہوا تو انہوں نے بھی بالاتفاق کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری اور اصحاب سب امت عیسوی سے افضل تھے۔ **(235)**

2) نفوس کی پاکیزگی: صحابہ کے سینے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کی برکت سے ہر قسم کی کجی سے اور باطنی بیماریوں سے جو علم حقیقی کے حصول میں مانع ہوتی ہیں پاک اور آئینہ کی طرح صاف شفاف ہو گئے تھے، چنانچہ نفوس کی پاکیزگی، تقویٰ وطہارت کی وجہ سے وہ دین کی صحیح سمجھ اور دینی حقائق ومعارف اور دین کی پوشیدہ حکمتوں اور رازوں کو سب سے زیادہ جاننے والے اور شارع وشریعت کے مزاج کو سب سے زیادہ سمجھنے والے بن گئے تھے۔

- حضرت ابن مسعود نے صحابہ کرام کے بارے فرمایا:

> صحابہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی ہیں، وہ اس امت کے بہترین افراد تھے، وہ دل کے صاف، علم میں عمیق اور تکلف وتصنع میں بہت کم تھے، اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اراپنے دین کی اقامت کے لیے انہیں منتخب فرمایا، پس ان کی فضیلت کو پہچانو، ان کے آثار کی اتباع کرو اور ان کے اخلاق وکردار کو اپنانے کی مقدور بھر کوشش کرو، کیونکہ وہ ہدایت مستقیم پر تھے۔ **(236)**

- حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:

> اہل سنت صحابہ کرام کے مشاجرات ومنازعات کو اچھے محامل پر محمول کرتے ہیں، اور خواہش نفس وتعصب وغیرہ سے دور سمجھتے ہیں، کیونکہ خیر البشر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کے اثر سے ان کے نفوس صاف

اور ان کے سینے عداوتوں اور کینوں سے قطعی پاک ہو گئے تھے، ان کے ان باہمی معاملات میں ہر ایک کی اپنی رائے تھی اور اپنا اپنا اجتہاد تھا، ہر مجتہد پر اپنے اجتہاد کے مطابق عمل کرنا واجب ہے، اختلاف آراء کی وجہ سے یہ مخالفت ومنازعت واقع ہوئی، اور ہر ایک نے اپنی رائے کے مطابق عمل کرنا ضروری سمجھا، لہٰذا ان کی یہ مخالفت رائے حق کی موافقت کے رنگ میں تھی نہ کہ نفس امارہ کی خواہش سے۔(237)

3) فطرت سلیمہ، علم پر عمل: صحابہ کرام کو فطرت سلیمہ اور عقل سلیم حاصل تھی وہ اپنے علم پر عمل کرنے والے تھے، صحابہ کرام نے جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کرتے دیکھا اسی طرح کرنے کی کوشش کرتے تھے اس امر کی گواہی حضرت عبداللہ ابن عمر کا یہ قول ہے:

> اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وقت بھیجا کہ ہم کچھ نہ جانتے تھے۔ پس ہم اسی طرح کرتے تھے جس طرح ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کرتے ہوئے دیکھا۔(238)

اپنے علم پر کامل عمل اور عقل سلیم کی وجہ سے ایسے دینی حقائق تک ان کی رسائی ہوتی تھی جہاں اوروں کی عقلیں نہیں پہنچ پاتیں تھیں۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

4) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا: پھر بعض صحابہ کے لیے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باقاعدہ دینی سمجھ وفہم کی دعا کی تھی۔ جیسے

- حضرت عبداللہ ابن عباس اپنے بارے میں ذکر فرماتے ہیں:

> میں ایک مرتبہ حضرت میمونہ بنت حارث کے گھر میں تھا۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے وضو کا پانی رکھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا یہ پانی کس نے رکھا ہے؟ حضرت میمونہ نے کہا کہ عبداللہ نے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ اس کو دین کی سمجھ اور تاویل (تفسیر) کا علم عطا کر۔(239)

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت باتیں سنتا ہوں، مگر بھول جاتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ، میں نے اپنی چادر پھیلائی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کی چلو بنائی اور (میری چادر میں ڈال دی) فرمایا کہ (چادر کو) لپیٹ لو۔ میں نے چادر کو (اپنے بدن پر) لپیٹ لیا، پھر (اس کے بعد) میں کوئی چیز نہیں بھولا۔ (240)

5) علم میں گہرائی: صحابہ کرام کا علم سطحی نہیں تھا ان کو گہرا علم حاصل تھا۔

- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

صحابہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی ہیں، وہ اس امت کے بہترین افراد تھے، وہ دل کے صاف، علم میں عمیق تھے۔ (241)

- حضرت عمر بن عبد العزیزؒ فرماتے ہیں:

تو اپنے نفس کے لیے ان چیزوں پر راضی ہو جا جس پر صحابہ اپنے نفس کے لیے راضی ہوئے، اس لیے کہ وہ علم رکھنے والے ہیں اور انہیں گہری نظر وفکر عطا کی گئی اور وہ امور دینیہ کی حقیقت پر مطلع ہونے میں بہت قوی تھے اور وہ اس مرتبہ کے لیے جوان کا تھا زیادہ موزوں تھے، اور اگر ہدایت کا راستہ وہی ہوتا جس پر تم ہو تو وہ لوگ تم سے پہلے اس تک پہنچ جاتے اور اگر تم کہو کہ ان کے بعد اگر کسی نے دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کی تو اس نے اسے ایجاد نہیں کیا مگر اس نے حضرات صحابہ کرام کے علاوہ اوروں کی اتباع کی اور اس نے صحابہ سے اعراض کیا، اس لیے کہ وہ لوگ آگے بڑھنے والے ہیں، پس انہوں نے مسائل میں کافی شافی کلام کیا، ان سے کم کوئی مختصر عمل کرنے والا نہیں اور ان سے زیادہ عمل کے لیے کوئی تھکنے والا نہیں اور جن لوگوں نے ان سے زیادہ

کمی کی کوشش کی تو گویا انہوں نے ظلم کیا اور جن لوگوں نے ان سے آگے بڑھنے کی کوشش کی تو انہوں نے زیادتی کی اووہ اس بیچ (اعتدال) میں صراط مستقیم پر ہیں۔(242)

- صحابہ کرام نے دین کی تعلیم براہ راست حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کی ان میں سے بعض حضرات نے تو پوری زندگیاں اسی کام کے لیے وقف کی ہوئی تھیں، وہ باقاعدہ سبقا سبقا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پڑھا کرتے تھے۔

امام ابوعبدالرحمن سلمیؒ فرماتے ہیں؛

صحابہ کرام میں سے جو حضرات قرآن کریم کی تعلیم دیا کرتے تھے، مثلا حضرت عثمان اور حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہ، انھوں نے ہمیں بتایا کہ وہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دس آیتیں سیکھتے تو ان سے اس وقت تک آگے نہیں بڑھتے تھے، جب تک کہ ان آیتوں کی تمام علمی وعملی باتوں کا علم حاصل نہ کرلیں۔

اسی لیے مسند احمد میں حضرت انس فرماتے ہیں؛

جب کوئی شخص سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھ لیتا تو ہماری نگاہوں میں وہ بہت قابل احترام ہوجاتا تھا۔

موطا امام مالک میں روایت ہے کہ؛

حضرت عبداللہ بن عمر آٹھ سال تک صرف سورہ بقرہ یاد کرتے رہے۔

ظاہر ہے کہ حضرت ابن عمر ایسے ضعیف الحافظہ نہیں تھے کہ سورہ بقرہ کے محض الفاظ یاد کرنے میں ان کے آٹھ سال خرچ ہوجائیں، یقینا یہ مدت اسی لیے صرف ہوئی کہ وہ الفاظ قرآنی کو یاد کرنے کے ساتھ اس کی تفسیر اور جملہ متعلقات کا علم حاصل کررہے تھے۔(243)

- عربی زبان: صحابہ کی زبان عربی تھی، وہ قرآن وحدیث کے محاوروں کو حقیقت ومجاز کو

فصاحت و بلاغت دوسروں کی بنسبت خوب سمجھنے والے تھے۔

(3) نزول شریعت کے عینی شاہد ہیں

صحابہ کرام ہی ہیں جنہوں نے نزول شریعت کا زمانہ پایا وحی الٰہی کو اترتے دیکھا وہ ان حالات اور واقعات کے عینی شاہد تھے جو وجہ نزول شریعت بنے، وہ احکام شریعت کے شان نزول سے واقف تھے کئی صحابہ کرام تو خود شان نزول تھے، اس لیے وہ ہر بات موقع محل کو اس کے درجہ اور حیثیت کو خوب جانتے تھے۔

- چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں:

> اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ کتاب اللہ کی کوئی آیت ایسی نازل ہوئی جس کے بارے میں مجھے پتہ نہ ہو کہ وہ کس کے بارے میں اور کہاں نازل ہوئی اور اگر مجھے کسی ایسے شخص کا پتہ چلے جو کتاب اللہ کے بارے میں مجھ سے زیادہ جانتا ہو اور سواریاں اس کے پاس پہنچا سکتی ہوں تو میں اس کے پاس ضرور جاؤں گا۔(244)

- ازرق بن قیس فرماتے ہیں:

> ہم اہواز مقام میں خارجیوں سے جنگ کر رہے تھے۔ ایک بار میں نہر کے کنارے بیٹھا تھا۔ اتنے میں ایک شخص (ابوبرزہ صحابی رضی اللہ عنہ) آیا اور نماز پڑھنے لگا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ان کے گھوڑے کی لگام ان کے ہاتھ میں ہے۔ اچانک گھوڑا ان سے چھوٹ کر بھاگنے لگا۔ تو وہ بھی اس کا پیچھا کرنے لگے۔ خارجیوں میں سے ایک شخص کہنے لگا کہ اے اللہ! اس شیخ کا ناس کر۔ جب وہ شیخ واپس لوٹے تو فرمایا کہ میں نے تمہاری باتیں سن لی ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چھ یا سات یا آٹھ جہادوں میں شرکت کی ہے اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آسانیوں کو دیکھا ہے۔ اس لیے مجھے یہ اچھا معلوم ہوا کہ اپنا

گھوڑا ساتھ لے کر لوٹوں نہ کہ اس کو چھوڑ دوں وہ جہاں چاہے چل دے اور اس میں تکلیف اٹھاؤں (245)

- ایک روایت میں آتا ہے:

عورتیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ڈبیا بھیجتی تھیں جس میں کرسف ہوتا۔ اس میں زردی ہوتی تھی۔ حضرت عائشہ رضیا اللہ عنہا فرماتیں کہ جلدی نہ کرو یہاں تک کہ صاف سفیدی دیکھ لو۔ اس سے ان کی مراد حیض سے پاکی ہوتی تھی۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کو معلوم ہوا کہ عورتیں رات کی تاریکی میں چراغ منگا کر پاکی ہونے کو دیکھتی ہیں تو آپ نے فرمایا کہ عورتیں ایسا نہیں کرتی تھیں۔ انہوں نے (عورتوں کے اس کام کو) معیوب سمجھا۔ (246)

- ایک اور روایت میں آتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلمان فارسی اور حضرت ابودرداء کے مابین بھائی چارہ کروایا تو ان سلمان نے ابوالدرداء کی زیارت کی، دیکھا کہ ان کی بیوی ام الدرداء معمولی کپڑے میں ملبوس ہیں، چنانچہ انہوں نے پوچھا کہ تمہاری اس حالت کی کیا وجہ ہے؟ ان کی بیوی نے جواب دیا: تمہارے بھائی ابودرداء کو دنیا سے کوئی رغبت نہیں ہے۔ جب ابوالدرداء گھر آئے تو پہلے انہوں نے سلمان رضی اللہ عنہ کے سامنے کھانا پیش کیا اور کہا: کھاؤ میں آج روزے سے ہوں۔ سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نہیں کھاؤں گا یہاں تک کہ تم بھی میرے ساتھ کھاؤ۔ چنانچہ ابوالدرداء نے بھی کھایا۔ پھر جب رات آئی تو ابوالدرداء تہجد پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے تو سلمان نے ان سے کہا سو جاؤ وہ سو گئے، پھر تہجد پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے تو کہا سو جاؤ چنانچہ وہ سو گئے، پھر جب صبح قریب ہوئی تو سلمان نے ان سے کہا: اب اٹھ جاؤ،

چنانچہ دونوں نے اٹھ کر نماز پڑھی ۔ پھر سلمان نے ان سے کہا: تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے، تمہارے رب کا بھی تم پر حق، تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، اس لیے ہر صاحب حق کو اس کا حق ادا کرو، اس کے بعد دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں خاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس گفتگو کا تذکرہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سلمان نے سچ کہا۔(247)

(4) سیرت صاحب شریعت کے عینی شاہد ہیں

صحابہ کرام نے صاحب شریعت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پاک کا نہایت قریب سے مشاہدہ کیا۔ انہوں نے شرعی نصوص کا نفاذ حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دیکھا۔ زمانہ امن اور حالت جنگ میں فرحت وانبساط اور غم کی کیفیتوں میں تحمل اور غصہ میں، خانگی امور اور ریاستی نظامت میں، حالت نیند اور عالم بیداری میں، دوران عبادت اور معاملات خرید وفروخت میں، غرض صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ کا ہر پہلو قریب سے دیکھا ۔انہوں نے ایک ایک فعل نبوی کو اپنے ذہنوں پر نقش کیا اور پھر ان تمام مشاہدات کا اپنی زندگیوں میں لازمی اہتمام کیا۔ صحابہ کرام جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کرتے ہوئے دیکھتے، اسی طرح کرنے کی کوشش کرتے ۔ اس امر کی ایک گواہی حضرت عبداللہ بن عمر کا یہ قول ہے: اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وقت بھیجا کہ ہم کچھ نہ جانتے تھے ۔ پس ہم اسی طرح کرتے ہیں جس طرح ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کرتے ہوئے دیکھا۔(248)

حوالہ جات

حوالہ جات

1. تعارف

(1)("انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا، تفسیر الجواہر للطنطاوی:110/5)

(2)("ماہِ محرم کے فضائل و احکام" از مفتی محمد رضوان: 27، الموسوعة الفقهية الكويتية: تاریخ: فقرة6، تدریب الراوی، تعلیق دکتور عوامه:511/5)

(3)(بخاری، التفسیر، سورہ توبہ، رقم:4662)

(4)(ابو داؤد، الصیام، صوم المحرم، رقم:2429)

(5)("ماہِ محرم کے فضائل و احکام" از مفتی محمد رضوان)

(6)(تاریخِ ملت:365/1، "شہید کربلا" از مفتی شفیع صاحب علیہ الرحمۃ)

(7)(الموسوعة الفقهية الكويتية: عاشوراء، فقرہ:1)

(8)(اصلاحی خطبات از مفتی محمد تقی عثمانی صاحب:79/14)

(9)(سنن دارمی، رقم:1687)

(10)(معارف القرآن:372/4، انوار البیان:273/4 بتغییر)

(11)(ابو داؤد، الصیام، صوم المحرم، رقم:2429)

(12)(ابو داؤد، الصیام، صوم المحرم، رقم:2429)

(13)(بخاری، توحید، قول اللہ تعالیٰ: یریدون أن یبدلوا کلٰم اللہ، رقم:7492، مسلم، رقم:1151)

(14)(مجالس الابرار: مجلس 36 بتغییر)

(15)(مرقاۃ، کوکب، مجالس الابرار: مجلس 36)

(16)(ترمذی، صوم، صوم المحرم، رقم:740، مسند احمد، رقم: 1322، مسند بزار، رقم: 696، سنن دارمی، رقم:1810، مجالس الابرار: مجلس 36)

(17)(عمدۃ القاری: باب صوم شعبان، فتح الباری لابن حجر، درس ترمذی: 582/2)

(18)(بخاری، صوم، یوم عاشوراء، رقم:2006)

(19)(نسائی، صیام، رقم:2418، معارف الحدیث:383/4)

(20)(مسلم، الصیام، رقم:2747، "ماہِ محرم کے فضائل و احکام" از مفتی محمد رضوان:47)

(21)(مجالس الابرار: 291، ھدایة الصغراء بتصحیح حدیث التوسعة یوم عاشورا لاحمد الصدیق الغماری، دار العھد الجدید الاولیٰ)

(22)(الموسوعة الفقھیة الکویتیة: تاسوعا: فقرة3، توبہ: فقرة4)

(23)(معارف الحدیث:386/4، مجالس الابرار: مجلس 37)

(24)(بخاری، صوم، صوم یوم عاشوراء، رقم:2004، مشکوٰۃ، رقم:2066)

(25)("مرقاۃ المفاتیح" تحت الحدیث رقم:2066، معارف الحدیث:366/4)

(26)(الموسوعة الفقھیة الکویتیة: تاسوعا: فقرة3)

(27)(مسلم، رقم:2722)

(28)(مصنف عبد الرزاق، رقم:7839، مسند احمد، رقم:2154، عمدۃ الفقہ:189/3)

(29)(عمدۃ الفقہ:189/3، مجالس ابرار: مجلس 37)

(30)(الموسوعة الفقھیة الکویتیة: عاشوراء: فقرة4)

(31)(ترغیب:1536)

(32)(ترغیب:1536، "ماہِ محرم کے فضائل و احکام" از مفتی محمد رضوان:70)

(33)("ماہِ محرم کے فضائل و احکام" از مفتی محمد رضوان:78)

(34)(مسند احمد)

(35)(ابن ماجہ)

(36)(نسائی)

(37)(مسلم، ابو داؤد، حاکم)

(38)(متفق علیہ)

(39)(متفق علیہ)

(40)(ترمذی)

(41)(ابو داؤد، بیہقی)

(42)(ابن عابدین:55/6، بدائع:310/1، الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ:نیاحۃ، فقرۃ6)

(43)(أحکام القرآن للجصاص:3/589، تفسیر القرطبی:72/12، تفسیر الماوردی:229/4)

(44)(مسلم، الجنائز، التشدید فی النیاحۃ، رقم:2164، ط، رحمانیہ)

(45)(مسلم:82/1، طبع الحلبی)

(46)(الطبقات:138/1، ترمذی:328/3 طبع الحلبی)

(47)(الطبقات الکبری 529/3 طبع بیروت)

(48)(مسلم:644/2 طبع عیسی الحلبی)

(49)(بخاری، جنائز، من جلس عند المصیبۃ، رقم: 1299، مسلم، جنائز، التشدید فی النیاحۃ، رقم:2161)

(50)(الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ، نیاحۃ، فقرۃ1)

(51)(الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ:احداد، فقرۃ3، تعزیۃ:فقرۃ:4)

(52)(البدایۃ والنھایۃ:579/11)

(53)(ماہ محرم کے فضائل واحکام:ص 134، الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ: مجالس، فقرۃ11)

(54)(ماہ محرم کے فضائل واحکام:ص 97، الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ:تشبہ، فقرۃ16، البسۃ:فقرۃ9)

(55)(فتاویٰ رحیمیہ بتغییر: 115/2، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر: 128/3، تاریخ الرسل والملوک:410/2)

(56)(ماہ محرم کے فضائل واحکام:106)

(57)(ماہِ محرم کے فضائل واحکام:110 بحوالہ: امداد الفتاویٰ: 301,261/5، امداد المفتین: 175،

احسن الفتاویٰ:1/382)

(58)(خیر الفتاویٰ:1/140، فتاویٰ محمودیہ:9/146، بتغیر)

(59)(خصائص کبریٰ سیوطی:3/262)

(60)(روح المعانی، معارف القران:7/226)

(61)(ماہِ محرم کے فضائل و احکام:168، فتاویٰ محمودیہ:1/362بتغیر)

(62)(ویب سائٹ: دار العلوم دیوبند، فتویٰ(د):100=98-2/1431)

(63)(الاصابہ 1/7، فتح الباری 7/4، اختصار علوم الحدیث ابن کثیر 174، حاشیۃ العطار علی جمع الجوامع 3/196، الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ صحبۃ/4، سیرت شبلی 1/64)

(64)(جواہر الحق، بعنوان عظمت صحابہ:150 فضائل صحابہ 74 مہر محمد میانوالوی)

(65)(فضائل صحابہ 83 مہر محمد میانوالوی)

(66)(قال الآلوسی: هُمُ الصَّادِقُونَ أي الكاملون في الصدق في دعواهم الإيمان حيث فعلوا ما يدل أقوى دلالة عليه مع إخراجهم من أوطانهم وأموالهم لأجله لا غيرهم ممن آمن في مكة ولم يخرج من داره وماله، ولم يثبت منه نحو ما ثبت منهم لنحو لين منه مع المشركين۔ تفسیر آلوسی/جلالین)

(67)(معیار صحابیت:20، فضائل صحابہ کرام مہر محمد میانوالوی:105)

(68)(معارف القرآن مفتی شفیع صاحب علیہ الرحمۃ)

(69)(موسوعۃ التفسیر الموضوعی/الصحابۃ)

(70)(موسوعۃ التفسیر الموضوعی صحابہ/293)

(71) (فضائل صحابہ کرام، مہر محمد میانوالی: 75 مقام صحابہ اور غیر مقلدین، مولانا اسجد قاسمی ندوی 22)

(72)(مشکاۃ المصابیح، رقم 4749)

(73)(بخاری باب الوحی، رقم:7)

(74)(علوم الحدیث لابن صلاح/مقدمہ استیعاب لابن عبد البر، تدریب الراوی 5/171 مسایرہ لابن ہمام عقیدہ سفارینی، فضائل صحابہ مہر محمد میانوالی 159-170 راہ سنت مولانا سرفراز خان صفدر 38

عدالت صحابہ فقیر اللہ 62 منصب صحابہ اختر امام 91)

(75) (شامی، مقام صحابہ، مفتی محمد شفیع: 55 حاشیہ تدریب 172/5)

(76) (مقام صحابہ، مفتی محمد شفیع: 59-93 الصحابۃ کلھم عدول / القاعدہ الثامنۃ 27 القاعدہ الحادیۃ عشر الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ صحبہ / 6 فضائل الصحابہ سعود الساعدی 71/1، حاشیۃ تدریب 173/5 فضائل صحابہ مہر محمد میانوالوی: 57 کفایۃ باب فی عدالت الصحابہ۔ عدالت صحابہ فقیر اللہ: 85، منصب صحابہ مولانا اختر امام عادل: 69، مشاجرات صحابہ اور سلف کا موقف 66 اصحاب محمد کا مدبرانہ دفاع 315)

● علماء دیوبند ان کی غیر معمولی دینی عظمتوں کے پیش نظر انہیں سرتاج اولیاء مانتے ہیں مگر ان کے معصوم ہونے کے قائل نہیں۔ البتہ انہیں محفوظ من اللہ مانتے ہیں جو ولایت کا انتہائی مقام ہے جس میں تقویٰ کی انتہا پر بشاشت ایمان جو ہر نفس ہوجاتی ہے اور سنت اللہ کے مطابق صدور معصیت عادتاً باقی نہیں رہتا۔ اس مقام کے تقاضا سے ان کا تقوائے باطن ہمہ وقت ان کے لئے مذکر تھا۔

پس معصوم نہ ہونے کی وجہ سے ان میں معصیت کا امکان تھا مگر بحیثیت مجموعی محفوظ من اللہ ہونے کی وجہ سے ان میں معصیت کا صدور اور ذنوب کا اقدام نہ تھا اور اگر اس امکان معصیت کا احتمال بھی ممکن تھا تو بیرونی عوارض کی حد تک ممکن تھا قلبی دواعی کی حد تک نہ تھا۔ کیونکہ ان کے قلوب کی تطہیر اور ان کے تقویٰ کے پرکھے پرکھائے ہونے کی شہادت قرآن دے رہا ہے۔ اس لئے اگر عوام صحابہ میں سے کسی سے ابتدائی منزل میں طبعاً کوئی لغزش سرزد بھی ہوئی تو جیسا کہ وہ قلبی داعیہ یا گناہ کے کسی ملکہ سے جو دل میں جڑ پکڑے ہوئے ہو سرزد شدہ نہ تھی ایسے ہی اس کا اثر بھی ان کے ملکات و احوال یا باطنی تقویٰ تک نہ پہنچ سکتا تھا۔ اس لئے ایسی اتفاقی لغزش سے بھی ان کی باطنی بزرگی جس کی خدا نے شہادت دی ہے متہم نہیں ٹھہر سکتی۔

پس ان مقدسین میں کمال زہد و تقویٰ اور کمال فراست و بصیرت کی وجہ سے جذبات معصیت مضمحل اور دواعی اطاعت مشتعل تھے۔ معصیت سے وہ ہمہ وقت بیگانہ تھے اور طاقت حق میں یگانہ۔ ایمان و تقویٰ ان کے قلوب میں محبوب و مزین اور کفر و فسوق ان کے باطن میں مبغوض تر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ علماء دیوبند انہیں غیر معصوم کہنے کے باوجود بوجہ محفوطیت دین کے بارہ میں قابل تنقید و تبصرہ نہیں سمجھتے کہ بعد والے انہیں اپنی تنقیدات کا ہدف بنالیں۔ (علماء دیوبند کا دینی رخ اور مسلکی مزاج 122)

(77) (مقام صحابہ مفتی محمد شفیع: 63، تدریب الراوی 158/5 عقائد اسلام مولانا ادریس کاندھلوی: 172، مقام صحابہ مفتی محمد شفیع 6 ماہنامہ شاہراہ علم جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا: 54)

(78) (عدالت صحابہ فقیر اللہ: 78)

(**79**) (تفسیر ابن کثیر)

(**80**) (عدالت صحابہ فقیر اللہ: 75، مقام صحابہ مفتی محمد شفیع: 59)

(**81**) (ترمذی، رقم: 3747، فضائل الصحابہ سعود الساعدی 26/4 حاشیہ تدریب 204/5 ترمذی، رقم: 3757، فضائل الصحابہ طبرانی عن ابن عمر، حاشیہ تدریب 204/5 فضائل صحابہ سعود الساعدی 11/4۔31/4 عشرہ مبشرہ پروفیسر مولانا محمد رفیق)

(**82**) (عقائد اسلام مولانا ادریس کاندھلوی: 162 فضائل صحابہ مہر محمد میانوالوی: 209)

(**83/1**) (بخاری، رقم: 3007، مسلم، رقم: 2494، فضائل الصحابہ شیخ سعود بن عید الصاعدی 491/1، عظمت صحابہ و اہلبیت شاہ اسماعیل شہید علیہ الرحمۃ 96)

(**83/2**) (فضائل صحابہ مہر محمد میانوالوی: 112)

(**84**) (ابن ماجہ، رقم: 4281، فضائل الصحابہ سعود الصاعدی 477/1، عظمت صحابہ اہل بیت شاہ اسماعیل شہید علیہ الرحمۃ)

(**85**) (تفسیر ابن کثیر)

(**86**) (فضائل صحابہ مہر محمد میانوالوی: 119)

(**87**) (فضائل صحابہ مہر محمد میانوالوی: 114)

(**88**) (فضائل صحابہ مہر محمد میانوالی: 120)

(**89**) (تفسیر ابن کثیر)

(**90**) (مقام صحابہ مفتی محمد شفیع 67، عقیدہ سفارینی، فضائل الصحابہ سعود الصاعدی 79/1، آلوسی، فضائل صحابہ مہر محمد میانوالوی: 88)

قال القرطبی المتقدمون المتناھون السابقون و المتاخرون اللاحقون وعدھم اللہ جمیعا الجنۃ مع تفاوت الدرجات کلا وعد اللہ الحسنی (نساء: 95)

(**92/1**) فی ھذہ الآیۃ دلیل علی المغفرۃ لجمع اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ابن عاشور)

(**92/2**) (تفصیلات کے لیے دیکھیں: مظلوم صحابہ کی داستانیں، مؤلف نور الحسن بخاری۔ مظلوم صحابیات۔ مولف ڈاکٹر حافظ شہباز حسن)

(**92**) (ترمذی، رقم:3858منصب صحابہ اختر امام عادل قاسمی:143)

(**93**) (فی الآیۃ ثناء عظیم علی الصحابۃ من وجھین: الاول: وصفھم بالایمان الثانی: امتنان اللہ علی رسولہ ﷺ بانہ ایدہ بھم موسوعۃ التفسیر الموضوعی، الصحابۃ، 267)

(**94**) (تفصیل کے لیے دیکھیں: حیاۃ الصحابہ)

(**95/1**) (حیاۃ الصحابۃ: 331/1 بحوالہ البدایۃ: 162/3)

(**95/2**) (بخاری، رقم: 3952، سیرت مصطفی مولانا ادریس کاندھلوی علیہ الرحمۃ: 62/2)

(**96**) (سیرت مصطفیٰ مولانا ادریس کاندھلوی: 62/2، زرقالی: 413/1)

(**97**) (اصحاب رسول رابع ندوی: 33)

(**98**) (صَلَّيْنَا الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، ثُمَّ قُلْنَا: لَوْ جَلَسْنَا حَتَّى نُصَلِّيَ مَعَهُ الْعِشَاءَ قَالَ فَجَلَسْنَا، فَخَرَجَ عَلَيْنَا، فَقَالَ: »مَا زِلْتُمْ هَاهُنَا؟« قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّيْنَا مَعَكَ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ قُلْنَا: نَجْلِسُ حَتَّى نُصَلِّيَ مَعَكَ الْعِشَاءَ، قَالَ »أَحْسَنْتُمْ أَوْ أَصَبْتُمْ« قَالَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ، وَكَانَ كَثِيرًا مِمَّا يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ، فَقَالَ: »النُّجُومُ أَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ، فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ أَتَى السَّمَاءَ مَا تُوعَدُ، وَأَنَا أَمَنَةٌ لِأَصْحَابِي، فَإِذَا ذَهَبْتُ أَتَى أَصْحَابِي مَا يُوعَدُونَ، وَأَصْحَابِي أَمَنَةٌ لِأُمَّتِي، فَإِذَا ذَهَبَ أَصْحَابِي أَتَى أُمَّتِي مَا يُوعَدُونَ۔ مسلم، رقم: 2531، شان صحابہ بزبان مصطفیٰ ابو حمزہ عبد الخالق صدیقی: 38، منصب صحابہ اختر امام عادل، فضائل صحابہ مہر محمد میانوالوی: 125، دفاع صحابہ بمع چھل حدیث: 19، منصب صحابہ اختر عادل: 147)

(**99**) (يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ، فَيُقَالُ لَهُمْ: فِيكُمْ مَنْ رَأَى رَسُولَ اللهِ ﷺ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ، ثُمَّ يَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ، فَيُقَالُ لَهُمْ: فِيكُمْ مَنْ رَأَى مَنْ صَحِبَ رَسُولَ اللهِ ﷺ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ، ثُمَّ يَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ، فَيُقَالُ لَهُم: هَلْ فِيكُمْ مَنْ رَأَى مَنْ صَحِبَ مَنْ صَحِبَ رَسُولَ اللهِ ﷺ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ۔ مسلم، رقم: 2532، بخاری، رقم: 3649، شان صحابہ بزبان مصطفیٰ ابو حمزہ عبد الخالق صدیقی)

(**100**) (عقائد اسلام مولانا ادریس کاندھلوی: 144)

(**101**) (فضائل صحابہ مہر محمد میانوالوی: 84)

(**102**) (بخاری، رقم: 3673، عقائد اسلام مولانا ادریس کاندھلوی: 143)

(**103**) (مقام صحابہ مفتی محمد شفیع: 32، منصب صحابہ اختر امام عادل: 112، فضائل صحابہ کرام

مہر محمد میانوالوی:62-76، مناقب صحابہ کرام حافظ محمد اقبال رنگونی:87)

(104)(مقام صحابہ مفتی محمد شفیع:40)

(105)(مستدرک حاکم، رقم:6656، دفاع صحابہ کیوں ضروری ہے؟ مولانا رب نواز حنفی:11، مقام صحابہ مفتی محمد شفیع:49 فضائل صحابہ مہر محمد میانوالوی:130)

(106)(بخاری، رقم:2652 راہ سنت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب:42، فضائل صحابہ مہر محمد میانوالوی27)

(107)(مسلم، رقم:2563 راہ سنت مولانا سرفراز خان صفدر:44)

(108)(مسند بزار۔جابر، الاصابۃ 15/1 منصب صحابہ اختر امام عادل:134 مقام صحابہ مفتی محمد شفیع:49، فضائل صحابہ مہر محمد میانوالوی:131)

(109)(قال ابن مسعود فی مدح اصحاب رسول اللہ ﷺ: أُولَئِكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ كَانُوا أَفْضَلَ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبَرَّهَا قُلُوبًا وَأَعْمَقَهَا عِلْمًا وَأَقَلَّهَا تَكَلُّفًا اخْتَارَهُمُ اللهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهِ وَلِإِقَامَةِ دِينِهِ۔ فَاعْرِفُوا لَهُمْ فَضْلَهُمْ وَاتَّبِعُوهُمْ عَلَى آثَارِهِمْ وَتَمَسَّكُوا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ أَخْلَاقِهِمْ وَسِيَرِهِمْ فَإِنَّهُمْ كَانُوا عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيمِ۔ مشکاۃ المصابیح، رقم:193، مقام صحابہ مفتی محمد شفیع:48، شان صحابہ بزبان مصطفی ابو حمزہ عبد الخالق صدیقی 47، منصب صحابہ اختر امام عادل:31)

(110)(عَلَى أَنَّهُمْ كَانُوا يَعْتَقِدُونَ أَنَّ شَانَ الصُّحْبَةِ لَا يَعْدِلُهُ شَيْءٌ۔ الاصابہ لابن حجر 12/1، مناقب صحابہ حافظ محمد اقبال رنگونی:123)

(111)(سنن ابن ماجہ، رقم:161)

(112)(فضائل صحابہ مہر محمد میانوالوی:137)

(113)(لَا تَسُبُّوا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ فَلَمُقَامُ أَحَدِهِمْ سَاعَةً يَعْنِي مَعَ النَّبِيِّ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً عقیدہ طحاویہ، ماہنامہ شاہراہ علم جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا 38)

(114)(لَمَشْهَدُ رَجُلٍ مِنْهُمْ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْبَرُّ فِيهِ وَجْهُهُ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمُرَهُ، وَلَوْ عُمِّرَ عُمُرَ نُوحٍ۔ ابو داود، رقم:4650 ترمذی، فضائل صحابہ مہر محمد میانوالوی:46)

(115)(الاصابۃ 12/1، مقام صحابہ اور سیدنا معاویہ حافظ اظہر محمود:9)

(116)(إِنَّ اللهَ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ ﷺ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ فَاصْطَفَاهُ بِنَفْسِهِ وَلِيَبْعَثَهُ

بِرِسَالَتِہٖ ثُمَّ نَظَرَ فِیْ قُلُوْبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَوَجَدَ قُلُوْبَ أَصْحَابِہٖ خَیْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَجَعَلَھُمْ وُزَرَاءَ نَبِیِّہٖ یُقَاتِلُوْنَ عَلٰی دِیْنِہٖ۔ مقام صحابہ 48، مفتی محمد شفیع ؒ. منصب صحابہ اختر امام 155)

(117) (لَا نَعْدِلُ بِأَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ أَحَدًا الروضہ الندیۃ شرح العقیدۃ الواسطیۃ لابن تیمیہ: 45 مقام صحابہ اور سیدنا معاویہ 7)

(118) (وَلَھُمُ الْفَضْلُ السَّبَقُ وَالْکَمَالُ الَّذِیْ لَا یُلْحِقُھُمْ فِیْہِ أَحَدٌ مِنْ ھٰذِہِ الْأُمَّۃِ رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ وَ ارْضَاھُمْ۔ فضائل صحابہ مہر محمد میانوالوی 45)

(119) (مَا رَأَیْنَا قَوْمًا کَانُوْا خَیْرً مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللہِ ﷺ انصاف مع کشاف 5، منصب صحابہ اختر امام عادل: 163)

(120) (تُرَابُ أَنْفِ مَعَاوِیَۃَ خَیْرٌ وَأَفْضَلُ مِنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ البدایہ والنھایۃ 139/8، مقام صحابہ اور سیدنا معاویہ حافظ اظہر محمود: 16)

(121) (الْغُبَارُ الَّذِیْ دَخَلَ أَنْفَ فَرَسِ مَعَاوِیَۃَ خَیْرٌ مِنْ أَوَیْسِ الْقَرْنِیْ وَعُمَرَ الْمَرْوَانِیْ فضائل صحابہ مہر محمد میانوالوی: 46 انصاف مع کشاف 5، منصب صحابہ اختر امام عادل: 163)

(122) (وَمِنَ الْمَعْلُوْمِ أَنَّ الصَّحَابَۃَ فِیْ عَھْدِہٖ وَبَعْدَہٗ أَفْضَلُ مِنَّا وَاتْبَعُ لِلسُّنَّۃِ وَأَطْوَعُ لِأَمْرِہٖ فتاوی شیخ الاسلام 179/22 مقام صحابہ اور غیر مقلدین مولانا اسجد قاسمی: 66)

(123) (البلاغ، جمادی الاخریٰ 1391، مقام صحابہ اور سیدنا معاویہ حافظ اظہر محمود: 13)

(124) (فتح الباری: 7/6، مقام صحابہ اور سیدنا معاویہ حافظ اظہر محمود: 11)

(125) (حلیۃ الاولیاء 136/6)

(126) (لَقَدْ کَانُوْا یَصْبحو نحفراء شعثا غبرا و حملت اعینھم حتی تبل ثیابھم واللہ فکان القوم غافلینا لبدایہ۔ 2/7)

(127) (إِنَّ فَضِیْلَۃَ صُحبۃ ﷺ ورؤیتہ لا یعدلھا شیئ۔ مقام صحابہ اور سیدنا معاویہ حافظ اظہر محمود: 62، الصواعق المحرقۃ: 213)

(128) (مکتوبات امام ربانی دفتر سوم: 62، دفتر دوم حصہ دوم: 28، مناقب صحابہ حافظ محمد اقبال رنگونی: 18)

(129) (مکتوبات خواجہ معصوم: 28)

(130)(مشاجرات صحابہ اور سلف کا موقف، ارشاد الحق اثری: 69، الاحکام فی اصول الاحکام: 89/5)

(131)(مکتوبات امام ربانی مکتوب: 207، 326/1، مقام صحابہ اور غیر مقلدین مولانا اسجد قاسمی: 63)

(132)(مقام صحابہ اور غیر مقلدین مولانا اسجد قاسمی: 65)

(133)(مَنْ كَانَ مُسْتَنًّا فليستن بِمَنْ قَدْ مَاتَ فَإِنَّ الْحَيَّ لَا تُؤْمَنُ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ. أُولَئِكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا أَفْضَلَ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبَرَّهَا قُلُوبًا وَأَعْمَقَهَا عِلْمًا وَأَقَلَّهَا تَكَلُّفًا اخْتَارَهُمُ اللهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهِ وَلِإِقَامَةِ دِينِهِ فَاعْرِفُوا لَهُمْ فَضْلَهُمْ وَاتَّبِعُوهُمْ عَلَى آثَارِهِمْ وَتَمَسَّكُوا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ أَخْلَاقِهِمْ وَسِيَرِهِمْ فَإِنَّهُمْ كَانُوا عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيمِ۔ مشکوۃ المصابیح، رقم: 193 شان صحابہ بزبان مصطفی ابو حمزہ عبد الخالق صدیقی: 47)

(134)(عقائد اسلام مولانا ادریس کاندھلوی: 161)

(135)(عقائد اسلام مولانا ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ: 164)

(136)(ترمذی، رقم: 3862)

(137)(مقام صحابہ اور سیدنا معاویہ حافظ اظہر محمود: 56)

(138)(ترمذی، رقم: 3896، مشاجرات صحابہ اور سلف کا موقف ارشاد الحق اثری: 11)

(139)(مشاجرات صحابہ اور سلف کا موقف ارشاد الحق اثری: 65)

(140)(الفتح الکبیر: 1/57)

(141)(سنن ابن ماجہ، رقم: 140، مستدرک حاکم، رقم: 6960)

(142)(ارقبوا محمدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی اهل بیته۔ الموسوعۃ الفقهية الكويتية، محبت، 9 نبی/33)

(143)(الموسوعۃ الفقهية الكويتية نبی/28، ترمذی، رقم: 3769)

(144)(ترمذی، رقم: 3789)

(145)(سنن ابن ماجہ، رقم: 140)

(146)(بخاری، رقم: 17)

(147)(بخاری، رقم: 3783، الموسوعۃ الفقهية الكويتية محبة/10، محبت صحابہ عبد اللہ حسنی ندوی

:49)

(148/1)(الموسوعة الفقهية الكويتية محبة/10)

(148/2)(عمدة القاری:152/2، ماہنامہ شاہراہ علم جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا:6)

(148/3)(الجمهرة:3، ماہنامہ شاہراہ علم جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا:6)

(148/4)(شرح عقیدة طحاویہ:467، حرمت صحابہ مولانا محمد معاویہ سعدی:37، مشاجرات صحابہ اور اسلاف کا موقف ارشاد الحق اثری:47)

(148/5)(المجالسة 412/5، ماہنامہ شاہراہ علم جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا:8)

(149)(عقائد اسلام مولانا ادریس کاندھلوی صاحب علیہ الرحمۃ:144 نمبر 7)

(150)(ترمذی، رقم:3862)

(151)(واعلم انہ من تناول احدا من اصحاب رسول اللہ ﷺ فاعلم انہ اراد محمد ﷺ قد آذاہ فی قبرہ شرح السنۃ ص 120۔طبقات الحنابلۃ ص 37 ج 2 مشاجرات صحابہ اور سلف کا موقف ارشاد الحق اثری:40)

(152)(حرمت صحابہ مولانا محمد معاویہ سعدی:35، حلیۃ الاولیاء)

(153)(بخاری، رقم:17)

(154)(مسلم، رقم:130)

(155)(شرح عقیدة طحاویہ:467 مشاجرات صحابہ اور اسلاف کا موقف ارشاد الحق اثری:47)

(156)(مشاجرات صحابہ اور اسلاف کا موقف ارشاد الحق اثری:56)

(157/1)(مشاجرات صحابہ اور اسلاف کا موقف ارشاد الحق اثری:57)

(157/2)(جمع الفوائد:492/2، مقام صحابہ مفتی محمد شفیع:47)

(158)(نسائی فی الکبیر:9179، ترمذی، رقم:2165)

(159)(مشاجرات صحابہ اور سلف کا موقف ارشاد الحق اثری:46-69)

(160)(فضائل صحابہ مہر محمد میانوالوی:211)

(161)(ومن احسن القول فی اصحاب رسول اللہ وازواجہ الطاہرات من کل دنس وذریاتہ المقدسین من کل

رجس فقد بری من النفاق۔دفاع صحابہ عدنان کلیانوی:10)

(162) (الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ،ترحم/8ترضی/5،تدریب الراوی 525/4،موسوعۃ التفسیر الموضوعی صحابۃ/319)

(163) (مقام صحابہ مفتی مفحمد شفیع:41)

(164) (ومن تنقص احدا من اصحاب رسول اللہ ﷺ او ابغضہ لحدث کان منہ او ذکر مساویہ فھو مبتدع حتی یترحم علیھم جمیعا فیکون قلبہ لھم سلیما۔شرح اصول اعتقاد 169/1،مشاجرات صحابہ اور سلف کا موقف ارشاد الحق اثری:53)

(165) سب اور شتم یہ دونوں عربی الفاظ ہیں،جن کے معنی ہیں: نقد و تبصرہ اور برا تذکرہ۔اس لیے ان الفاظ کو بازاری قسم کی گالم گفتار کے لیے خاص سمجھنا درست نہیں علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں: ان الوصف لھم بغیر العدالۃ سب (فتح المغیث:96/4) (ان کی طرف خلافِ عدالت کوئی بھی بات منسوب کرنا: سب کے تحت آتا ہے۔)

پھر یہاں ایک بات اور سمجھنے کی ہے،وہ یہ کہ ایک چیز ہے غیبت،دوسری چیز ہے بہتان،صحیح احادیث میں یہ وضاحت وارد ہوئی ہے کہ کسی مسلمان کے اندر یقینی طور پر موجود عیب کو بلا ضرورتِ شرعیہ بیان کرنا غیبت کہلاتا ہے،جس کا حکم سبھی کو معلوم ہے،جب کہ غلط طور پر اُس کی طرف کسی برائی کے انتساب کو بہتان کہتے ہیں،جو غیبت کے زمرے میں تو بہرحال آتا ہے۔

نیز جس طرح اپنے نسبی باپ دادا کی خطاؤں اور لغزشوں کو جانتے بوجھتے بھی چھپایا اور نظر انداز کیا جاتا ہے،جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم بھی ہے: فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا (اسراء:23) (تو انھیں اُف تک نہ کہو،اور نہ انھیں جھڑکو۔بلکہ ان سے عزت کے ساتھ بات کیا کرو۔) اس سے کہیں زیادہ اپنے روحانی،ایمانی،علمی اور عملی آباءو اجداد کی پردہ پوشی،اغماض اور ادب واحترام اور محبت وتعظیم کی ضرورت ہے۔(حرمت صحابہ مولانا محمد معاویہ سعدی:34،فضائل صحابہ مہر محمد میانوالوی:243،عدالت صحابہ فقیر اللہ:118)

(166) (بخاری،رقم:3673،مسلم،رقم:2540الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ سب/20)

(167) (ترمذی، رقم: 3862،جواھس الحق بعنوان عظمت صحابہ: 120،الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ،تنزیہ،فقرۃ:13)

(168) (اذا رایت الرجل ینتقص احدا من اصحاب رسول اللہ ﷺ فاعلم انہ زندیق و ذلک ان الرسول حق والقرآن حق وما جاء بہ حق وانما أدی الینا ذلک کلہ الصحابۃ وھولاء یردون ان یخرجوا شھودنا لیبطلوا الکتاب والسنۃ والجرح بھم اولی، وھم زنادقۃ الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ،تنزیہ/13،دفاع صحابہ کیوں ضروری مولانا رب نواز حنفی:4)

(169) (ومن انتقص أحدا منهم فهو مبتدع مخالف للسنة والسلف الصالح، وأخاف أن لا يصعد له عمل إلى السماء حتى يحبهم جميعا ويكون قلبه سليما۔ الموسوعة الفقهية الكويتية، محبت10)

(170) (لا يجوز لاحد ان يذكر شيئا من مساوئهم ولا يطعن على احد منهم بعيب ولا ينقص فمن فعل ذلک فقد وجب على السلطان تاديبه وعقوبته ليس له ان يعفو عنه بل يعاقبه ويستيبة فان تاب قبل منه وان ثبت عاد عليه بالعقوبة وخلده فى الحبس حتى يموت او يتراجع۔ كما فى طبقات الحنابلة 30/1 بحوالة الاحاديث الواردة فى فضائل الصحابة للدكتور سعود الصاعدى 116 مشاجرات صحابہ اور سلف کا موقف ارشاد الحق اثری:43)

(171) (ترمذی، رقم:3866، جواھر الحق بعنوان عظمت صحابہ:122 منصب صحابہ اختر امام عادل:9)

(172) (بخاری، رقم:48)

(173) (حرمت صحابہ مولانا محمد معایہ سعدی:36)

(174) (ترمذی، رقم:2211، قرآن اور صحابہ الشیخ ابو القاسم محمد جمیل خان:10)

(175) (تاریخ دمشق لابن عساکر:210/59، حرمت صحابہ:38)

(176) (ترمذی، رقم:3896، فضائل صحابہ مہر میانوالوی:134-29)

(177) (دار الافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر: 144102200331، فضائل صحابہ مہر محمد میانوالوی:242، حرمت صحابہ مولانا محمد معاویہ سعدی:34 الموسوعة الفقهية الكويتية صحبة/8)

(178) تحقیق وتنقید میں سب سے پہلی بات تو اسلامی اصول میں یہ پیش نظر رکھنا چاہیے کہ اپنی توانائی اور وقت اس چیز پر صرف نہ کی جائے جس کا کوئی نفع دین یا دنیا میں متوقع نہ ہو، خالی تحقیق برائے تحقیق اسلام میں عبث اور فضول ہے، جس سے پرہیز کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے بڑی تاکید فرمائی ہے، خصوصا جب کہ کوئی ایسی تحقیق وتنقید ہو جس سے دنیا میں فتنہ اور جھگڑے پیدا ہوں، یہ ایسی ہی تنقید ہوگی جیسے کوئی لائق بیٹا اس کی تحقیق اور ریسرچ میں لگ جائے کہ جس باپ کا بیٹا کہلاتا ہوں کیا واقعی میں اسی کا بیٹا ہوں؟ اور اس کے لیے والدہ محترمہ کی زندگی کی گوشوں پر ریسرچ وتحقیق کا زور خرچ کرے، دوسرے شخصیتوں پر جرم وتنقید کے لیے اسلام نے کچھ عادلانہ حکیمانہ اصول اور حدود مقرر کیے ہیں اور ان سے آزاد ہو کر جس کا جی چاہے جو جی چاہے اور جس کے خلاف جی چاہے بولا یا لکھا کرے۔ اسکی اجازت نہیں دی۔

لیکن یورپ سے درآمد کی ہوئی ریسرچ وتحقیق نام ہی بے قید اور آزاد تنقید کا ہے، اور حدود کی رعایت اس میں ایک بے معنی چیز ہے۔ افسوس ہے کہ اس زمانے کے بہت سے اہل قلم بھی اس نئے طرز تنقید سے متاثر ہوگئے۔ بغیر کسی دینی یا دنیوی ضرورت کے بڑی بڑی شخصیتوں کو آزاد جرح وتنقید کا ہدف بنالینا ایک علمی خدمت اور محقق ہونے کی علامت سمجھی جانے لگی۔ (ماہنامہ شاہراہ علم جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا:124)

- سئل امام احمد رحمہ اللہ عما جرى فين علي و معاوية فقرء :تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ (بقرة:134)(فضائل صحابہ مہر محمد میانوالوی:214)
- قال الاوزاعي: سئل الحسن عما جرى بين علي و عثمان فقال كال لهذا سابقة و لهذا سابقة و لهذا قرابة و لهذا قرابة فابتليا جميعا۔ (البداية و النهاية:130/8، فضائل صحابہ مہر محمد میانوالوی:214)

(179) اسی سے مشاجرات صحابہ کا مسئلہ بھی حل ہوجاتا ہے، کہ آپسی اختلاف اور تنازع کی کسی بھی شکل کا زمانہ نبوت میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، اس لیے کہ آپ سے اختلاف کرنے والا تو کافر ہوجاتا، اور اُلجھے ہوئے آپسی تنازعات کے مسئلے کے لیے اُمت کو ایک عملی نمونہ کی ضرورت بہر حال تھی، الہٰذا اُس کا ظہور اس وقت ہوا جب اسلام کی ساری بنیادیں مضبوط اور مستحکم ہوچکی تھیں، چنانچہ مشاجراتِ صحابہ کے ان واقعات سے بھی امت کو یہ اہم شرعی تعلیمات حاصل ہوئیں کہ:

(الف) حفاظت حق کے لیے آپس میں تلوار بھی چلانی پڑے تو وہ بھی مطلوب ہے، جیسا کہ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ، اوراصحاب جمل اوراصحاب صفین رضی اللہ عنہم نے یہ اقدام فرمایا، کہ ہر فریق خود کو حق پر اور دوسرے کو خلافِ حق پر سمجھتے ہوئے اُس کے خلاف قتال کو جائز، بلکہ ضروری سمجھ رہا تھا۔

اسی سے اُس طبقے کی غلط فہمی کا ازالہ ہوجاتا ہے جو امت کے اتحاد کے خوش نما عنوان سے حق و باطل میں خلط کرنا چاہتا ہے، اور اہل حق کو یہ طعنہ دیتا ہے کہ یہ لوگ اُمت میں اتحاد پیدا کرنے کے لیے ہم سے اتفاق کے لیے تیار نہیں ہوتے، صحابہ کرام نے اپنی بے مثال عزیمت واستقامت کے ذریعہ امت کو یہ پیغام دیا ہے کہ سمجھوتہ حق کا اطمینان کر کے کیا جاتا ہے، مطلق اتحاد مطلوب نہیں۔

اور یہیں سے اُن حضرات کی غلط فہمی بھی دور ہوجاتی ہے جو ہر موقع کے لیے نرمی، خوش اخلاقی اور تحمل وبرداشت کی تعلیم دیتے ہیں، حالاں کی یہ سب اُمور دعوتی اسلوب کے تحت آتے ہیں حفاظتی اصول کے تحت نہیں۔

(ب) ایسے اُلجھے ہوئے معاملات میں جب تک کسی ایک جانب میں حق اچھی طرح واضح نہ ہوجائے، اُس وقت تک کسی حلقے یا شخصیت کا فریق نہیں بننا چاہیے، جیسا کہ مشاجرات کے اس مسئلے میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی ایک بڑی جماعت نے یہی طرزِ عمل اختیار فرمایا، اور جب حق واضح ہوجائے تو بقدرِ استطاعت اہل حق کا ساتھ دینا چاہیے، جیسا کہ دیگر صحابہ نے کیا، کہ بعض نے حضرت علی کو حق پر سمجھا، آپ کا ساتھ دیا۔

(ج) آپسی اختلافات کا دائرہ آپس ہی میں محدود رہنا چاہیے، اس کی وجہ سے دشمنوں کو کسی طرح کا موقع نہیں ملنا چاہیے، جیسا کہ

جب عین جنگ کے شباب کے وقت قیصر روم (عیسائی بادشاہ) نے اسلامی سرحدوں پر لشکر کشی کا ارادہ کیا، سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو حضرت نے فوراً ہی اُسے مخاطب کرتے ہوئے وہ ایمان افروز خط لکھا جو آج بھی اسلام کی زریں تاریخ کا سنہرا باب ہے، خط کا مضمون یہ ہے: مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اسلامی سرحد پر لشکر کشی کرنا چاہتے ہو، یاد رکھو! اگر تم نے ایسا کیا تو میں اپنے ساتھی (حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے صلح کرلوں گا، اور تمہیں تمہارے علاقے سے بھی نکال باہر کروں گا، اور روئے زمین کو اُس کی وسعتوں کے باوجود تم پر تنگ کردوں گا۔(البدایۃ والنھایۃ:8/13)

(د) فروعی مسائل اور سیاسی انتظامات میں پیش آنے والے اجتہادی اختلافات کا حکم الگ ہوتا ہے، اور مسلمہ اُصول وعقائد سے انحراف کا حکم الگ ہوتا ہے، کفر، بدعت اور ضلالت وغیرہ کی اصطلاحات اصولی اختلافات کرنے والوں کے لیے استعمال کی جاتی ہیں، فروعی ، سیاسی اور انتظامی مسائل میں اختلاف کرنے والوں کے لیے نہیں۔(حرمت صحابہ مولانا محمد معاویہ سعدی:21،فضائل صحابہ مہر مہر محمد میانوالوی:214،اصحاب محمد کا مدبرانہ دفاع مولانا بشیر احمد حصاری:149)

مشاجرات صحابہ تکمیل شریعت کے لیے تھے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ نے اپنی کتاب شریعت وطریقت کا تلازم کے ابتدائی باب میں مشاجرات صحابہ پر روشنی ڈالی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے: صحابہ کرام کے درمیان مشاجرات درحقیقت اللہ کی طرف سے شریعت کی تکمیل کے لیے کرائے گئے تھے کیوں کہ کسی بھی قانون کی تکمیل اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک اسے نافذ نہ کردیا جائے۔شرعی احکام 4 قسم کے ہیں:

(1) ایک قسم وہ احکام جنہیں کرکے دکھانا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات عالی کے شایان شان تھے۔جیسے نماز روزہ حج وغیرہ۔اللہ تعالیٰ نے ایسے کام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرائے تاکہ امت کو براہ راست پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عملی نمونہ ملے۔

(2) دوسری قسم کے احکام ایسی لغزشوں سے متعلق تھے جن کا صدور ذات نبوت سے ہونا بھی عصمت انبیاء کے منافی نہ تھا، جیسے نماز میں بھول چوک، نماز قضا ہوجانا، ایسے احکام کی تکمیل بھی خود ذات نبوت سے کرائی گئی۔

(3) تیسری قسم کے احکام شرعی سزاؤں سے متعلق تھا، جیسے شراب نوشی، چوری اور بدکاری کی سزائیں، چونکہ پیغمبر کی ذات معصوم ہوتی ہے اس لیے ایسے کاموں کا ارتکاب ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ممکن ہی نہ تھا۔لہٰذا اللہ نے ایسے کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں بعض غیر معروف صحابہ کرام سے کروادیے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے ان پر شرعی سزائیں جاری ہوئیں۔

(4) چوتھی قسم کے شرعی احکام وہ ہیں جن کے نفاذ کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پرنور زمانہ مناسب نہ تھا کیوں کہ یہ احکام فتنوں، فساد، اختلاف اور خانہ جنگی سے متعلق ہیں، اسلام میں ان مسائل کا حل اور ان سے متعلق ہدایات موجود ہیں۔اس لیے ان احکام کے عملی نفاذ کے لیے اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد کا وقت رکھا اور وہ بھی تب جب اسلام دنیا میں غالب اور مستحکم ہوجائے تاکہ اندرونی فتنوں سے اسلامی ریاست ایسی کمزور نہ ہوجائے کہ بیرونی طاقتیں اس پر چڑھ دوڑیں۔

اللہ کی تقدیر کے اس فیصلے کے مطابق، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں یہ اختلافات رونما ہوئے، جن میں موقع بموقع فتنوں سے متعلق تمام شرعی احکام کا عملی نمونہ سامنے آتا چلا گیا۔ان احکام کے نفاذ کے اثرات بھی دنیا کے سامنے آگئے کہ جلد ہی مسلمان

متحد ہو گئے اور اسلامی فتوحات اور عروج کا دور ایک بار پھر شروع ہو گیا۔

صحابہ کرام وہ سچے عاشق تھے جنہوں نے شریعت کی تکمیل کے لیے جہاں قدم قدم پر جان و مال کی قربانی دی، وہاں اپنی عزتیں بھی اللہ کی مشیت کی تکمیل کے لیے پیش کر دیں۔

اگر شریعت کی تکمیل کے لیے اللہ کی مشیت ان سے کسی خطا یا کسی جرم کا ارتکاب کراتی ہے جس کی پاداش میں ان میں سے کسی کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے، کسی کو کوڑے لگائے جاتے ہیں اور کسی کو سنگسار کیا جاتا ہے، تو وہ اپنی خطا پر ندامت کے ساتھ ساتھ تقدیر کے اس فیصلے پر راضی برضا ہیں۔ وہ شکوہ نہیں کرتے کہ ہم جیسے نبی کے لاڈلوں کو سزا دی جا رہی ہے اور سر عام رسوائی ہو رہی ہے۔ نہیں بلکہ وہ اس بے عزتی پر بھی صبر کیے ہوئے ہیں اور اللہ سے مغفرت کی امید رکھتے ہیں۔ پھر حضور اکرم ﷺ کی رحلت کے پچیس برس بعد، ایک دوسرے پر جان چھڑکنے والے یہی عشاق اللہ کی تقدیر کے آگے بے بس ہو کر باہم نبرد آزما ہوتے ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں کٹ جاتے ہیں۔ ظاہر بین کے یہ محض خونریزی ہے مگر اللہ کی مشیت یہاں حالتِ فتنہ اور خانہ جنگی کے شرعی احکام کا نفاذ کر کے دکھانا چاہتی تھی۔ صحابہ ان صدمات کو بھی جھیل جاتے ہیں۔ جان و مال کے ساتھ عزت و شہرت کی قربانیاں بھی دیتے ہیں اور اللہ کی تقدیر میں لکھے اتنے بڑے سانحوں پر بھی راضی برضا رہتے ہیں۔ حرف گیری کرنے والوں نے مشاجرات میں تلواروں کا چلنا اور لاشوں کا گرنا دیکھا اور صحابہ کو دنیا پرست اور اغراض پسند سمجھ کر گمراہ ہو گئے۔ اللہ والوں نے ان واقعات کے پیچھے اللہ کی حکمت اور مشیت کو دیکھا اور صحابہ کرام کے بارے میں وہی عقیدہ رکھا جو قرآن مجید نے بتایا ہے۔ رضی اللہ عنہم ورضوعنہ

اگر تکوینی حکمتوں کو نظر انداز کر کے ''مشاجرات'' کو دیکھا جائے تو یہ محض مصیبت اور آفت دکھائی دیں گے مگر تکوینی حکمتیں سامنے ہوں تو پھر ان میں بھی اللہ کی رحمتِ خاصہ کی جلوہ نمائی محسوس ہو گی۔

ایک حکمت یہ تھی کہ اہلِ ایمان کے ایمان کی آزمائش ہو جائے۔ قیامت تک آنے والے مسلمانوں کا امتحان ہو جائے کہ ان واقعات کو دیکھنے یا جاننے کے بعد وہ صحابہ کے بارے میں وہی اعتقاد رکھیں گے جو قرآن وسنت میں مذکور ہے یا متشدد اور گمراہ لوگوں کی باتوں میں آ کر اپنی اپنی کوئی رائے قائم کر لیں گے۔

مشاجرات ایک پہلو سے مضر تھے اور ایک پہلو سے مفید: مشاجرات میں سے صدمہ انگیز واقعات اگرچہ ایک پہلو سے نہایت مضر تھے مگر دوسرا پہلو یہ ہے کہ اللہ کی حکمتِ بالغہ کے تحت ان کے وقوع میں اُمت کی بقا اور استحکام کا سامان تھا۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ حوادث قرآن وسنت پر اُمتِ مسلمہ کے اعتقاد کو مضبوط بنانے کے لیے رونما ہوئے تو درست ہو گا۔ آزمائش ہی سے لوگ نکھرتے اور مضبوط ہوتے ہیں۔ آزمائشوں ہی سے اچھے اور بُرے الگ ہوتے ہیں۔ آزمائشیں ہی کھرے اور کھوٹے کی پہچان کراتی ہیں۔ آزمائشوں کے بعد شخصیت سے زنگ دور ہو جاتا ہے اور بھٹی سے نکل کر سونا کندن بن جاتا ہے۔

کھرے اور کھوٹے الگ ہو گئے: ان آزمائشوں نے شدو شبہے میں پڑنے کی عادی، منافق اور بد دماغ لوگوں کو جمہور اُمتِ مسلمہ سے الگ کر دیا۔ وہ کسی فرقے کی شکل میں جمہور سے الگ نمایاں ہو گئے۔ اگر یہ زنگ اور یہ فاسد مادہ اُمتِ مسلمہ کے وجود میں

کھلا مِلا باقی رہتا تو اندر ہی اندر یہ زیادہ نقصان دہ ثابت ہوتا۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰي مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ (آل عمران:179)

اللہ ایسا نہیں کرسکتا کہ وہ مؤمنوں کو اس حالت پر چھوڑے رکھے جس پر تم اس وقت ہو، جب تک وہ ناپاک کو پاک سے الگ نہ کردے۔

اُمتِ مسلمہ کی اندرونی ساخت مضبوط ہوگئی: یہ واقعات قوم کے لیے اجتماعی دھچکے اور صدمے تھے مگر ایسے دھچکوں اور صدموں سے قوموں کی اندرونی سخت مضبوط ہوتی ہے ایک مثال سے اس بات کو سمجھیں۔ کچھ مدت پہلے بچوں کے لیے مٹی میں کھیلنا اور مٹی میں کھانا مضرِ صحت سمجھا جاتا تھا مگر اب جدید طبی تحقیق بتاتی ہے کہ جو بچے مٹی میں کھیل کر بڑے ہوتے ہیں اور مٹی کھاتے ہیں، بڑی عمر میں وہ قوتِ مدافعت میں دوسروں سے بڑھ کر ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ مٹی کے ساتھ جو جرثومے جسم میں داخل ہوتے ہیں، وہ جسم کو مختلف قسم کے مضر جرثوموں کا عادی بنا دیتے ہیں، پھر معمولی قسم کی نقصان وہ چیزیں عملی میدان میں اتر کر باہر کے ماحول کے ایک معمولی جھونکے کے باعث نزلہ، زکام، کھانسی اور بخار کا شکا ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جن بچوں کی تربیت نہایت لاڈ پیار سے ہوتی ہے اور انہیں سردی گرمی سے ہر طرح بچایا جاتا ہے، وہ بڑے ہو کر معمولی ٹھنڈ یا معمولی گرمی سے بیمار پڑ جاتے ہیں جبکہ بچپن میں سردی گرمی کا مقابلہ کرنے والے بچے بڑے ہو کر مضبوط قوتِ مدافعت کے حامل ہوتے ہیں۔ امُتِ مسلمہ نے بھی اپنے ابتدائی زمانے میں جو سختیاں برداشت کیں اور جو صدمے سہے، وہ اس کی قوتِ مدافعت کی مضبوطی کا باعث بن گئے۔ یہی وجہ ہے کہ چودہ صدیاں گزرنے اور آفات کے ہزارہا طوفانوں سے پالا پڑنے کے باوجود اُمت مسلمہ نہ صرف باقی ہے بلکہ دن بدن اور اس کا دائرہ بڑھتا جا رہا ہے۔ (تاریخ امت مسلمہ مولانا اسماعیل ریحان:2/323)

(180)(واقعہ جمل میں یہ گزر چکا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہر حال میں جنگ سے بچنا چاہتے تھے آپ کے اقدام کا عنوان تھا: **فالاصلاح نريد لتعود هذه الامة اخوانا**۔ (البدایۃ: 7 / 234) (ہم صرف اصلاح چاہتے ہیں تا کہ یہ امت دوبارہ رشتہ اخوت میں منسلک ہو کر بھائی بھائی بن جائے۔) **وارسلت عائشة الى علی تعلمه انها انما جأت للصلح ففرح هؤلاء وهؤلاء** (البدایۃ: 7 / 234) (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا انہیں یہ بتانے کے لیے کہ وہ صرف اصلاح کی غرض سے آئی ہیں جس پر دونوں فریق بے حد خوش ہوئے۔)

سانحہ جمل میں یہ بھی گذر چکا ہے کہ جب انتہائی کوشش کے باوجود حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ روک سکنے میں کامیاب نہ ہو سکے تو شدت تاثر سے حضرت حسن کو سینے سے لگا کر کہنے لگے: اس کے بعد کس بھلائی کی امید کی جا سکتی ہے کاش! تیرا ابا آج سے بیس برس پہلے مر چکا ہوتا!! حسن کہنے لگے ابا جان! میں اسی بات سے آپ کو روکتا تھا! فرمایا بیٹے! میں نہیں سمجھتا تھا کہ معاملہ یہاں تک پہنچ جائے گا (البدایہ: 7 / 304-240، اصحاب محمد کا مدبرانہ دفاع مولانا بشیر احمد حصاری:152)

یہاں یہ ذہن نشین رکھا جائے کہ یہ تمام تر اختلاف ایک فقہی واجتہادی نزاع تھا، نہ کہ اقتدار اور حکومت کی جنگ۔ بلاشبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے اقدامات میں برحق تھے مگر دیگر حضرات بھی اپنی آراء میں مجتہد تھے۔ اس دور میں اسلامی قانون اس طرح

مدوّن نہ تھا جیسا ایک ڈیڑھ صدی بعد ہوا۔ عموماً صحابہ اپنے حافظے میں موجود احادیث مطلب اخذ کر کے عمل کرتے تھے۔ ایسے میں بعض نئے سیاسی قضائی مسائل کا صحابہ پر مشتبہ ہوجانا بعید نہ تھا۔ پھر یہ معاملہ ایسا تھا جس کی پہلے کوئی نظیر موجود نہ تھی۔ کوئی سابقہ فتویٰ یا عدالتی فیصلہ سامنے نہ تھا۔ ایسے میں صحابہ کرام کے دو گروہوں نے اپنے اپنے زاویہ نگاہ سے اس قضیے کو دیکھا اور حل کرنے کی کوشش کی، جو یقیناً اجتہاد تھا۔ لہٰذا طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما کی غلطی بھی فسق یا گناہ نہیں بلکہ خطائے اجتہادی مانی جائے گی جس پر کوئی اخروی مواخذہ نہیں بلکہ اجر وثواب ہے۔

یہ کہنا درست نہیں کہ ان حضرات کے پاس اجتہاد کی کوئی دلیل نہ تھی۔ ایسی بہت سی روایات ان کی دلیل بن سکتی تھیں جن میں ظالم کو ظلم سے روکنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اسی لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ان حضرات کی اجتہادی رائے کا پہلو نظر انداز نہیں فرماتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ آپ نے ان حضرات کے خلاف کسی کو تشدد آمیز باتیں کرتے سنا تو منع کر دیا اور فرمایا: ایسا مت کہو۔ وہ لوگ سمجھے کہ ہم نے ان سے بغاوت کی ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ انہوں نے ہم سے بغاوت کی ہے، پس ہم نے باہم قتال کیا۔

حضرت مفتی تقی عثمانی مدظلہ العالی اس بات پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ''حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ان ارشادات سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ خود ان کے نزدیک بھی حضرت مُعاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کا اختلاف اجتہادی اختلاف تھا اور وہ نہ صرف یہ کہ انہیں اس بناء پر فاسق نہیں سمجھتے بلکہ ان کے حق میں کلماتِ خیر کے سوا کسی بات کے روادار نہ تھے''

جنگ جمل اور صفین کے متعلق حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ العالی کی درج ذیل عبارت بھی بار بار پڑھنے کے قابل ہے:

''حقیقت یہ ہے کہ ان حضرات صحابہ کی یہ باہمی لڑائیاں اقتدار کی خاطر نہیں تھیں اور نہ ان کا اختلاف آج کی سیاسی پارٹیوں کا سا را اختلاف تھا، دونوں فریق دین ہی کی سربلندی چاہتے تھے۔ ہر ایک کا دوسرے سے نزاع دین ہی کے تحفظ کے لیے تھا، اور یہ خود ایک دوسرے کے بارے میں بھی یہی جانتے اور سمجھتے تھے کہ ان کا موقف دیانت دارانہ اجتہاد پر مبنی ہے چنانچہ ہر فریق دوسرے کو رائے اور اجتہاد میں غلطی پر سمجھتا تھا لیکن کسی کو فاسق قرار نہیں دیتا تھا'' (تاریخ امت مسلمہ مولانا اسماعیل ریحان: 2/213)

مولانا عبدالعزیز فرہاروی لکھتے ہیں: صحابہ (اختلافات میں) حق ہی طلب کرتے تھے مگر بعض کا اجتہاد صحیح ہوجاتا تھا اور بعض چوک جاتے تھے، اجتہاد میں خاطی ماخوذ نہیں بلکہ ماجور ہوگا، سلف صالحین کی یہی عادت چلی آرہی ہے کہ صحابہ کرام کے افعال کو صحیح مقاصد پر حمل کرتے تھے۔ (فضائل صحابہ کرام، مہر محمد میانوالوی: 206)

(181) (ملا علی قاری رحمہ اللہ ابو منصور بغدادیؒ سے نقل کرتے ہیں: اور لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پس وہ عدول فضلاء اور بہترین صحابہ میں سے ہیں اور جو لڑائیاں آپس میں واقع ہوئی ہیں تو ہر ایک جماعت کو شبہ تھا جس سے ہر ایک اپنے آپ کو حق اور صواب پر سمجھتی تھی اور سب کے سب اپنی اپنی لڑائیوں میں تاویل کرنے والے تھے ان میں سے کوئی بھی اس وجہ سے عدالت سے نہیں نکلا کیونکہ سب مجتہد تھے۔ متعدد مسائل میں باہم اختلاف ہوگیا جیسے کے بعد میں مجتہدین نے ایک دوسرے سے

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

اختلاف کیا۔ کسی کو کوئی نقصان عارض نہیں ہوا۔

امام ابن حزم رحمہ اللہ علیہ عدالتِ صحابہ سے متعلق شکوک وشبہات کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں: ایسے ہی وہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صفین کے دن قتال کیا یعنی وہ سب متاول تھے۔ لیکن اہل جمل پس انہوں نے ہرگز حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کا ارادہ نہیں کیا اور نہ ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کا قصد کیا۔ وہ تو بصرہ میں قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق غور وفکر کرنے اور ان پر اللہ کا فیصلہ نافذ کرنے کی عرض سے جمع ہوئے تھے پس جن لوگوں کو اپنے اوپر اللہ کا مقرر کردہ حکم نافذ کیے جانے کا خطرہ تھا انہوں نے چپکے سے جنگ برپا کرنے میں سبقت کی حتی کہ ہر فریق نے جب یہ دیکھا کہ تلوار انہیں مل چکی ہے تو دفاع پر مجبور ہو گیا اور یہ بات صریحاً منقول ہے۔ (عدالت صحابہ، فقیر اللہ: 98)

اسی طرح اس پر بھی اجماع ہے کہ جنگِ جمل میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ حق پر تھے، ان کا مقابلہ کرنے والے خطاء پر تھے، اسی طرح جنگ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ حق پر تھے اور ان کے مقابل حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب خطاء پر، البتہ ان کی خطاؤں کو اجتہادی خطائ قرار دیا جو شرعاً گناہ نہیں جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عتاب ہو، بلکہ اُصولِ اجتہاد کے مطابق اپنی کوشش صرف کرنے کے بعد بھی اگر ان سے خطاء ہو گئی تو ایسے خطاء کرنے والے بھی ثواب سے محروم نہیں ہوتے، ایک اجر ان کو بھی ملتا ہے۔ (مقام صحابہ، مفتی محمد شفیع: 73)

- علامہ سفارینیؒ فرماتے ہیں: حضرت عثمان کے خون کا بدلہ لینے سے حضرت علی کا توقف یا تو قاتل کا صحیح علم نہ ہونے کی وجہ سے تھا یا فساد بڑھ جانے کے اندیشہ سے تھا، حضرت طلحہ زبیر اور حضرت معاویہ اور ان کے ساتھیوں نے حضرت علی کے ساتھ جنگ میں اجتہاد کیا اور لوگوں نے ان کی پیروی کی تو یہ سب تاویل کرنے والے تھے، اور ان جنگوں کا واحد سبب علت حق کا اشتباہ تھا لہٰذا اہل حق جماعت اور جن کا اجماع معتبر ہے سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صحابہ کرام کی روایات اور شہادات قبول کی جائیں اور ان کے لیے عدالت ثابت کی جائے۔ (فضائل صحابہ مہر محمد میانوالوی: 206، فقہی مضامین مفتی عبد الواحد از بزدوی: 54)

(182) فیلسوف تاریخ اسلام عبد الرحمٰن بن محمد بن خلدون حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ کے درمیان ہونے والے نزاعات کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: جب حضرت علی اور حضرت معایہ کے درمیان فتنہ رونما ہوا یہ اگرچہ عصبیت کا مقتضی تھا لیکن ان کا طریقہ حق اور اجتہاد پر مبنی تھا ان کی لڑائی دنیوی غرض یا باطل کی پیروی میں نہ تھی اور نہ ہی اس کا سبب کینہ اور بغض تھا جیسا کہ وہم پرستوں اور ملحدوں کا خیال ہے، انہوں نے ایک امر حق میں اجتہاد کیا اسی کی بناء پر ہر ایک اپنے دوسرے کی نظر میں غیر بردبار بن گیا تو وہ لڑائی میں مبتلا ہو گئے، اس معاملہ میں اجتہاد اگرچہ حضرت علی کا درست تھا مگر حضرت معایہ بھی کسی باطل کے ارادہ سے اس میں شریک نہ تھے، مقصد ان کا بھی حق تھا گو ان سے خطا ہو گئی، بلکہ یہ سب حضرات اپنے مقاصد کے اعتبار سے حق پر تھے۔ (مشاجرات صحابہ اور سلف کا موقف، ارشاد الحق اثری: 72)

- قاضی ابوبکر محمدؒ بن عبد اللہ بن محمد ابن العربی التوفی 542ھ احکام القرآن میں حضرات صحابہ کرام کی باہم لڑائیوں کے اسباب وعلل پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سب نے اپنے اجتہاد کی بنا پر اختلاف کیا اور **کان کل واحد منهما يثنى على**

صاحبہ ویشھد لہ بالجنۃ ویذکر مناقبہ ولو کان الامر علی خلاف ھذا التبرأ کل واحد من صاحبہ فلم یکن یقاتل القوم علی دنیا ولا بقیاً بینھم فی العقائد إنما کان اختلافاً فی اجتھاد فلذلک کان جمیعھم فی الجنۃ۔ (أحکام القرآن:2/224) (مشاجرات صحابہ اور سلف کا موقف، ارشاد الحق اثری:82)

● علامہ کمال الدین محمد بن عبدالواحد ابن الہمام فرماتے ہیں: اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ وہ تمام صحابہ کرام کو لازمی طور پر پاک صاف مانتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کا تزکیہ فرمایا ہے اور ان کے بارے میں طعن و تشنیع نہیں کرتے اور ان سب کی مدح و ثناء بیان کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف کی ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کی تعریف فرمائی ہے۔ اور حضرت معاویہ اور حضرت علی کے درمیان جو جنگیں ہوئیں اجتہاد پر مبنی تھیں وہ امامت و خلافت کے جھگڑے کی بناء پر نہ تھیں۔ (مشاجرات صحابہ اور سلف کا موقف، ارشاد الحق اثری:84)

● صحابہ کرام کی یہ جماعت عامی سطحی عقل و دانش کے افراد پر مشتمل نہیں تھی بلکہ یہ وہ لوگ تھے کہ خلفاء اربعہ کے بعد تا قیامت پوری امت می ان کی کوئی دوسری مثال نہیں پائی گئی، فہم و فراست میں دانش و تدبر میں دور اندیشی و معاملہ فہمی میں، علم و معرفت میں، اخلاق و کردار میں، سیرۃ و تقویٰ میں دیانت و امانت میں صداقت و عدالت میں نصح و خیر خواہی میں احساس و فرض شناسی میں، صبر و تحمل میں عفو و درگزر میں، بے غرضی و بے لوثی میں اخلاص و ایمان میں حق گوئی و حق جوئی میں۔ علی تو خیر علی ہیں ان کی شان محتاج بیان نہیں، لیکن جنہوں نے ان کی رائے سے اختلاف کیا وہ کوئی معمولی ہستیاں نہیں کہ گمان کیا جائے کہ وہ کسی مفاد یا کسی تعصب کا شکار ہو گئے یا وہ کسی شیطانی چال کے چکر میں آ گئے، العیاذ باللہ انہوں نے جو بھی قدم اٹھایا بڑی زیرکی سے نتائج و عواقب پر نگاہ رکھتے ہوئے باہمی مشورے اور سوچ و بچار کے بعد امت اور دین اسلام کی بہتری و خیر خواہی کی خاطر، فریضہ دینی کی بجا آوری کے لیے اللہ کی رضا کے حصول کے لیے اٹھایا۔ لیکن یہ ضروری نہیں تھا کہ نتائج بھی وہی آتے جو انہیں مطلوب تھے کیونکہ نتائج پھر تقدیر کے رحم و کرم پر تھے۔

حضرت علی کا اقدام انتہائی مدبرانہ اور انتہا درجہ کی دور اندیشی پر مبنی تھا اور اپنے پورے اعتماد سے فرما رہے تھے کہ ہم جو کچھ چاہتے ہیں وہ ہے اصلاح (طبری:3/494) یعنی وہ اپنے اقدام کے نتیجہ میں اصلاح کے لیے پر امید ہیں لیکن جب نتائج آئے تو بڑی حسرت سے کہہ رہے تھے: خدا کی قسم میں یہ حسرت کرتا ہوں کہ کاش میں آج سے بیس سال پہلے مر چکا ہوتا۔

ٹھیک یہی حسرت بھرے الفاظ اس موقع پر حضرام المومنین کی زبانی پر جاری ہوئے: اللہ کی قسم یہ میری سچی آرزو ہے کہ کاش میں آج سے بیس سال پہلے مر گئی ہوتی۔ (الکامل:3/494، اصحاب محمد کا مدبرانہ دفاع، مولانا بشیر احمد حصاری:97)

(183) (مشاجرات صحابہ اور اسلاف کا موقف، ارشاد الحق اثری:84-85۔ اصحاب محمد کا مدبرانہ دفاع، مولانا بشیر احمد حصاری:97)

(184) حضرت مجدد الف ثانی فرلکھتے ہیں: اہل سنت صحابہ کرام کے مشاجرات و منازعات کو اچھے محامل پر محمول کرتے ہیں،

اورخواہش نفس وتعصب وغیرہ سے دور سمجھتے ہیں، کیونکہ خیر البشر حضرت محمد ﷺ کی صحبت کے اثر سے ان کے نفوس صاف اور ان کے سینے عداوتوں اور کینوں سے قطعی پاک ہو گئے تھے،ان کے ان باہمی معاملات میں ہر ایک کی اپنی رائے تھی اور اپنا اپنا اجتہاد تھا، ہر مجتہد پر اپنے اجتہاد کے مطابق عمل کرنا واجب ہے، اختلاف آراء کی وجہ سے یہ مخالفت ومنازعت واقع ہوئی، اور ہر ایک نے اپنی رائے کے مطابق عمل کرنا ضروری سمجھا، لہٰذا ان کی یہ مخالفت رائے حق کی موافقت کے رنگ میں تھی نہ کہ نفس امارہ کی خواہش سے ۔(مکتوبات امام ربانی دفتر دوم مکتوب 36م،شاجرات صحابہ اور سلف کا موقف،ارشاد الحق اثری:101، عدالت صحابہ،فقیر اللہ:105،فضائل صحابہ مہر محمد میانوالوی:216)

صحابہ کرام کے درمیان جو باہمی اختلافات اور نزاع پیش آئے جیسے جمل اور صفین کا جھگڑا ان کو نیک وجہ پر محمول کرنا چاہیے اور ہوا وہوس اور حب جاہ اور حب ریاست اور طلب رفعت اور منزلت سے اس کو دور سمجھنا چاہیے کیونکہ یہ نفس امارہ کی کمینہ اور ذلیل خصلتیں ہیں اور ان بزرگوں کے نفوس حضرت خیر البشر ﷺ کی صحبت کیمیا اثر کی برکت سے ہوا وہوس اور حرص اور کینہ اور حب مال اور حب جاہ سے آئینہ کی طرح صاف اور شفاف ہو چکے تھے اسی وجہ سے تمام امت کا اجماع ہے کہ ہزارواں ہزار جنید اور ہزاراں ہزار شبلی اور بایزید ایک ادنیٰ صحابی کے نقش پا کو نہیں پہنچ سکتے صحابہ کرام کے نفوس اگرچہ حضور کی صحبت کی برکت سے نفس امارہ کی رذیل اور کمینہ خصلتوں سے پاک ہو چکے تھے لیکن صحابہ کرام بشر اور انسان تھے۔ ملائکہ اور انبیاء نہ تھے جو غلطی سے معصوم رہتے۔ بمقتضائے بشریت اجتہادی خطا کا واقع ہو جانا شان تقویٰ اور ورع کے منافی نہیں۔(عقائد اسلام،مولانا ادریس کاندھلویؒ:164)

(185) حضرت ابوموسیٰ اشعری نے فرمایا: اے لوگو وہ اصحاب محمد ﷺ جو نبی ﷺ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ان لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں جو اللہ کے نبی ﷺ کی صحبت سے فیض یاب نہیں ہوئے ہمارے ذمہ تمہارا ایک حق ہے اور وہ تمہارا حق میں پورے خیر خواہانہ جذبے سے پورا کیے دیتا ہوں، صحیح رائے یہ ہے کہ اللہ کے سلطان کی توہین نہ کرو اور اس کے حکم کی خلاف ورزی کی جرأت نہ کرو اور یہ ایک ایسا فتنہ ہے کہ اس میں جو سویا ہوا ہے جاگنے والے سے بہتر ہے اور جو اس میں جاگتا ہے وہ بیٹھے ہوئے سے بہتر ہے اور جو اس میں بیٹھا ہے وہ کھڑے ہوئے سے بہتر ہے اور کھڑا ہوا سوار سے بہتر ہے اور سوار دوڑنے والے سے بہتر ہے،تلواریں نیام میں کرلو نیزوں کی انیاں نکال دو کمانوں کے وتر توڑ دو اور مجبوروں کو مظلوموں کو پناہ دو جب تک معاملہ درست نہیں ہو جاتا اور فتنہ مٹ نہیں جاتا اور فرمایا اور اگر جنگ کے بغیر کوئی چارہ نہ رہا تو اس وقت تک کسی کے خلاف نہیں لڑیں گے جب تک قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ سے فارغ نہیں ہولیں گے وہ جہاں بھی ہوں اور جو بھی ہوں۔(البدایہ:7/223)

ان تصریحات سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ صورت حال انتہائی نازک اور ناقابل فہم ہے، اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا فرمانا بھی یہی تھا کہ یہ وہ فتنہ ہے کہ جب آتا ہے تو ناقابل فہم ہوتا ہے اور جب چلا جاتا ہے تو پھر واضح ہو جاتا ہے، اس فتنہ کے ناقابل فہم ہونے ہی کا نتیجہ تھا کہ اس عہدہ برآ ہونے کے بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہ کی آراء مختلف ہوگئیں، بڑے موقف

یہاں تین ہیں اور تینوں موقف ایک ہدف پر پہنچتے ہیں۔

تین موقف: (1) حضرت علی رضی اللہ کا موقف پہلے بیعت مکمل ہوجائے پھر قصاص کے لیے قاتلین خلیفۃ النبی ﷺ پر ہاتھ ڈالا جائے۔(2) حضرت معاویہ رضی اللہ طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ اور ام المومنین رضی اللہ عنہا کا موف پہلے قصاص لیا جائے پھر بیعت کی تکمیل ہو۔(3) ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سعد بن ابی وقاص وغیرہم کبار صحابہ رضی اللہ عنہم کا موقف فتنہ نا قابل فہم ہے لہٰذا نبی ﷺ کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے کسی معاملہ میں کوئی دخل نہ دو اپنے کام سے کام رکھو اور فتنہ سے نجات پاؤ۔(اصحاب محمد کا مدبرانہ دفاع:73)

- ابن الہمامؒ علامہ سبکیؒ سے نقل کرتے ہیں: ہم ان کے آپس کے وقائع کو اللہ تعالی کے سپرد کرتے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان لوگوں سے جرأت پیش کرتے ہیں جو ان میں طعن کرتے ہیں اور ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت عثمان امام حق تھے اور وہ مظلوم قتل ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے صحابہ کو ان کے قتل میں حصہ لینے سے محفوظ رکھا، ان کو قتل کرنے والا بہت متعنت شیطان تھا کسی صحابی سے آپ کے قتل پر رضامندی ثابت نہیں، سب صحابہ کرام سے ان پر انکار ہی ثابت ہے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مسئلہ اجتہادی تھا، حضرت علی کی رائے تھی کہ تاخیر میں مصلحت ہے اور حضرت عائشہ کی رائے تھی کہ جلدی میں مصلحت ہے، اور ہر ایک اپنے اجتہاد پر عامل ہوا اور ان شاء اللہ وہ اجر حاصل کرے گا۔(عدالت صحابہ، فقیر اللہ:95)
- حافظ ابن کثیرؒ ایک حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں: اس حدیث میں اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ حضرت علی کے ساتھی حق سے زیادہ قریب تھے اور یہی اہلسنت والجماعت کا مذہب ہے کہ حضرت علی ثواب پر تھے اگر چہ حضرت معاویہ مجتہد تھے اور ان شاء اللہ انہیں اجر ملے گا لیکن امام حضرت علی تھے پس ان کے لیے دو اجر ہیں۔(عدالت صحابہ، فقیر اللہ:112)
- علامہ سید الدین تفتازانی شرح مقاصد میں فرماتے ہیں:

فان قیل لا کلام فی ان علیا اعلم و افضل و فی باب الاجتهاد اکمل لکن من این لکم ان اجتهاده فی ذهذ المسئلة و حکمه بعدم القصاص علی الباغی أو باشتراط زوال المنعة صواب و اجتهاد القائلین بالوجوب خطأ لیصح له مقاتلتهم و هل هذا الا کما اذا خرج طائفة علی الامام و طلبوا منه الاقتصاص ممن قتل مسلما بالمثقل قلنا لیس قطعنا بخطاء هم فی الاجتهاد عائد إلی حکم المسئلة نفسه بل إلی اعتقادهم ان علیا رضی الله عنهم یعرف القتلة باعیانهم و یقدر علی الاقتصاص منهم کیف و قد کانت عشره الاف من الرجال یلبسون السلاح و ینادون اننا کلنا قتلة باعیانهم و یقدر علی الاقتصاص منهم کیف و قد کانت عشرة الاف من الرجال یلبسون السلاح و ینادون اننا کلنا قتلة عثمان۔ (فقہی مضامین مفتی عبدالواحد:56)

و قال اهل السنة کان الهق مع علی رضی الله عنه و ان من حاربه مخطئ فی الاجتهاد فهو معذور و ان کلا من الفریقین عادل صالح و لا یجوز الطعن فی أحدمنهم۔ (فقہی مضامین مفتی عبدالواحد:61)

(187) حضرت علی رضی اللہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جو جنگ ہوئی اس وجہ سے ہوئی کہ حضرت عثمان رضی

اللہ کے قاتلوں کو معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا جائے کیونکہ دونوں کے درمیان چچازاد بھائی ہونے کا رشتہ تھا۔ (اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فرزندوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ کو قصاص کا وکیل بنایا تھا۔ کذا فی مختصر التحقہ :278) وہ جنگ دونوں کے اجتہاد کے اختلاف پر مبنی تھی ورنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے امام میں اختلاف نہ تھا۔ کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ قاتلین کی برادری کی کثرت اور لشکر میں ملے جلے ہونے کے باوجود فی الفور اگر انہیں معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا جائے تو امامت کبریٰ کے زوال کا اندیشہ ہے جس سے اہل اسلام کا نظم ونسق وابستہ ہے خصوصا آغاز خلافت میں اور استحکام سے پہلے ہی اگر ایسا کیا جائے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس وقت تک تاخیر ہی مناسب سمجھی جب تک ان پر قابو پا کر ایک ایک کو ختم نہ کریں۔ (فضائل صحابہ مہر محمد میانوالوی:204)

- امام غزالیؒ فرماتے ہیں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہا کے مابین جو کچھ ہوا وہ مبنی بر اجتہاد تھا۔ حضرت علی رضی اللہ کی امامت کے بارے میں حضرت معاویہ کو اختلاف نہ تھا۔ (فضائل صحابہ مہر محمد میانوالوی:212)
- حضرت علی رضی اللہ عنہ (آپ پر سلامتی ہو) نے مختلف شہروں کی طرف جو گشتی مراسلہ لکھا تھا جس میں اپنے اور اہل صفین کے مابین جنگ کا تذکرہ کیا اس کا مضمون یہ ہے: ہمارے معاملے کی ابتداء یوں ہوتی کہ ہم اور شامی جماعت برسر پیکار ہو گئے حالانکہ کھلی بات ہے کہ ہمارا پروردگار ایک، ہمارا نبی ایک، ہماری اسلام کی طرف دعوت ایک۔ نہ ہم ان سے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور حضور علیہ السلام کی تصدیق میں زیادتی کے خواہاں ہیں اور نہ وہ ہم سے یہ چاہتے ہیں۔ ہر بات ایک اور متفق علیہ ہے بجز اس کے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون میں ہمارا اختلاف ہوا۔ اور ہم اس سے بری ہیں۔ (فضائل صحابہ مہر محمد میانوالوی:225)
- مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ خطاء پر مگر ان کی خطا خطائے اجتہادی تھی حسب فرمان نبوی ﷺ وہ اس خطا پر بھی ایک اجر کے مستحق ہیں، یعنی دونوں گویا حق ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی حق کی تلاش ہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی حق کی تلاش ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ دونوں ہی حق پا لینے میں بھی کامیاب ہوں۔ کیونکہ دونوں کی تدبیر مختلف ہے تو ظاہر ہے کہ نتائج بھی مختلف ہوں گے۔ صاحب کشف الاسرار نے جستجوئے حق کے اس اجتہادی عمل کی ایک مثال سے یوں وضاحت فرمائی ہے۔ جیسے کوئی مدفون چیز ہے کئی افراد اس کی تلاش میں لگ جاتے ہیں ان میں سے کسی ایک کی کوشش محض اتفاق سے اس کو پا لینے میں کامیاب ہو جاتی ہے ظاہر ہے کہ اس کا حقدار تو پا لینے والا ہی ہوگا لیکن طلب دونوں کی سچی طلب تھی اس لیے طلب صادق پر اجر کا حق دار وہ بھی ہوگا جو گوہر مقصود کو نہیں پا سکتا۔ ٹھیک یہی معاملہ یہاں ہے مطلوب دونوں کا حق کو پا لینا ہے طلب دونوں کی صادق ہے لہٰذا طلب حق میں دونوں اجر کے حقدار ہیں لیکن س طلب کا نتیجہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں رہا لہٰذا وہ اجر میں بڑھ گئے اس لیے نہیں کہ وہ افضل تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ مفضول تھے بلکہ اس لیے کہ ان کی طلب صادق کا نتیجہ درست رہا جیسے حضرت داؤد علیہ السلام کی مثال میں مذکور ہوا گویا نتیجہ درست ہونے کا افضل یہا مفضول ہونے سے کوئی تعلق نہیں۔ (اصحاب محمد کا مدبرانہ دفاع، مولانا بشیر احمد حصاری:67)

- کمال بن ابی شریف فرماتے ہیں: مشاجرات علی ومعاویہ سے یہ مراد نہیں کہ ان کا جھگڑا امارت میں تھا جیسا کہ بعض لوگوں کا وہم ہے بلکہ نزاع تو صرف قاتلین عثمان کو ان کے خاندان کے سپرد کرنے میں تھا تا کہ ان سے قصاص لیا جائے، کیونکہ حضرت علی کی رائے یہ تھی کہ قاتلین عثمان کو ان کے خاندان کے سپرد کرنے میں تاخیر زیادہ قرین صواب ہے کیونکہ ان پر ہاتھ ڈالنے میں جلد بازی ان خاندانوں کی کثرت کی وجہ سے اور لشکر اسلامی میں ان کے ملے جلے ہونے کی وجہ سے امارت عامہ کے معاملہ کو مضطرب کرنے کی طرف مؤدی تھی کیونکہ ان میں بعض لوگوں نے جب حضرت علی نے جمل کے دن ان کو یعنی قاتلین عثمان کو لشکر سے علیحدہ ہونے کا حکم دیا تو حضرت علی کے خلاف بغاوت اور آپ کے قتل کا ارادہ کرلیا تھا اور حضرت معاویہ کی رائے یہ تھی کہ ان قصاص لینے کے لیے ان کو حضرت عثمان کے رشتہ داروں کے سپرد کرنا زیادہ قرین صواب ہے، بہرحال حضرت علی اور حضرت معاویہ میں ایک مجتہد ماجور ہے پس یہی مراد ہے ان باہمی اختلافات سے۔ (عدالت صحابہ، فقیر اللہ: 103)
- ملا علی قاری رحمہ اللہ ابو منصور بغدادیؒ سے نقل کرتے ہیں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پس وہ عدول فضلاء اور بہترین صحابہ میں سے ہیں اور جو لڑائیاں آپس میں واقع ہوئی ہیں تو ہر ایک جماعت کو شبہ تھا جس سے ہر ایک اپنے آپ کو حق اور صواب پر سمجھتی تھی اور سب کے سب اپنی اپنی لڑائیوں میں تاویل کرنے والے تھے ان میں سے کوئی بھی اس وجہ سے عدالت نہیں نکلا کیونکہ سب مجتہد تھے۔ متعدد ومسائل میں باہم اختلاف ہو گیا جیسے کے بعد میں مجتہدین نے ایک دوسرے سے اختلاف کیا۔ کسی کو کوئی نقصان عارض نہیں ہوا۔

امام ابن حزم رحمہ اللہ علیہ عدالتِ صحابہ سے متعلق شکوک وشبہات کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں: ایسے ہی وہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صفین کے دن قتال کیا یعنی وہ سب متاول تھے اور لیکن اہل جمل پس انہوں نے ہرگز حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کا ارادہ نہیں کیا اور نہ ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کا قصد کیا۔ وہ تو بصرہ میں قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق غور وفکر کرنے اور ان پر اللہ کا فیصلہ نافذ کرنے کی غرض سے جمع ہوئے تھے پس جن لوگوں کو اپنے اوپر اللہ کا مقرر کردہ حکم نافذ کیے جانے کا خطرہ تھا انہوں نے چپکے سے جنگ برپا کرنے میں زبردستی کی حتی کہ ہر فریق نے جب یہ دیکھا کہ تلوار انہیں مل چکی ہے تو دفاع پر مجبور ہو گیا اور یہ بات صریحاً منقول ہے۔ (عدالت صحابہ، فقیر اللہ: 98)

- علامہ فرہاروی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اجمالاً یہ کہ وہ تمام حضرات حق کے متلاشی تھے لیکن ان میں سے بعض حضرات اپنے اجتہاد میں صاحب الرائے تھے اور بعض خطاء پر، ان میں سے جو خطا پر تھا اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں بلکہ اسے بھی اجر ملے گا اور سلف صالحین کی عادت اسی طرح واقع ہوئی ہے کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے افعال کو مقاصد صحیحہ پر محمول کرتے تھے۔ (عدالت صحابہ، فقیر اللہ: 100)

(188) شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: ویتبرء من طریقة الروافض الذین یبغضون الصحابة ویسبونهم، وطريقة النواصب الذين يؤذون أهل البيت بقول أو عمل، ويمسكون عما شجر بين الصحابة ويقولون إن هذة الآثار المروية في مساويهم منها ما هو كذب ومنها ما قد زيد فيه ونقص وغير عن وجهه والصحيح منه هم فيه معذورون

إماما مجتهدون مصيبون وإماما مجتهدون مخطئون وهم مع ذلک لا يعتقون أن كل واحد من الصحابة معصوم من الكبائر الاثم وصغائره، مل تجوز عليهم الذنوب في الجملة ولهم من السوابق والفضائل مايوجوب مغفرة مايصدر منهم إن صدر، حتى أنه يغفرلهم من السيئات مالا يغفر لمن بعدهم لأن لهم من الحسنات التي تمحو السيئات ماليس لمن بعدهم۔ (العقيدة الواسطية: 116، (مشاجرات صحابہ اور سلف کا موقف، ارشاد الحق اثری: 66)

علامہ عبدالعزیز لکھتے ہیں: والمحمل انهم كانوا يطلبون الحق ولكن يصيب بعضهم في الاجتهاد ويخطئ بعضهم والمخطئ في الاجتهاد غير ماخوذ بل ماجور وهكذا اجرت عادت السلف الصالحين بحمل افعال الصحابة على مقاصد صحيحة۔ (النبراس: 549)

(مشاجرات صحابہ اور سلف کا موقف، ارشاد الحق اثری: 111-115-109-80-81-82-83-64-71-74-76)

● علامہ سفارینی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الدرة المضية'' میں، پھر اس کی شرح میں اس مسئلے پر اچھا کلام کیا ہے، اس کا ایک حصہ یہاں نقل کیا جاتا ہے، پہلے متنِ کتاب کے دو شعر لکھتے ہیں: اور پرہیز کرو صحابہ کرامؓ میں پیش آنے والے جھگڑوں میں دخل دینے سے جس میں ان میں سے کسی کی تحقیر ہوتی ہو۔ کیونکہ ان کا جو عمل بھی ہوا ہے اپنے اجتہادِ شرعی بناء پر ہوا ہے، تم سلامتی کی راہ اختیار کرو، اللہ ذلیل کرے اس شخص کو جو ان کی بدگوئی کرے۔

اس کے بعد اس کی شرح میں فرمایا: اس لیے کہ جو نزاع وجدال اور دفاع وقتال صحابہؓ کے درمیان پیش آیا وہ اس اجتہاد کی بناء پر تھا جو فریقین کے سرداروں نے کیا تھا، اور فریقین میں سے ہر ایک کا مقصد اچھا تھا، اگرچہ اس اجتہاد میں برحق فریق ایک ہی ہے، اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء ہیں، اور خطاء پر وہ حضرات ہیں جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نزاع وعداوت کا معاملہ کیا، البتہ جو فریق خطاء پر تھا، اسے بھی ایک اجر وثواب ملے گا، اس عقیدے میں صرف اہلِ جفاء وعناد ہی اختلاف کرتے ہیں، لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان مشاجرات کی جو صحیح روایات ہیں، ان کی بھی اس میں تشریح کرنا واجب ہے جو ان حضرات سے گناہوں کے الزام کو دور کرنے والی ہو، لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے درمیان جو تلخ کلامی ہوئی وہ کسی کے لیے موجبِ عیب نہیں، نیز ابتداء میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی تھی، وہ دو باتوں میں سے کسی ایک وجہ سے تھی، یا تو اس لیے کہ ان سے مشورہ نہیں لیا گیا تھا، جیسا کہ خود انہوں نے اسی پر رنجیدگی کا اظہار فرمایا، یا پھر اس سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دلداری مقصود تھی جو یہ سمجھتی تھیں کہ آنحضرت ﷺ کی میراث سے جو حصہ مجھے ملنا چاہیے، وہ ملے، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بلاشبہ تمام لوگوں کے سامنے حضرت ابوبکر رضی اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اللہ کے فضل سے مسلمانوں کی بات ایک ہوگئی اور مقصد حاصل ہوگیا۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ کا قصاص لینے میں جو توقف سے کام لیا وہ یا تو اس بناء پر تھا کہ یقینی طور پر قاتل معلوم نہ ہوسکا یا اس لیے کہ فتنہ وفساد میں اضافے کا خدشہ تھا، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت

معاویہ رضی اللہ عنہم اوران کے متبعین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، اور وہ عقیدۂ برحق جس پر کوئی مصالحت نہیں ہوسکتی، یہ ہے کہ یہ تمام حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم عادل ہیں، اس لیے کہ ان تمام جنگوں میں انہوں نے تاویل اوراجتہاد سے کام لیا، اس لیے کہ اہلِ حق کے نزدیک اگرچہ حق ایک ہی ہوتا ہے، لیکن حق تک پہنچے کے لیے پوری کوشش صرف کرنے اوراس میں کوتاہی نہ کرنے ے بعد کسی سے غلطی بھی ہوجائے تو وہ ماجور ہی ہوتا ہے، گناہگار نہیں۔ اور درحقیقت ان جنگوں کا سبب معاملات کا اشتباہ تھا۔ یہ اشتباہ اتنا شدید تھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی اجتہادی آرائیں مختلف ہوگئیں، اور وہ تین قسموں میں بٹ گئے، صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت تو وہ تھی جس کے اجتہاد نے اسے اس نتیجے تک پہنچایا کہ حق فلاں فریق کے ساتھ ہے اوراس کا مخالف باغی ہے لہٰذا اس پر اپنے اجتہاد کے مطابق برحق فریق کی مدد کرنا اور باغی فریق سے لڑنا واجب ہے، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، اور ظاہر ہے کہ جس شخص کا حال یہ ہواس کے لیے ہرگز مناسب نہیں تھا کہ وہ امام عادل و برحق کی مدد اور باغیوں سے جنگ کے فریضے میں کوتاہی کرے۔ دوسری قسم اس کے برعکس ہے اوراس پر بھی تمام وہی باتیں صادق آتی ہے جو پہلی قسم کے لیے بیان کی گئی ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک تیسری جمات وہ تھی جس کے لیے کچھ فیصلہ کرنا مشکل تھا، اوراس پر یہ واضح نہ ہوسکا کہ فریقین میں سے کس کو ترجیح دے؟ یہ جماعت فریقین سے کنارہ کش رہی، اوران حضرات کے حق میں یہ کنارہ کشی ہی واجب تھی، اس لیے کہ جب تک کوئی شرعی وجہ واضح نہ ہو، کسی مسلمان کے خلاف قتال کا اقدام حلال نہیں ہوتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم معذور اور ماجور ہیں، گناہگار نہیں، یہی وجہ ہے کہ اہل حق کے تمام قابلِ ذکر علماء کا اس پر اجماع ہے کہ ان کی شہادتیں بھی قبول ہیں اوران کی روایت بھی، اوران سب کے لیے عدالت ثابت ہے، اسی لیے ہمارے ملک کے علماء نے، اور انکے علاوہ تمام اہلِ سنت نے، جن میں ابن حمدانؒ (نہایۃ المبتدئین) بھی داخل ہیں، فرمایا ہے کہ: تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت رکھنا اوران کے درمیان جو واقعات پیش آئے ان کو لکھنے، پڑھنے پڑھانے، سننے اور سنانے سے پرہیز کرنا واجب ہے، اوران کی خوبیوں کا تذکرہ کرنا، ان سے رضامندی کا اظہار کرنا ان سے محبت رکھنا، ان پر اعتراض کی روش کو چھوڑنا، انہیں معذور سمجھنا، اور یہ یقین رکھنا واجب ہے کہ انہوں نے جو کچھ کیا وہ ایسے جائز اجتہاد کی بنا پر کیا جس سے نہ کفر لازم آتا ہے، نہ فسق ثابت ہوتا ہے، بلکہ بسا اوقات اس پر انہیں ثواب ہوگا اس لیے کہ یہ ان کا جائز اجتہاد تھا۔ پھر کہتے ہیں: بعض حضرات نے کہا ہے کہ حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور جس نے ان سے قتال کیا ان کی غلطی معاف کردی گئی ہے۔ اور الدرۃ المضیۃ کی نظم میں جو مشاجرات کے معاملے میں غور و بحث سے منع کیا گیا ہے، وہ اس لیے کہ امام احمد رحمہ اللہ اس شخص پر نکیر فرمایا کرتے تھے جو اس بحث میں اُلجھتا ہو، اور فضائلِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں جو احادیث آئی ہیں، انہیں تسلیم فرما کر ان لوگوں سے برائت کا اظہار کرتے تھے جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو گمراہ یا کافر کہتے ہیں، اور کہتے تھے کہ: (صحیح طریقہ) مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سکوت اختیار کرنا ہے۔ (شرح عقائد سفارینیؒ:2/386۔ مقام صحابہ مفتی محمد شفیع:87)

- صاحب نبراس فرماتے ہیں: صحابہ رضی اللہ عنہم کی برائیوں کے سلسلے میں کچھ مخالفین نے ذکر کیا ہے وہ (تقریباً سب) موضوع ہے اور جو کچھ صحیح ہے وہ تو وہ خطاء اجتہادی سے ہے اور مجتہد اپنی خطاء میں بھی ماجور ہے ماخوذ نہیں۔ اور اگر بالفرض ان سے گناہ کا

صدور تسلیم بھی کیا جائے تو کوئی حرج کی بات نہیں کیونکہ خلافت میں عصمت شرط نہیں اور ان کے لیے یہ وعدہ کافی ہے جو اللہ نے ان سے بخشش اور جنت کا فرمایا ہے۔ واضح ہو کہ غیبت کبیرہ گناہوں میں سے ہے خصوصا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی غیبت تو اور بھی بدتر گناہ کبیرہ ہے۔ (فضائل صحابہ مہر میانوالوی:218-223)

(189) (علامہ تفتازانی فرماتے ہیں: وما وقع من المخالفات والمحارابات لم یکن عن نزاع فی خلافة بل عن خطا فی الاجتھاد۔

اور حاشیہ خالی میں ہے: فان معاویة واحزابه بغوا عن طاعته مع اعترافهم بانه افضل اهل زمانه الاحق بالامامة منه بشبهة هی ترک القصاص عن قتلة عثمان رضی الله عنه۔ عقائد اسلام مولانا ادریس کاندھلویؒ:166)

(190) قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں: آنحضرتؐ کی توقیر اور آپ سے حسن سلوک کا تقاضا ہے کہ آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی بھی توقیر کی جائے اور ان سے حسن سلوک کا مظاہر کیا جائے، ان کے حق کو سمجھا جائے ان کی اقتداء کی جائے ان کی تعریف کی جائے اور ان کے لیے بخشش کی دعا کی جائے اور ان کے درمیان ہونے والے اختلاف کے بارے میں خاموشی اختیار کی جائے۔ ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھی جائے۔ مؤرخین اور مجہول راویوں اور گمراہ شیعہ اور بدعتیوں کی بیان کی ہوئی ان روایات سے اعراض کیا جائے جن میں سے کسی ایک صحابی پر دوقدح پایا جاتا ہے اور ان کے مابین واقعہ ہونے والے فتنہ کے بارے میں جو نقل کیا جاتا ہے اس کی بہترین تاویل اور ان کے محامل تلاش کیے جائیں۔ اور انہیں درست مخارج پر محمول کیا جائے کیونکہ وہ اسی کے حق دار ہیں۔ اور کسی صحابی کی برائی بیان نہ کی جائے نہ کسی معاملہ میں ان پر عیب لگایا جائے۔ بلکہ ان کی حسنات وفضائل اور نیک سیرت بیان کی جائے اور ان کے علاوہ باقی امور سے خاموشی اختیار کیا جائے۔ (الشفاء:2/41، مشاجرات صحابہ اور اسلاف کا موقف، ارشاد الحق اثری:56)

- علامہ تفتازانیؒ فرماتے ہیں: صحابہ کرام کا ذکر بجز خیر اور بھلائی کے نہ کیا جائے کیونکہ احادیث صحیحہ میں ان کے مناقب اور ان پر طعن وتشنیع سے اجتناب کا وجوب مروی ہے اور ان کے مابین جو لڑائی اور جھگڑے ہوئے اس کے کئی محامل اور تاویلات ہیں۔ (شرح العقائد مع النبراس:546-549 مشاجرات صحابہ اور اسلاف کا موقف، ارشاد الحق اثری:105، فضائل صحابہ مہر محمد میانوالوی:206۔ اصحاب محمد کا مدبرانہ دفاع، مولانا بشیر احمد حصاری:143)

(191) (مشاجرات صحابہ اور سلف کا موقف، ارشاد الحق اثری:56) مزید دیکھیں حوالہ نمبر 190

(192) علامہ ابن حجر ہیتمیؒ فرماتے ہیں: خوب جان لو کہ اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ تمام صحابہ کرام کو عادل قرار دے اور ان میں طعن وتشنیع کرنے سے اجتناب کرے اور ان کی تعریف وثناء بیان کرے، اور یہ بھی واجب ہے کہ مؤرخین بالخصوص جاہل رافضیوں اور گمراہ شیعوں کی ان اخبار سے اعراض کرتے ہوئے جن سے کسی ایک صحابی کی بھی تنقیص ہوتی ہو، صحابہ کرام کے درمیان رونما ہونے والے اختلافات سے خاموشی اختیار کیا جائے، صحابہ کرام کے بارے میں

ان واقعات کا کسی کتاب میں درج ہونا کافی نہیں بلکہ دیکھنا چاہیے کہ وہ صحیح بھی ہیں یا نہیں؟ اگر کوئی قابل اعتراض بات ثابت ہو تو ضروری ہے کہ اس کی اچھی تاویل کی جائے اور اس کا کوئی صحیح مخرج تلاش کیا جائے کیونکہ صحابہ کرام کی شان کے یہی مطابق ہے۔(الصواعق:208،مشاجرات صحابہ اور اسلاف کا موقف، ارشاد الحق اثری:87)

(193) امام ابن دقیق العید فرماتے ہیں: صحابہ کرام کے مابین اختلاف نقل کیا جاتا ہے اس کی نوعیت مختلف ہے بعض واقعات وہ ہیں جو باطل اور جھوٹ ہیں جن کی طرف التفات ہی نہیں کرنا چاہیے اور جو واقعات صحیح ہیں ہم ان کی اچھی تاویل کریں گے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کے بارے میں تعریف بہت پہلے بیان ہو چکی اور اس کے بعد جو کلام نقل کیا جاتا ہے وہ تاویل کا محتمل ہے مشکوک اور موہوم چیز ثابت شدہ اور معلوم چیز کو باطل قرار نہیں دے سکتی۔(شرح فقہ الاکبر:71،مشاجرات صحابہ اور اسلاف کا موقف، ارشاد الحق اثری:55-56)

- مولانا عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں: ہمارا اہل سنت والجماعت کا مذہب یہ کہ مشاجرات کے بارے میں تاویل کی کوشش کی جائے، اگر تاویل ممکن نہ ہو تو اس قصہ کو رد کرنا اور خاموش رہنا اور طعن نہ کرنا واجب ہے۔(مشاجرات صحابہ اور اسلاف کا موقف:115، ارشاد الحق اثری، شرح فقہ الاکبر:71)
- مفتی محمد شفیعؒ فرماتے ہیں: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ذوات وشخصیات اور ان کے مقام کا تعین صرف تاریخی روایت کی بنیاد پر کر لینا درست نہیں، کیونکہ یہ حضرات رسالت اور امت کے درمیانی واسطہ ہونے کی حیثیت سے ازروئے قرآن وسنت ایک خاص مقام رکھتے ہیں، تاریخی روایات کا یہ درجہ نہیں ہے کہ ان کی بناء پر ان کے اس مقام کو گھٹایا بڑھایا جا سکے، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں سمجھنا چاہیے کہ فنِ تاریخ بالکل ناقابلِ اعتبار و بیکار ہے، (آگے اسلام میں اس کی ضرورت واہمیت واضح کی جائے گی) بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اعتبار واعتماد کے بھی مختلف درجات ہوتے ہیں۔ اسلام میں اعتبار واعتماد کا جو مقام قرآن کریم اور احادیث متواترہ کا ہے وہ عام احادیث کا نہیں، جو حدیثِ رسول ﷺ کا درجہ ہے وہ اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم کا نہیں۔ اسی طرح تاریخی روایات کے اعتماد واعتبار کا بھی وہ درجہ نہیں ہے جو قرآ وسنت یا سندِ صحیح سے ثابت شدہ اقوالِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے۔

بلکہ جس طرح نصِ قرآنی کے مقابلے میں اگر کسی غیر متواتر حدیث سے اس کے خلاف کچھ مفہوم ہوتا ہو تو اس کی تاویل واجب ہے، یا تاویل سمجھ میں نہ آئے تو نص قرآنی کے مقابلے میں اس حدیث کا ترک واجب ہے۔ اسی طرح تاریخ روایات اگر کسی معاملے میں قرآن وسنت سے ثابت شدہ کسی چیز سے متصادم ہوں تو وہ بمقابلہ قرآن وسنت کے متروک یا واجب التاویل قرار دی جائے گی خواہ وہ تاریخی اعتبار سے کتنی ہی معتبر ومستند روایات ہوں۔ اعتبار واعتماد کی یہ درجہ بندی کسی فن کی عظمت واہمیت کو گھٹاتی نہیں، البتہ شریعت اور اس کے احکام کی عظمت کو بڑھاتی ہے کہ ان کے ثبوت کے لیے اعتماد واعتبار کا نہایت اعلیٰ درجہ لازم قرار دیا گیا ہے، پھر احکام شرعیہ میں بھی تقسیم کر کے عقائد اسلامیہ کے ثبوت کے لیے ہر شرعی دلیل بھی کافی نہیں سمجھی جاتی جب تک قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت نہ ہو، باقی احکام عملیہ کے لیے عام احادیث جو قابلِ اعتماد سند کے ساتھ منقول ہوں وہ بھی کافی ہوتی ہیں۔(مقام صحابہ، مفتی شفیع صاحبؒ:12)

(194) (اہل سیر اور اہل تاریخ نے مشاجرات صحابہ کے متعلق جو واقعات نقل کیے ہیں اگر ان کی صحت تسلیم کر لی جائے تو غایت سے غایت وہ مفید ظن ہوں گے اور آیات قرآنیہ اور احادیث متواترہ سے جو صحابہ کے فضائل مناقب میں ثابت ہیں وہ سب قطعی اور یقینی ہیں اور محض تاریخی خبروں کی بناء پر صحابہ کرام پر لعن وطعن کرنا اور نصوص قطعیہ سے اعراض کرنا بے دینی ہے پس اہل ایمان کو چاہیے کہ تاریخی قصوں اور افسانوں کی بناء پر صحابہ کرام سے بدگمان ہو کر اپنا ایمان خراب نہ کریں قرآ و حدیث نے صحابہ کرام کے متعلق جو خبر دی ہے وہ حق ہے اور اس کے خلاف جو ہے وہ غلط ہے، قرآن صحابہ کرام کی مدح اور منقبت سے بھرا پڑا ہے۔ معاذ اللہ اگر وہ برے تھے تب بھی اچھے تھے۔ عقائد اسلام مولانا ادریس کاندھلویؒ:171)

- طعنِ صحابی پر مشتمل صحیح السند روایات کو مانا جائے گا یا نہیں؟ رہی یہ بات کہ طعنِ صحابی پر مشتمل روایات اگر سنداً مضبوط (صحیح یا حسن) ثابت ہوں تو انہیں قبول کیا جائے گا یا نہیں؟ تو اس بارے میں اصول یہ ہے کہ: (1) ایسی روایت مسترد نہیں کی جائیں گی، ان کے الفاظ کو قبول کیا جائے گا تاہم دیگر صحیح روایت کی روشنی میں ان کا مناسب مطلب سمجھنے کی کوشش کی جائے گی جسے تاویل کہا جاتا ہے۔ تاویل سے یہ مراد نہیں کہ کسی روایت سے خواہ مخواہ کوئی مطلب ثابت کرنے کی کوشش کی جائے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ روایت کے الفاظ میں جن معنوں کی گنجائش ہو، ان میں سے بہترین اور مناسب ترین معنی تلاش کیا جائے۔ (2) اگر ایسی کسی صحیح روایت کے الفاظ میں کسی اور مطلب کی گنجائش نہ ہو تو دیکھا جائے گا کہ وہ صحیح روایت کسی اصح روایت سے معارض تو نہیں یا اسے محدثین نے معلل تو قرار نہیں دیا (یعنی کسی باریک علت کی بناء پر محلِ نظر تو نہیں سمجھا) کسی دور میں اصح روایت سے تعارض ہونے یا معلل ہونے کی صورت میں بھی روایت قابلِ تحقیق ہوگی۔ ایسے میں سند و متن کی مزید تحقیق، قرائن پر غور و فکر اور درایت کے اصول سامنے رکھتے ہوئے روایت کو قبول یا مسترد کیا جائے گا۔ (3) اگر کسی ایسی صحیح روایت کے الفاظ میں اس کی اور مطلب کی گنجائش نہ ہو اور اس مطلب کا کسی دوسری صحیح روایت سے کوئی تعارض بھی نہ ہو، وہ علل سے بھی پاک ہو تو صحابی کی خطا کو مان لیا جائے گا مگر صحابہ کی عظمت و توقیر کی دیگر نصوص کے پیشِ نظر صحابی کو نہ تو زبان سے برا بھلا کہا جائے گا، نہ ہی دلی عظمت میں کوئی کمی کی جائے گی۔ حتی الامکان خطاء کو بھول چوک یا خطائے اجتہادی مانا جائے گا۔ اگر وہ صریح معصیت ہو تو بھی اسے بشری لغزش پر محمول کیا جائے گا۔

جیسے بعض غیر متعارض صحیح روایت میں بعض صحابہ کے سرقہ یا شربِ خمر یا خروج علی الائمہ وغیرہ کا ذکر ہے۔ تو ان روایات کا انکار نہیں کیا جاتا کیوں کہ اسلامی عقیدے کے مطابق صحابہ کرام معصوم نہیں، ان سے غلطیوں کا صدور ممکن ہے۔ تاہم ایسی لغزشوں کے پسِ پردہ تکوینی حکمتیں بھی ملحوظ رہنی چاہئیں۔ مثلاً: بعض حکمتیں یہ تھی کہ: 1) صحابہ اور پیغمبر کے مراتب میں فرق واضح ہو سکے کہ نبی معصوم ہیں اور صحابہ غیر معصوم۔ 2) بعض شرعی مسائل جیسے: قصاص، شراب، چوری زنا، خروج و بغاوت کی سزا وغیرہ کے احکام نافذ ہو سکیں۔ بہر کیف صحابہ کرام امت میں عظیم ترین اور اعلیٰ و افضل ہیں۔ انکی لغزشیں نص قرآنی عَفَا اللّٰہُ عَنۡھُمۡ کے تحت معاف کی جا چکی ہیں۔ قرآن مجید انہیں اللہ کی خوشنودی کا مژدہ سنا چکا ہے۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ (تاریخ امت مسلمہ مولانا اسماعیل ریحان صاحب:2/6-75)

● تاریخ اور سیر کی کتابوں میں جو بھی باتیں اور واقعات ایسے ذکر کیے گئے ہیں، جس سے صحابہ کے کردار پر آنچ آتی ہو اس کو لوگوں کے درمیان عام نہ کیا جائے اس لیے کہ روافض خوارج وغیرہ فرق باطلہ نے بے شمار من گھڑت واقعات اور باتوں کو بلا سند ان کی طرف منسوب کر دیا ہے، ایسی بے بنیاد باتوں کے پھیلانے کو گناہ کبیرہ میں شمار کیا گیا ہے، بلکہ اللہ کے غضب اور اس کی ناراضگی کو مول لینا ہے اس طرح کی حرکت سے۔(ماہنامہ شاہراہ علم جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا:14)

● تاریخی روایات کی حیثیت: تاریخی روایت میں سند کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی کیونکہ تاریخی روایات کا تعلق پیش آمدہ واقعات کی حکایت و نقل سے ہوتا ہے جس میں نقل کرنے والے کے رجحانات، تاثرات اور نوعیت مشاہدہ کا بڑا عمل دخل ہوتا ہے اگر ایک واقعہ کو نقل کرنے والے پانچ افراد ہوں گے تو وہ ایک واقعہ پانچ مختلف واقعات بن جائے گا۔ لہٰذا اگر یہ روایت عام تاریخی معلومات سے متعلق ہوں تو ان کو مان لینے یا نہ ماننے سے کچھ فرق واقع نہیں ہوتا لیکن اگر ان واقعات کا تعلق صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگی سے ہو تو پھر ہم ان کو بلا چوں و چرا نہیں مان سکتے ورنہ اس کی زد براہ راست نصوص قرآنی، ختم نبوت اور ضرویات دیں پر پڑے گی لہٰذا وہ تمام روایات جو تاریخ کے اس مرحلہ سے تعلق رکھتی ہیں جس میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے غزوات ہیں ان کے سیاسی، معاشرتی، معاشی اور ثقافتی تصرفات ہیں اس مرحلہ کے بارے میں ان کروایات کے اخذ و قبول کا واحد ذریعہ ہے درایت چونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگی دین حق کا متن ہے، سنت نبوی ﷺ کی کھلی کتاب ہے لہٰذا ان کے بارے میں تاریخی روایت میں سے صرف وہی روایت قبول کیا جائے جو درایت کے حسب ذیل اصولوں پر پوری اترے گی۔(1) کوئی روایت قرآن کی نص کے منافی نہ ہو۔(2) کوئی روایت صحیح حدیث کے منافی نہ ہو(3) کوئی روایت عقل سلیم کے منافی نہ ہو(4) کوئی رایت متعلقہ صحابی کی معروف سیرت کے منافی نہ ہو۔(اصحاب محمد کا مدبرانہ دفاع مولانا بشیر احمد حصاری:49)

● یہ بات بہت زور شور سے کہی جا رہی ہے کہ یہ موضوعات اگر ایسے ہی شجرۂ ممنوعہ تھے تو مؤرخین و محدثین نے ان کو اپنے ہاں بیان کیوں کیا؟ اس کا جواب یہ ہے(1) کہ اگر کوئی مؤرخ اپنی تاریخ میں کوئی حکایت نقل کرتا ہے، یا اسی طرح کوئی محدث اپنی کتاب میں کوئی روایت بیان کرتا ہے، تو یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ کس حیثیت سے بیانکر رہا ہے؟ دلیل اور حجت کے طور پر؟ یا صرف اُس کو رد کرنے کے لیے؟ جیسا کہ اِس کے نمونے ابھی صحابی کی تعریف کے سلسلے میں گذرے، کہ سخاویؒ وغیرہ نے بعض تعریفات صرف رد ہی کے لیے ذکر کی تھیں۔ تا کہ خالی الذہنی میں کوئی شخص اُن کو قبول نہ کر لے۔ علامہ ذہبی وغیرہ محدثین کثرت سے اس طرح کے جملے کہتے ہیں: ذکرناه للتعجب .... نبهنا عليه لئلا يغتر به........ کہیں کہیں صاف صاف نکارت، غرابت، ضعف، وضع یا بطلان کا حکم بھی لگاتے رہتے ہیں۔(2) اور بعض مرتبہ صرف واقعات کی کڑی ملانا اور اپنے تک پہنچی ہوئی بات آگے بڑھانے کا شوق اس کا محرک ہوتا ہے، مؤرخ ابن جریر طبریؒ اپنی تاریخ کے مقدمہ میں لکھتے ہیں: فمايكن في كتابي هذا من خبرٍ ذكرناه عن بعض الماضين ممايستنكره قارئه، أو يستشنعه سامعه، من أجل أنه لم يعرف له وجهاً في الصحة، ولا معنى في الحقيقة، فليعلم أنه لم يؤت في ذالك من قبلنا، وإنما أتى من قبل بعض ناقليه إلينا، وإنا إنما أدينا ذالك على نحو ماأدى إلينا۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ طبری کا مقصود صرف اُن تمام (رطب

ویابس) اخبار وحکایت کو جمع کر دینا تھا جو اُن تک پہنچی ہیں، اُن میں سہی غلط کی کوئی بحث نہیں کی گئی ہے۔ (3) اسی طرح حافظ ابن اکثیر البدایۃ والنہایۃ: 8/220 میں کربلا کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ولولا أن ابن جریر وغیرہ من الحفاظ والأئمة ذکروہ ماسقتُه........ معلوم ہوا کہ بہت سی روایات ایک دوسرے کی متابعت میں بھی بیان کر دی جاتی ہیں۔ (4) حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں: ووقع في کتب التواریخ وکتب الجرح والتعدیل أمور عجیبة، والعاقل خصم نفسه، ومن حسن إسلام المرء ترکه مالا یعنیه (سیر أعلام النبلاء: 93/10) تاریخ اور جرح وتعدیل کی کتابوں میں عجیب عجیب باتیں آگئی ہیں اب عقلمند وہ ہے جو پہلے خود کو دیکھے، اور اچھا مسلمان وہ ہے جو بے وجہ کے موضوعات اور بے فائدہ معاملات سے خود کو دور رکھے۔ (حرمت صحابہ، مولانا محمد معاویہ سعدی: 49)

● امام المؤرخین والمحدثین، فخر المتاخرین، علامہ شمس الدین الذہبیؒ اپنی بے نظیر کتاب سیر اعلام النبلاء 10/92 میں فرماتے ہیں: صحابہ کے آپس کے اختلافات اور قتال سے سکوت رکھنے کا مسئلہ طے شدہ ہے ہماری نظروں سے اس موضوع سے متعلق روایات روزانہ تاریخ وغیرہ کی کتابوں اور رسالوں میں گزرا کرتی ہیں، مگر زیادہ تر منقطع اور ضعیف ہوتی ہیں، بلکہ موضوع تک، یہ کتابیں ہمارے سامنے بھی ہیں دیگر علماء کے سامنے بھی ہیں، جو چاہے اٹھا کر دیکھ لے، اس لیے مناسب یہی ہے کہ یہ موضوع بند کر کے اور لپیٹ کر ہی رکھا جائے، بلکہ اس کو اپنی گفتگو سے خارج ہی کر دیا جائے تا کہ قلوب میں صفائی رہے اور صحابہ سے محبت اور رضا کا جذبہ موج زن رہے۔

اور عوام سے اسی طرح عام مولویوں سے تو اس طرح کے موضوعات کا اخفاء متعین ہی ہے صرف اس عالم کے لیے رخصت ہے جو انصاف پسند ہو نفسانی جذبات سے بالاتر ہو وہ بھی تنہائی میں مطالعہ کرے اور آخر میں تمام صحابہ کے لیے استغفار کا اہتمام کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہیں سکھایا ہے کہ ان کے بعد والے آ کر ان صحابہ کے بارے میں یہ کہا کریں گے اے ہمارے رب! مغفرت فرما دیجیے ہماری اور ہمارے ان بھائیوں کی جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ گزر چکے اور نہ رکھیے ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لیے کھوٹ۔

اصل بات یہ ہے کہ صحابہ کی جماعت ایسی ہے کہ ان کے بہت سے کارنامے اور بہت سے ایسے اعمال ہیں جو سارے گناہوں کا کفارہ ہیں، جہاد ایسا کہ ساری غلطیوں کو دھو دے عبادت ایسی کہ سارے گناہوں کو مٹا دے۔ ہم کوئی غلو کرنے والوں میں سے نہیں ہیں صحابہ کو معصوم نہیں سمجھتے، پھر سب کو ایک مرتبہ کا نہیں کہتے ان میں فرق مراتب کا اعتقاد رکھتے ہیں۔

اور یہ سب جو روافض اور اہل بدعت صحابہ سے متعلق اپنی کتابوں میں لکھتے پڑھتے ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں فضول باتیں ہیں اکثر باطل اور من گھڑت ہیں، روافض کا شیوہ ہی ہے باطل خبروں کا روایت کرنا، اور مستند صحاح ومسانید کی روایتوں کو رد کر دینا، جس کو جنون ہو اس سے توقع ہی کیا قائم کی جائے؟؟ (حرمت صحابہ، مولانا محمد معایہ سعدی: 32)

● شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں: جو کچھ بعض صحابہ سے اختلافات اور جنگوں میں اہل بیت کے حفظ حقوق اور ان کے ادب کی رعایت میں کمی مخالفین روایت کرتے ہیں (وہ قابل تسلیم نہیں) بالفرض ان کی صحت تسلیم کر چکنے کے بعد ان سے روگردانی

اور چشم پوشی کریں، اوران سنی کریں اس لیے کہ حضور ﷺ کے ساتھ ان کی صحبت یقینی ہے اور یہ دیگر نقول ظنی اور ظن یقین کا مقابلہ نہیں کرسکتا اور یقینی چیز ظنی چیز کی وجہ سے چھوڑی نہیں جاسکتی، خلاصہ یہ کہ اسلام اور سنت کی سرحد حضرت معاویہ، عمرو بن االعاص اور مغیرہ بن شعبہ جیسے صحابہ سے قائم ہے، جو شخص اہل سنت والجماعت کے بزرگانِ دین کے نقش قدم پر چل رہا ہے اسے کہو کہ ان حضرات کی بدگوئی اور لعن طعن سے زبان بند رکھے۔ (تکمیل الایمان بحوالہ حاشیہ بزاس:550،فضائل صحابہ،مہر محمد میانوالوی:207،حرمت صحابہ،مولانا محمد معاویہ سعدی:118)

(195) (صحیح الجامع، رقم:545)

(196) (ویعرفون حق الذین اختار هم الله سبحانه لصحبة نبیه ﷺ ویاخذاون بفضائلهم ویمسکون عما شجر بینهم صیغرهم و کبیرهم۔عقائد اهل السنة:120۔مشاجرات صحابہ اور سلف کا موقف، ارشاد الحق اثری:100)

(197) (کتاب الشرح والابانة:268-269 بحوالہ مشاجرات صحابہ اور سلف کا موقف، ارشاد الحق اثری:37)

(198) (مشاجرات صحابہ اور سلف کا موقف، ارشاد الحق اثری: 41)

(199) (وترحم علی جمیع اصحاب محمد ﷺ صغیرهم و کبیرهم وحدث بفضائلهم وامسک عما شجر بینهم۔طبقات الحنابلة ص294 ج1۔مشاجرات صحابہ اور سلف کا موقف، ارشاد الحق اثری:44)

(200) (الصواعق المحرقة:223 بحوالہ مشاجرات صحابہ اور سلف کا موقف، ارشاد الحق اثری: 54)

(201) (تاریخ امت مسلمہ مولانا اسماعیل ریحان صاحب:330)

(202) (شرح الفقه الاکبر: 17 طبقات حنابلہ 1/ 79 حرمت صحابہ، مولانا محمد معاویہ سعدی: 30 مشاجرات صحابہ اور سلف کا موقف، ارشاد الحق اثری: 54 فضائل صحابہ مہر محمد میانوالوی:214)

(203) (تلک دماء طهر الله ایدینا منها فلم نلوث الستنا۔مشاجرات صحابہ اور سلف کا موقف، ارشاد الحق اثری:25-45-77)

(204) (واما الفتن والحروب الواقعة بین الصحابة فالشامیة انکروا وقوعها ولا شک انه مکابرة للتواتر فی قتل عثمان و واقعة الجمل والصفین، والمعترفون بوقوعها منهم من سکت عن الکلام فیها بتخطیة او تصویب وهم طائفة من اهل السنة فان ارادوا انه اشتغال بما لا یعنی فلا باس به وقال الشافعی رحمه الله وغیره من السلف

:تلک دماء طھر اللہ عنھا ایدینا فلنطھر عنھا السنتنا۔فقھی مضامین مفتی عبدالواحد صاحب:60مقام صحابہ، مفتی محمدشفیع:80)

(205)(حافظ ابن حجر ہیثمی تطہیر الجنان کے مقدمہ صفحہ 4 پر فرماتے ہیں:اے وہ مسلمان جس دل اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت سے معمور ہے تجھ پر واجب ہے تو اپنے نبی ﷺ کے تمام صحابہ کرام سے محبت رکھے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے خصوصیت سے ان پر وہ انعام کیا ہے جس میں کسی اور کو شریک نہیں کیا ہے اور تجھ پر یہ عقیدہ رکھنا بھی واجب ہے کہ صحابہ کرام عدول ہیں جس پر تمام متقدمین ومتاخرین بزرگان دین کا اجماع ہو چکا ہے، اور ان میں سے بعض حضرات کی جولغزشیں نقل کی گئی ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان سے ان تمام کو معاف فرمادیا ہے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ، اور اس وجہ سے بھی کہ حضور ﷺ نے ان کی بہت مدح فرمائی ہے کہ ان کی تنقیص اور عیب گوئی سے روکا ہے، اور بغیر کسی تفصیل وتعیین کے کسی ایک کی بھی تنقید وتنقیص پر سخت سزا سنائی ہے۔چونکہ آپ کا مقام امت کی طرف نازل شدہ کلام کی تفسیر کرنا ہے پس اگر اس رضوان اور بشارت سے عموم مراد نہ تو آپ اسے مجمل نہ چھوڑتے۔فضائل صحابہ مہر محمد میانوالوی:218)

(206)(واما قتالہ رضی اللہ عنہ لطلحۃ والزبیر وعائشۃ ومعاویۃ فقد نص الامام احمد رحمہ اللہ الامساک عن ذلک وجمیع ماشجر بینھم من منازعۃ ومنافرۃ وخصوصۃ لان اللہ تعالی یزیل ذلک من بینھم یوم القیامۃ۔غنیۃ 77/1، مشاجرات صحابہ اور سلف کا موقف، ارشادالحق اثری: 57)

(207)(فضائل صحابہ مہر محمد میانوالوی:213۔تاریخ امت مسلمہ، مولانا اسماعیل ریحان:331/2)

(208)(تفسیر قرطبی:16/322تاریخ امت مسلمہ، مولانا محمد اسماعیل ریحان:331/2)

(209)(تاریخ امت مسلمہ، مولانا محمد اسماعیل ریحان:331/2،95/2)

(210)(منھاج السنۃ:220-2/219مشاجرات صحابہ اور سلف کا موقف، ارشادالحق اثری: 67)

(211)(فالخوض فیما شجر یوقع فی نفوس کثیر من الناس بغضا وذما ویکون فی ذلک ھو مخطئا بل عاصیا فیضر نفسہ ومن خاض معہ فی ذلک کما جری لاکثر من تکلم فی ذلک فانھم تکلموا بکلام لا یحبہ اللہ ولا رسولہ، اما من ذم من لا یستحق الذم واما من مدح امور لا تستحق المدح ولھذا کان الامساک طریقۃ امساک وفاضل السلف۔منھاج السنۃ: 220-2/219، مشاجرات صحابہ اور سلف کا موقف، ارشاد الحق اثری:67، مقام صحابہ مفتی شفیع صاحب:8)

(212)(اذخروا محاسن اصحاب محمد ﷺ کئ تا تلف علیھم القلوب ولا تذکروا ما شجر بینھم فتحرشوا الناس علیھم۔مشاجرات صحابہ اور سلف کا موقف، ارشادالحق اثری: 34)

(213)(مشاجرات صحابہ اور سلف کا موقف، ارشاد الحق اثری: 41)

(214)(ذکر کثیر من المحققین ان ذکرہ حرام مخافة ان یودی الی سوء الظن ببعض الصحابة۔مشاجرات صحابہ اور سلف کا موقف، ارشاد الحق اثری: 115)

(215)(یاربیع لا تخوضن فی اصحاب رسول اللہ ﷺ فان خصمک النبی ﷺ غدا۔مشاجرات صحابہ اور سلف کا موقف، ارشاد الحق اثری:26)

(216)(عقائد اسلام مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ:169)

(217)(ترمذی، رقم:2676)

(218)(راہ سنت، مولانا سرفراز خان صفدر صاحب:30اسلامی قانون کی تشکیل میں صحابہ کا کردار، ڈاکٹر عرفان خان ڈھلوں:227الموسوعة الفقهية الكويتية اجماع:2، اجمال الاصابة فی اقوال الصحابة: 47)

(219)(ترمذی، رقم:2641)

(220)(راہ سنت، مولانا سرفراز خان صفدر: 37۔فضائل صحابہ مہر محمد میانوالوی:148۔منصب صحابہ احترام عادل:129۔مقام صحابہ اور غیر مقلدین مولانا اسجد قاسمی ندوی:7)

(221)(ان اھل السنة والجماعة متفقون علی ان اجماع الصحابہ حجة۔فتح الباری۔راہ سنت مولانا سرفراز خان صفدر:36-40)

(222)(ان ما اجمع علیه الصحابة فهو بمنزلة الثابت بالکتاب۔والسنة فی کونه مقطوعا به حتی یکفر جاحدھو ھذا اقوی مایکون من الاجماع۔فضائل صحابہ مہر:53۔الموسوعة الفقهية الكويتية اجماع انکار الاجماع:7)

(223)(اذاقال الواحد منهم قولا او اکثر من الواحد کالاثنين والثلاثة واشتهر ذلك بين الباقين ولم ينكروه ولا ظهر منهم موافقة لذلك القائل بقول او فعل ولا انكار وهذا هو المسمى الاجماع السكوتي۔ولائمة الاصوليين في تصوره طريقان:احداهما من جعل ذلك في حق كل عصر من عصور المجتهدين وهذا هو الذي صرح به الحنفية في كتبهم وامام الحرمين والشيخ ابو اسحاق الشيرازي في شرح اللمع وفخر الدين الرازي في كتبه وسائر اصحابه وسيف الدين الامدي وابن الحاجب في مختصريه وغيرهم والقرافي من المالكية وغيره من المتاخرين

وتفصيل المذاهب على هذه الطريقة ان احمد بن حنبل وجمهور الحنفية وكثيرا من اصحابنا قالوا انه اجماع وحجة ومنهم من عزاها الى الشافعي وكذلك قال بعض المعتزلة لكن شرط الجبائي ابو علي وغيره منهم في ذلك انقراض العصر۔ اجمال الصابة فى اقوال الصحابة: 20، الموسوعة الفقيهة الكويتة، اجماع ،اجماع السكوتى:8، اسلامی قانون کی تشکیل میں صحابہ کا کردار ڈاکٹر عرفان خان ڈھلوں: 233 دراسات فى اصول الحديث على منهج الحنفية، عبدالمجيد التركمانى 444، قواعد فى علوم الحديث للعثمانى:13)

(**224**) صحابہ کرام میں دو شخصوں کو فن تفسیر میں خصوصی امتیاز حاصل تھا۔ 1) عبداللہ بن مسعود۔ 2) عبداللہ ابن عباس (تفصیل کیلئے دیکھیں اسلامی قانون کی تشکیل میں صحابہ کا کردار، ڈاکٹر عرفان ڈھلوں: 191-215)

ایک روایت میں آتا ہے: خذو القرآن من اربعة رجلين من المهاجرين و رجلين من الانصار مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ و خص عبد الله بن مسعود فقال من احب ان يقرا القرآن غضا كما انزل فليقرا كما يقروه ابن عمر عبد۔ (مشكل الآثار 5584ت شعيب ارناد، بخارى، رقم: 3760 فضائل صحابہ سعود الصاعدى5/5)

حضرت عبد ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَاللَّهِ الَّذِي لاَ إِلَهَ غَيْرُهُ، مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ أَيْنَ أُنْزِلَتْ، وَلاَ أُنْزِلَتْ آيَةٌ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ فِيمَ أُنْزِلَتْ، وَلَوْ أَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنِّي بِكِتَابِ اللَّهِ، تُبَلِّغُهُ الإِبِلُ لَرَكِبْتُ إِلَيْهِ۔ (بخاری، رقم: 5002)

وَاللَّهِ لَقَدْ أَخَذْتُ مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِضْعًا وَسَبْعِينَ سُورَةً، وَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ أَنِّي مِنْ أَعْلَمِهِمْ بِكِتَابِ اللَّهِ، وَمَا أَنَا بِخَيْرِهِمْ۔ (بخاری، رقم: 5000)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

كَانَ عُمَرُ يُدْخِلُنِي مَعَ أَشْيَاخِ بَدْرٍ فَكَأَنَّ بَعْضَهُمْ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ، فَقَالَ: لِمَ تُدْخِلُ هَذَا مَعَنَا وَلَنَا أَبْنَاءٌ مِثْلُهُ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّهُ مَنْ قَدْ عَلِمْتُمْ، فَدَعَاهُ ذَاتَ يَوْمٍ فَأَدْخَلَهُ مَعَهُمْ، فَمَا رُئِيتُ أَنَّهُ دَعَانِي يَوْمَئِذٍ إِلَّا لِيُرِيَهُمْ، قَالَ: مَا تَقُولُونَ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالفَتْحُ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: أُمِرْنَا أَنْ نَحْمَدَ اللَّهَ وَنَسْتَغْفِرَهُ إِذَا نُصِرْنَا، وَفُتِحَ عَلَيْنَا، وَسَكَتَ بَعْضُهُمْ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا، فَقَالَ لِي: أَكَذَاكَ تَقُولُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ؟ فَقُلْتُ: لاَ، قَالَ: فَمَا تَقُولُ؟ قُلْتُ: هُوَ أَجَلُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَعْلَمَهُ لَهُ، قَالَ: إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالفَتْحُ، وَذَلِكَ عَلاَمَةُ أَجَلِكَ، فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا، فَقَالَ عُمَرُ: مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَقُولُ۔ (بخاری: 4970)

قالوا: فإن لم يوجد في القرآن، ولا في السنة ما يوضح المعنى، يرجع إلى أقوال الصحابة في تفسيره، فإنهم أدرى بذلك لما شاهدوه من القرائن والأحوال عند نزوله، ولما اختصوا به من الفهم الصحيح والعمل الصالح، وقد

قال الحاكم في كتاب معرفة علوم الحديث: إن الصحابي الذي شهد الوحي والتنزيل، فأخبر عن آية من القرآن أنها نزلت في كذا وكذا، فإنه حديث مسند. (الإتقان 2/ 157، ومعرفة علوم الحديث للحاكم النيسابوري ص20 نشر المكتبة العلمية.)

وقال صاحب كشاف القناع: يلزم الرجوع إلى تفسير الصحابي لأنهم شاهدوا التنزيل، وحضروا التأويل. فتفسيره أمارة ظاهرة. وإذا قال الصحابي مايخالف القياس فهو توقيف.

وقال القاضي، وغيره من الحنابلة: إن قلنا: إن قول الصحابي حجة لزم قبول تفسيره، وإلا فإن نقل كلام العرب في ذلك صير إليه، وإن فسره اجتهادا أو قياسا على كلام العرب لم يلزم قبول تفسيره (كشاف القناع 1/ 434، والفروع 1/558) (الموسوعة الفقهية الكويتية تفسير /6)

- (علوم القرآن مفتی محمد تقی عثمانی صاحب: 340۔ برهان، اتقان، يتيمة البيان: 60۔ اسلامی قانون کی تشکیل میں صحابہ کا کردار، ڈاکٹر عرفان خان ڈھلون: 126-213-199۔ تدریب الراوی 3/120)

(**225**) (دراسات فی اصول الحديث على منهج الحنفية، عبدالمجيد التركمانی: 465 اسلامی قانون کی تشکیل میں صحابہ کا کردار، ڈاکٹر عرفان خان ڈھلون: 108- 114، اثر الحديث النبوی الشريف فی اختلاف الفقهاء، شيخ محمد عوامه: 226- 225، قول الصحابی من السنة بين الوقف والرفع الموسوعة الفقهية الكويتية جهر /12 تطبيق /2، اعلاء السنن 6/4، قواعد فی علوم الحديث عثمانی 128 تدريب الراوی 3/98-108-113)

(**226**) (اثر الحديث النبوی فی اختلاف الفقهاء، شيخ محمد عوامه: 235، دراسات فی اصول الحديث على منهج الحنفية، عبدالمجيد التركمانی: 457، اجمال الاصابه فی اقوال الصحابه: 83)

(**227**) (دراسات فی اصول الحديث على منهج الحنفية، عبدالمجيد التركمانی: 444۔ الموسوعة الفقهية الكويتية عموم البلوی ۔ الموسوعة الفقهية الكويتية قول الصحابی المذهب الثانی والرابع / 2 اختلاف /فقرة 27 عموم البلوی/7 مطلق/3 قواعد فی علوم الحديث عثمانی 128- 96 دراسات فی اصول الحديث على منهج الحنفية، عبدالمجيد التركمانی 451-453 اجمال الاصابة فی اقوال الصحابه 75 اسلامی قانون کی تشکیل میں صحابہ کا کردار، ڈاکٹر عرفان خان ڈھلون: 259 عہد نبوی میں صحابہ کرام کی فقہی تربیت، مولانا عبدالحليم چشتی: 100)

(**228**) (اجمال الاصابة فی اقوال الصحابه: 73، اسلامی قانون کی تشکیل میں صحابہ کا کردار، ڈاکٹر عرفان خان ڈھلون: 259 كويتيه قول الصحابی /الرابع فقره: 2۔ دراسات فی اصول الحديث على منهج

الحنفیۃ عبدالمجید الترکمانی /المذہب الثانی 452۔تدریب 117/3قواعد فی علوم الحدیث:127)

(**229**)(کمانی:460اجمال الاصابۃ فی اقوال الصحابہ:91،اسلامی قانون کی تشکیل میں صحابہ کا کردار،ڈاکٹر عرفان خان ڈھلوں:132)

(**230**)(علوم القرآن تقی عثمانی صاحب:340،الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ اختلاف:27،اسلامی قانون کی تشکیل میں صحابہ کا کردار،ڈاکٹر عرفان خان ڈھلوں:308)

(**231**)(عقائد اسلام مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ:144)

(**232**)(ماہنامہ شاہراہ علم جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا:54۔مقام صحابہ،مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ:6)

(**233**)(اسلامی قانون کی تشکیل میں صحابہ کا کردار ڈاکٹر عرفان خان ڈھلوں:39)

(**234**)لَوْ وَضَعْتُمُ الصَّمْصَامَةَ عَلَى هَذِهِ - وَأَشَارَ إِلَى قَفَاهُ - ثُمَّ ظَنَنْتُ أَنِّي أُنْفِذُ كَلِمَةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ تُجِيزُوا عَلَيَّ لَأَنْفَذْتُهَا۔(بخاری،العلم،باب:العِلْمُ قَبْلَ القَوْلِ وَالعَمَلِ)

(**235**)(مقام صحابہ مہر محمد میانوالوی:18)

(**236**)اُولٰئِکَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم کَانُوْا اَفْضَلَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبَرَّهَا قُلُوْبًا وَ اَعْمَقَهَا عِلْمًا وَ اَقَلَّهَا تَكَلُّفًا اخْتَارَهُمُ اللهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهٖ وَ لِاِقَامَةِ دِيْنِهٖ فَاعْرِفُوْا لَهُمْ فَضْلَهُمْ وَ اتَّبِعُوْهُمْ عَلٰى اٰثَارِهِمْ وَتَمَسَّكُوْا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ اَخْلَاقِهِمْ وَسِيَرِهِمْ فَاِنَّهُمْ كَانُوْا عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيْمِ۔(مشکاۃ المصابیح،رقم:193)

(**237**)(مکتوبات امام ربانی دفتر دوم مکتوب 36مشاجرات صحابہ اور سلف کا موقف،ارشاد الحق اثری:101)

(**238**)(ابن ماجہ:1/558)

(**239**)كُنْتُ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ فَوَضَعْتُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَهُورًا فَقَالَ: "مَنْ وَضَعَ هَذَا"؟ قَالَتْ مَيْمُونَةُ: عَبْدُ اللهِ فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدين وعلمه التأول"(ابن حبان،رقم:7055)

(**240**)(بخاری،رقم:119)

(**241**)(مشکاۃ المصابیح،رقم:193)

(**242**)(یتیمۃ البیان 61،اصول تفسیر و علوم قرآن،مولانا محمد یوسف بنوری:62)

(243)(علوم القرآن مفتی تقی عثمانی صاحب:9-338)

(244)(علوم القرآن مفتی تقی عثمانی صاحب:339)

(245)(حَدَّثَنَا الأَزْرَقُ بْنُ قَيْسٍ، قَالَ: كُنَّا بِالأَهْوَازِ نُقَاتِلُ الحَرُورِيَّةَ، فَبَيْنَا أَنَا عَلَى جُرُفِ نَهَرٍ إِذَا رَجُلٌ يُصَلِّي، وَإِذَا لِجَامُ دَابَّتِهِ بِيَدِهِ، فَجَعَلَتِ الدَّابَّةُ تُنَازِعُهُ وَجَعَلَ يَتْبَعُهَا - قَالَ شُعْبَةُ: هُوَ أَبُو بَرْزَةَ الأَسْلَمِيُّ - فَجَعَلَ رَجُلٌ مِنَ الخَوَارِجِ يَقُولُ: اللَّهُمَّ افْعَلْ بِهَذَا الشَّيْخِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ الشَّيْخُ، قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ قَوْلَكُمْ »وَإِنِّي غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّ غَزَوَاتٍ - أَوْ سَبْعَ غَزَوَاتٍ - وَثَمَانِيَ وَشَهِدْتُ تَيْسِيرَهُ«، وَإِنِّي إِنْ كُنْتُ أَنْ أُرَاجِعَ مَعَ دَابَّتِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَدَعَهَا تَرْجِعُ إِلَى مَأْلَفِهَا فَيَشُقُّ عَلَيَّ۔ بخاری، رقم:1211)

(246)(بخاری ترجمۃ الباب علی رقم الحدیث:320)

(247)(ترمذی، رقم:2413)

(248)(اسلامی قانون کی تشکیل میں صحابہ کا کردار ڈاکٹر عرفان خان ڈھلوں:36)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

’’فہم محرم الحرام کورس‘‘

نام____________ دستخط____________ تاریخ____________

کچھ اپنے بارے میں

(1) مجھے فائدہ ہوا، مسائل کے اعتبار سے________________________

____

(2) مجھے احساس ہوا، محرم الحرام کو قیمتی بنانے کے اعتبار سے________________

____

____

(3) محرم الحرام کے حوالے سے میرے طرز عمل/سوچ میں یہ تبدیلیاں آئیں________

____

____

(4) میرا آئندہ کا عزم، دینی علوم سیکھنے کا________________________

____

____

(5) اس کورس کی بہتری کے لیے میری رائے________________________

____

ج

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

{مفتی منیر احمد صاحب کی تالیفات ورسائل}

نمبر شمار	کتاب	نمبر شمار	کتاب
1	فہم ایمانیات	19	فہم جمعۃ المبارک
2	فہم محرم الحرام کورس	20	حلال وحرام رشتوں کی پہچان کے رہنما اصول
3	فہمِ صفر کورس	21	شادی مبارک
4	فہمِ شعبان کورس (شبّ براءت)	22	کامیاب گھرداری
5	فہمِ زکوٰۃ کورس	23	بیٹی مبارک ہو
6	فہمِ رمضان کورس	24	جذباتی رویوں سے ایسے بچیں
7	فہمِ حج وعمرہ کورس	25	سیرت کوئز لیول 1
8	فہمِ قربانی کورس	26	سیرت کوئز لیول 2
9	فہم دین کورس	27	حقوق مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
10	فہمِ طہارت کورس	28	حدیث اور اُس کا درجہ کیسے پہچانیں
11	فہمِ نماز کورس	29	ڈیپریشن، اسٹریس کے اسباب اور اُن کا حل
12	فہم حلال وحرام کورس	30	مالی معاملات اور اخلاقی تعلیمات
13	فہم مسائل حیض ونفاس	31	مالی معاملات اور شرعی تعلیمات
14	سخت بیماریوں، پریشانیوں کا یقینی علاج	32	مالی تنازعات اور ان کا حل
15	توبہ	33	فہمِ میراث
16	استخارہ	34	آسان علم النحو
17	مسنون اذکار	35	علم دین اور اس کے سیکھنے سکھانے کا صحیح طریقہ
18	فہم نکاح وطلاق	36	طبی اخلاقیات

نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی، حضرت **مفتی عبدالمنان** صاحب حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

موصوف نے اور بھی قابل قدر مختصر کورسز مثلاً فہم دین کورس، فہم قربانی کورس وغیرہ مرتب فرمائے ہیں، مولانا کا اسلوب تحریر بہت آسان اور عام فہم ہے........ یہ کورس لوگوں میں بہت مقبول ہیں، جن سے عوام کو خوب فائدہ ہو رہا ہے مزید یہ کہ ائمہ وخطباء حضرات اپنے علاقوں میں حسب موقع دینی تعلیم اور تربیت کے لیے ان قابل قدر اور مختصر کورسز کا انتخاب بھی کر سکتے ہیں۔

حضرت مولانا **مفتی ابولبابہ** صاحب حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

مولانا منیر احمد صاحب جامع مسجد الفلاح نارتھ ناظم آباد نے بھی میرے علم کی حد تک قابل قدر مختصر کورسز ترتیب دیے ہیں اور ان سے عوام کو خوب فائدہ ہو رہا ہے۔

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ)
MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

Almuneer.pk AlmuneerOfficial Almuneer